

طاہر القادری خادم دین متین

یا

افاک اثیم......؟

مصنف: حکیم محمد عمران ثاقب

منہاج القرآن والسنۃ
کھیالی، گوجرانوالہ

طاہر القادری خادم دین متین

یا

افاک اثیم......؟

مصنف

حکیم محمد عمران ثاقب

منهاج القرآن والسنة

کھیالی، گوجرانوالہ

اشاعت 2011ء

تعداد 1100

کمپوزنگ .... محمد حسن خان

ناشر

منهاج القرآن والسنة

کھیالی، گوجرانوالہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

''بلاشبہ شیاطین اپنے ولیوں کی طرف وحی کرتے ہیں تاکہ تم (اہل حق) سے بحث و جدال کریں اگر تم لوگ ان کے کہے پر چلو تو بے شک تم بھی مشرک ہو۔''

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ ۝ يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُوْنَ﴾ (الشعراء: ۲۲۱ تا ۲۲۳)

''وہ ہر جعل ساز گنہگار پر نازل ہوتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔''

شیطانی وحی کے پیروکاروں میں ملت رافضیہ کا شمار صف اوّل میں ملتا ہے مگر حیرانی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی اہل سنت ہونے کا دعویدار شیطانی وحی کا پرچار کرنے لگے اور ملت رافضیہ کے اٹوٹ انگ ہونے کا کردار ادا کرے ایسے لوگ یقیناً منافق اور تقیہ کی آڑ میں اپنا کام کر رہے ہوتے ہیں۔

طاہر القادری صاحب تقیہ باز مفاد پرست جھوٹے اور مکار ہیں طاہر القادری صاحب کے جھوٹے مکار جعل ساز ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور پھر ان کی تمام کتب جو رطب و یابس کا پلندہ ہیں شیطانی وحی سے سرشار شرک و بدعت کی وکالت سے بھرپور اور حق دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں موصوف میں منافق کی تمام نشانیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

«آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.» (متفق علیہ)

''منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کر بیٹھتا ہے۔''

اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوسکتا ہے جو نبی کریم ﷺ کی جانب منسوب کیا جائے اور سب سے بڑی خیانت وہ ہے جو قرآن و حدیث میں کی جائے۔ قادری صاحب ایسے جھوٹے ہیں کہ حضور صادق المصدوق حضرت محمد ﷺ کی ذات اطہر پر جھوٹ باندھنے سے گھبرائے نہ شرمائے بلکہ بھرپور ایکٹنگ کے ساتھ جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے گئے ''رسول اللہ ﷺ کے میزبان بن بیٹھے اور آپ کی رہائش اور ٹکٹ کے انتظام کے لیے چندہ اکٹھا کرنے لگے...... اپنی عظمت اور بزرگی ظاہر کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی امامت میں نمازیں پڑھنے کا دعویٰ کرنے لگے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے خود مؤذن رسول بن بیٹھے...... رویائے صادقہ و صالحہ کا ڈھنڈورا پیٹنے لگے...... کشمیری فرشتے کے نزول کا دعویٰ بھی کر بیٹھے...... ایک مرتبہ اتفاق مسجد میں جمعہ کا خطبہ ۴۵ منٹ لیٹ کر دیا کیونکہ ضیاء الحق صاحب کی آمد کا انتظار تھا مگر جب لوگوں نے بعد میں اعتراض کیا تو قسمیں کھانے لگے کہ مجھے ضیاء الحق کی یہاں آمد کا قطعاً علم نہ تھا حالانکہ بہت سے لوگ جانتے تھے کہ جناب نے خطبہ صرف اسی لیے لیٹ کیا تھا تا کہ ضیاء الحق صاحب تشریف لے آئیں وہ حیران رہ گئے کہ قادری صاحب مسجد میں بیٹھے کس بے باکی سے جھوٹی قسمیں کھا رہے تھے...... بے نظیر کے برسر اقتدار آتے ہی عورت کی حکمرانی کو جائز قرار دینے لگے حالانکہ قبل ازیں ضیاء الحق کے دور میں موصوف عورت کی حکمرانی ناجائز اور گمراہی جیسے فتوے جاری کر چکے تھے۔ پیپلز پارٹی کی ایما پر قادری صاحب نے شریف برادران پر قاتلانہ حملے کا الزام عائد کیا بلکہ اچھا خاصا ڈرامہ بنایا تحقیق کے بعد عدالت عالیہ کو لکھنا پڑا کہ قادری صاحب جھوٹے ہیں سستی شہرت کے حریص اور ذہنی مریض ہیں...... رہی بات وعدہ خلافی کی تو اس معاملہ میں قادری صاحب انتہائی مشہور ہیں لوگ ابھی وہ وقت نہیں بھولے جب قادری صاحب قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے رہے کہ وہ

کبھی سیاست میں نہیں آئیں گے مگر پھر اسی دلدل میں پھنس گئے اور وعدہ پہ وعدہ کرتے رہے یہاں تک کہ یہ دعویٰ بھی داغ دیا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے بجٹ بنانے کی کنجی عطا کی ہے..... مگر سیاست میں ناکامی کے بعد سیاست سے توبہ کر گئے اور حق دشمنی کو اپنا شعار بنالیا شرک و بدعت کی وکالت کرنے لگے اور حق دشمنی کا حق ادا کر دیا۔ شیطانی وحی کے پیچھے لگ کر رافضی افکار کو فروغ دینے لگے اور بزعم خود ''شیخ الاسلام'' ''نابغہ عصر'' ''خادم دین متین'' ''حجتہ الاسلام'' اور نہ جانے کیا کیا بن بیٹھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وما يزال الرجل يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا.» (متفق عليه)

''آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں ہوتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں وہ کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔''

راقم نے طاہر القادری صاحب کی حقیقت اور ان کے علمی مقام کو واضح کرنے کے لیے ''طاہر القادری کی علمی خیانتیں'' نامی کتاب لکھی جس میں قادری صاحب کی حقیقت و اصلیت کو واضح کیا گیا ہے۔

علمی خیانتیں کا جواب:

علمی خیانتیں دو بار چھپ چکی ہے اس کے جواب میں ''خادم دین متین'' نامی کتاب چھپی ہے جواب لکھنے والے کوئی محمد نذیر احمد انصاری صاحب ہیں بزعم خود انھوں نے علمی خیانتیں کا جواب لکھا ہے اور طاہر القادری صاحب کے معاملہ میں راقم کو مرفوع القلم سمجھتے ہیں اس کا تذکرہ تو ہم آئندہ صفحات میں کریں گے اب دیکھتے ہیں کہ انصاری صاحب نے جواب کیا لکھا ہے؟ انصاری صاحب نے ''علمی خیانتیں'' کے صرف چند اوراق بعنوان ''طاہر القادری اور شیعیت'' کا جواب لکھا ہے اور اس میں سے بھی بعض عنوان گول کر گئے مثلاً ''ایمان ابوطالب'' اور اسی طرح ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے موقف سے رجوع''۔ انصاری

صاحب نے ''خادم دین متین'' کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے اور ایک منافق کو خادم دین متین اور حجتہ الاسلام بنا دیا ہے پھر انصاری صاحب رافضی افکار کی ترجمانی کرنے لگتے ہیں۔

علمی خیانتیں کے پہلے حصہ پر ایک نظر:

جن لوگوں نے راقم کی کتاب علمی خیانتیں کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ علمی خیانتیں کا پہلا حصہ طاہر القادری کی شخصیت اور حقیقت پر مشتمل ہے راقم نے بمعہ حوالہ قادری صاحب کے جھوٹ، منافقت، موقع شناسی، دو رخی...... علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں قادری صاحب کے جھوٹے خواب...... کشمیری فرشتے کا نزول...... عورت کی حکمرانی کے بارے میں ضیا دور اور بے نظیر دور کے فتویٰ کا تقابل...... عورت کی دیت کا معاملہ...... قادری صاحب کے والد کی جھوٹی کہانی طاہر القادری کی زبانی کا تذکرہ ہے...... ساتھ ساتھ ان کے دیگر اخلاقیات مثلاً بے حیا فنکاروں سے راہ و رسم کے حوالے دیے گئے ہیں میاں شریف کی عنایات اور قادری صاحب کی نمک حراميوں کا تذکرہ ہے اور ایسی ہی بہت سی باتیں بحوالہ لکھی گئی ہیں جو منافق کی پکی نشانیاں ہیں ان سب باتوں کے باوجود انصاری صاحب کو زعم ہے کہ قادری صاحب ''حجتہ الاسلام'' ہیں ان حوالہ جات کو آج تک کوئی چیلنج نہیں کر سکا اور نہ ان کا کوئی جواب لکھ سکا انصاری صاحب کو بھی یہی مشکل پیش آئی لہٰذا ان حوالہ جات کو چیلنج کرنے کی بجائے جواب یہ دیا کہ ''اس کتاب میں حکیم صاحب ذاتیات پر اتر آئے ہیں، خادم دین متین ص ۲ ''اور حکیم صاحب مرفوع القلم ہیں'' کتاب کا لہجہ عامیانہ ہے ''یزیدیت کے طرفدار ہیں'' قارئین محترم یہ انصاری صاحب ان حوالہ جات کا جواب لکھ رہے ہیں جو نقش الحجر ہیں جو پہاڑ کی طرح مضبوط ہیں۔ انصاری صاحب یہ حقائق ہیں جو ایک مذہبی آدمی کے شایان شان نہیں اگر یہ انداز اور لہجہ ذاتیات ہے تو آپ کے ''حجتہ الاسلام'' اور ''خادم دین متین'' نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں یہی لہجہ اختیار کیا ہے...... آپ جسے ذاتیات کا نام دے رہے ہیں یہ اخلاقیات عادات اور اطوار ہیں اگر یہ قادیانی کے

بارے میں جائز ہے کیونکہ اس نے ٹیچی ٹیچی کے نزول کا دعویٰ کیا ہے تو قادری صاحب کے بارے میں بھی جائز ہے کیونکہ موصوف کشمیری فرشتہ کے نزول کا دعویٰ کر چکے ہیں۔

طاہر القادری اور شیعیت:

''علمی خیانتیں'' میں طاہر القادری اور شیعیت کے عنوان سے درج ذیل باتوں پر گفتگو کی گئی تھی۔

(۱) طاہر القادری کا فتویٰ کہ شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (۲) جھنگ میں سنیوں کی مخالفت اور شیعوں سے تعاون (۳) مولانا حق نواز جھنگوی اور شرف سیالوی کا مناظرہ (۴) شیعہ سنی میں کوئی فرق نہیں (۵) شیعہ کو کافر کہنے والے اہل سنت نہیں ہوسکتے (۶) ایمان ابوطالب (۷) شیعہ نوازی (۸) ابوبکر کا انتخاب عمر نے کیا علی کا انتخاب اللہ نے کیا (۹) حضرت عمر کی بخشش کا سامان (۱۰) سیّد عبدالقادر جیلانی کا فتویٰ (۱۱) حضرت علی کا علم (۱۲) نبی کریم ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ ایک درخت سے پیدا ہوئے (۱۳) انا مدينة العلم وعلى بابها (۱۴) رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین ہستی کون؟ (۱۵) واقعہ کربلا میں علمی خیانت (۱۶) یزید پر سب وشتم کا مسئلہ (۱۷) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کوفی ہیں (۱۸) عقیدہ امامت اور طاہر القادری (۱۹) طاہر القادری اور خمینی کی مدح سرائی۔

انصاری صاحب کا جواب:

انصاری صاحب نے بزعم خود علمی خیانتیں کا جواب لکھا ہے مگر انصاری صاحب درج بالا عنوانات کا جواب نہ لکھ پائے اور بہت کچھ گول کر گئے بالترتیب (۱)، (۲)، (۳)، (۴)، (۵)، (۶) کو گول کر گئے پھر نمبر (۱۰)، (۱۱)، (۱۳)، (۱۵)، (۱۶)، (۱۷)، (۱۹) ان کو بھی بغیر ڈکار ہضم کر گئے اور جن باتوں کا جواب لکھا ہے وہ بھی ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ اور سوال گندم جواب چنا کا مصداق ہے...... انصاری صاحب حقیقت کو آشکارا کرنے کے لیے قلم اٹھاتے ہیں مگر افسوس علمی خیانتیں کا جواب تو کجا وہ اپنی کتاب میں صرف ایک عنوان ''طاہر القادری اور شیعیت'' کا جواب لکھنے سے بھی قاصر رہے اور جو کچھ لکھا ہے وہ کیا ہے بس کچھ نہ

پوچھئے انصاری صاحب بیٹھے تھے علمی خیانتیں کا جواب لکھنے راقم کا دعویٰ ہے کہ جواب تو درکنار انصاری صاحب ''علمی خیانتیں'' سمجھنے سے بھی قاصر رہے ہیں۔ راقم نے اس خدشہ کا اظہار کیا تھا (۱) قادری صاحب باطنی ہیں (۲) قادری صاحب موقع شناس منافق ہیں (۳) شیعوں سے میل ملاپ کے سبب آدھا تیتر آدھا بٹیر والا معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں راقم نے قادری صاحب کے رسالہ ''حب علیؓ'' سے چند حوالے نقل کیے تھے دراصل یہ قادری صاحب کی ایک تقریر ہے اور وہ تقریر قصر بتول میں شیعہ مجلس میں پڑھی گئی تھی لہٰذا قادری صاحب نے موقع شناسی اور منافقت سے کام لیا۔ ابوطالب کا ایمان ثابت کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل بتایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا غلام کہا پھر قادری صاحب نے خمینی کی مدح سرائی شروع کردی۔ قادری صاحب صرف شیعہ حضرات کو خوش کرنے کے لیے اپنے مفاد کی خاطر یہ سب کچھ کہتے گئے ورنہ خود قادری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک خلیفہ بلافصل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل اعلیٰ سمجھتے ہیں اس کا خوب اظہار انھوں نے اپنی کتاب ''القول الوثیق فی مناقب صدیق'' اور دوسری کتاب ''پیکر عشق رسول سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' میں دلائل کے ساتھ کیا ہے۔ اگر ہم ''حب علیؓ'' ''السیف الجلی علی منکر ولایت علیؓ'' اور ''ذبح عظیم'' ایسی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کٹر شیعہ تقیہ کی آڑ میں سنی بن کر لکھ رہا ہے اور اس کے برعکس جب ہم ''پیکر عشق رسول سیّدنا صدیق اکبرؓ'' اور ''القول الوثیق فی مناقب صدیق'' کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہلسنّت مدح صحابہ بیان کر رہا ہے قادری صاحب کے مختلف بیانات تضاد بیانوں اور الجھی ہوئی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ قادری صاحب اہلسنّت ہیں نہ شیعہ بلکہ وہ صرف مفاد پرست اور منافق ہیں جن کے کئی روپ ہیں دنیاوی فائدہ کی خاطر عیسائی، قادیانی، رافضی کچھ بھی بننے کو تیار ہیں، ہم اسی نتیجہ پر پہنچے تھے مگر طاہر

القادری کے ممدوح نذیر انصاری صاحب نے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مصداق یہ کتاب لکھ کر ہمارے موقف کے دلائل ہی مہیا کیے ہیں کیونکہ ہمارے دلائل کا تو انصاری صاحب سے جواب نہ بن پایا البتہ جو کچھ لکھا ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قادری صاحب مسلک اہلسنّت کے باغی ہیں نیم شیعہ اور باطنی ہیں اپنے مقصد کی خاطر کچھ بھی کر جاتے ہیں راقم نے تو قادری صاحب کو راہ چلتے کالا کہا تھا مگر انصاری صاحب نے پوری لک (تارکول) پھیر دی کیا ایسے دوستوں سے دشمن ہی بھلے نہیں جو کوئی نذیر انصاری صاحب کی کتاب خادم دین متین کا مطالعہ کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ مصنف تبرائی رافضی ہے اور جعل ساز مصنف تقیہ کی آڑ میں سنی بنا ہوا ہے اور مصنف کا قادری صاحب سے تقاضا ہے کہ ؎

من ترا حاجی بگویم تو مرا ملاں بگو

جن باتوں کا تذکرہ انصاری صاحب نے اس کتاب میں کیا ہے۔ جمہور اہلسنّت اس کے خلاف ہیں انصاری صاحب کی ہرزہ سرائی اور رافضیت کی دفاعی کوشش بالکل بیکار ہے کیونکہ احمد رضا خان بریلوی صاحب نے رد الرفضہ لکھ کر بریلوی صاحبان پر رافضیت کے کفر کو واضح کر دیا ہے۔ انصاری صاحب اور ان کے ممدوح قادری صاحب مل کر بھی علمی خیانتیں کا جواب لکھنے سے عاجز اور درماندہ ہیں انصاری صاحب نے علمی خیانتیں کا کوئی جواب نہیں لکھا بلکہ کتاب لکھ کر اپنی جگ ہنسائی اور رسوائی کو دعوت دی ہے اور الگ سے ایک نئی بحث چھیڑ دی ہے۔ انصاری صاحب کہتے ہیں طاہر القادری سچے پکے حنفی بریلوی ہیں جبکہ معتبر بریلوی علماء انھیں گمراہ اور منافق کہتے ہیں۔

کیا طاہر القادری صاحب حنفی بریلوی ہیں؟

جامع رضویہ فیصل آباد نے قادری صاحب کے متعلق متفقہ طور پر ایک لمبا چوڑا فتویٰ لکھا ہے اور قادری صاحب کی منافقت اور جھوٹ بھی بمعہ حوالہ لکھے ہیں اس فتویٰ سے چند اقتباس پیش خدمت ہیں "الجواب وھو الموفق للحق و الصوب" طاہر القادری نے جب سب سے پہلے ٹھوکر کھائی اور عورت کی دیت کے مسئلہ میں اجماع امت کی مخالفت کی اور علمائے حق

کے سمجھانے کے باوجود رجوع نہ کیا بلکہ ائمہ مجتہدین کو اپنا فریق گردانا...... ہم نے اسی وقت اندازہ لگالیا تھا کہ یہ شخص خطرناک حد تک بہک جائے گا اور امت مسلمہ کو نقصان پہنچائے گا مخبر صادق (ﷺ) کا ارشاد ہے کہ:

''میری امت کے لیے سب سے زیادہ خطرناک چرب زبان منافق ہے۔''

(الجامع الصغير:١-٨٧)

طاہر القادری اب بالکل بہک چکا ہے اور اس کی چرب زبانی نے اسے گمراہی کے عمیق ترین گڑھے میں گرا دیا ہے اور اس کا اندرونی خبث کھل کر باہر آ گیا ہے اور اب یہ فریب خوردہ سنیوں کو ان کے اکابر سے بالکل بے تعلق کرنے کے لیے ان کے اکابر علماء کو پھانسی دینے کے خواب دیکھ رہا ہے...... طاہر القادری کا خود کو قادری کہنا ''غوث اعظم سیّد عبد القادر جیلانی کی غلامی کو ظاہر کرتا ہے مگر یہ شخص آپ کا غلام نہیں کیونکہ آپ فرماتے ہیں ''فعلی المومن اتباع السنة والجماعة'' یعنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ سنت و جماعت کی پیروی کریں اور اہل بدعت (روافض خوارج) سے پرہیز کریں نہ ان کی تعداد بڑھائیں نہ ان کے قریب جائیں نہ انھیں اپنے جلسے میں بلائیں نہ عید وخوشی کے موقع پر انھیں مبارک باد دیں نہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں ان کے لیے رحم کی دعا نہ کریں بلکہ ان سے دور رہیں اور انھیں دور رکھیں اور انھیں اللہ کا دشمن جانیں ان کے مذہب کے غلط ہونے کا یقین رکھیں ان سب باتوں کو بڑے اجر کے حصول کا ذریعہ جانیں۔ (غنية الطالبين)

عبارت مذکورہ میں جو چیز مسلمانوں پر لازم کی گئی ہے اسے طاہر القادری نے انتہا پسندی سے تعبیر کیا ہے تعجب ہے اس شخص پر جو حضور سیّدنا غوث اعظم کی تعلیم شریف کا اتنا بڑا باغی ہو کر خود کو قادری لکھنے سے نہیں شرماتا کیا یہ منافقت نہیں کیا یہ دھوکہ نہیں کیا یہ جھوٹ نہیں؟...... طاہر القادری کی بابت اس کی تحریر وتقریر کے پیش نظر یہ متفقہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ یہ شخص اگر پہلے سنی تھا تو اب نہیں رہا اگر پہلے علمائے اہلسنّت کا محب تھا تو اب نہیں رہا دشمن بن چکا ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنی منع ہے اور اس کے منہاج القرآن میں بچوں کو تعلیم دینا منع ہے

اس کی تقریر وعظ سننا مہلک ہے...... یہ شیعوں اور سنیوں میں فرق نہیں کرتا اس لیے اللہ و رسول کی دوستی سے محروم ہے اور لذت ایمان سے بھی نا آشنا ہے مذہب اہلسنت والجماعت سے خارج ہے سنیوں کا مخالف ہے۔"

حافظ ابوالبیان محمد احسان الحق قادری رضوی مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد: تصدیق مدرسین (۱) شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی (۲) مفتی محمد اسلم رضوی (۳) محمد حبیب الرحمٰن (۴) ابوصالح محمد بخش (۵) محمد نظام الدین (۶) محمد سعید نقشبندی (۷) قاری محمد اقبال (۸) مدرسین مرکزی دارالعلوم اہلسنت جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد" بریلوی علماء نے طاہر القادری سے متفقہ طور پر لاتعلقی کا اعلان کیا ہے تفصیل کے لیے دیکھئے مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق کی کتاب "خطرہ کی گھنٹی"

خادم دین متین پر ایک نظر:

انصاری صاحب اپنے باطل نظریات کی خاطر کسی رکاوٹ کو قبول نہیں کرتے انصاری صاحب اپنے ممدوح قادری صاحب کی طرح اصحاب پیغمبر کو معاف کرتے ہیں نہ محدثین کا لحاظ کرتے ہیں چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انصاری صاحب کی نظر میں:

۱: صحابہ عدول نہیں: بنانے کو تو محدثین نے یہ اصول بنادیا ہے کہ سب صحابہ عدول ہیں لیکن یہ اصول کتاب وسنت کے نصوص سے متصادم ہے۔" (خادم دین متین، ص:۱۳۰)

۲: سنی بھائیوں پر حیرت ہے کہ وہ غلاموں (ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم) کو سرداروں (علی حسن وحسین رضی اللہ عنہم) سے افضل سمجھتے ہیں۔ (خادم دین متین، ص:۱۱۴)

۳: حسنین شریفین ثلاثہ سے افضل ہیں۔ (خادم دین متین، ص:۱۱۴)

۴: اکثر علماء صحابہ کی عدالت کے قائل ہیں جبکہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ صحابہ بھی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں بعض علماء نے کہا ہے کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ صحابہ عدول نہیں جو مولا علی سے لڑے۔ (خادم متین، ص:۱۲۹)

۵: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے باغی گروہ نے قتل کیا تھا۔ (ص:۱۳۱)

۶: صحابہ فاسق ہیں امام برحق پر خروج کرنے کی وجہ سے۔ (ص:۱۲۹)

۷: شیعہ صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ شیعہ کی نسبت آخرت اور صحابہ کی نسبت دنیا سے ہے۔ (ص:۱۵۹)

ائمہ محدثین انصاری صاحب کی نظر میں:

۱: ابن حبان دشمن اہل بیت تھا۔ (خادم دین متین، ص:۵۷)

۲: جوزجانی بدعتی ہے۔ (ایضاً:۵۳)

۳: ابن حجر کی آنکھوں پر تعصب کی رنگین عینکیں چڑھی ہیں۔ (ص:۹۶)

۴: امام رازی متعصب ہے۔ (ص:۵۹) امام رازی نے حق چھوڑ کر باطل اختیار کیا۔ (ص:۶۱)

شیعہ انصاری صاحب کی نظر میں:

۱: حضرت حزقیل نبی جناب موسیٰ کے شیعہ تھے...... جناب ابراہیم نوح کے شیعہ تھے۔ (خادم دین متین، ص:۱۳۹)

۲: شیعہ شجر نبوت کے پتے ہیں۔ (ص:۱۴۵)

۳: مولا علی قسیم النار والجنۃ ہیں۔ (ص:۱۴۸)

۴: شیعہ روضہ امام حسین علیہ السلام باعث برکت ہے۔ (ص۱۵۰)

۵: آل محمد معصوم ہیں۔ (ص:۱۵۱) بلا حساب جنت میں داخل ہونے والے شیعہ ہیں۔ (ص:۱۵۸)

۶: ائمہ اثنا عشر اور سیدہ نساء العالمین جگر گوشہ رسول ائمہ اطہار کی ماں محترمہ فاطمہ زہرا طاہرہ ہیں اور ان کے معصوم اور خطا سے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (ص:۶۸)

۷: سرکار رسالت کے بارہ خلیفے ائمہ اثنا عشری ہیں۔ (۷۰تا۷۳)

تاریخ کے اک باب میں یہ بات ملی ہے　　اسلام کے گلشن میں اک شجر جلی ہے
ہے اصل اس شجر کی جو وہ اللہ کا نبی ہے　　حسنین اس کے پھل تو فرع علی ہے

توحید کی پہچان کا یہ ذریعہ ہوگئے
اس شجر کے جتنے پتے تھے وہ شیعہ ہوگئے

تاریخ میں دیکھے گا جو اژدر کے یہ ٹکڑے ہر دور کا عادل تیری تعظیم کرے گا
کچھ بوجھ ہمارا بھی تو ہلکا ہوا حیدر اب دوزخ و جنت تو ہی تقسیم کرے گا

۸: جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے شیعہ ہیں۔(ص:۱۵۹)

۹: سرکار ﷺ کی سب دعائیں شیعوں کے لیے ہیں اور وہی آپ کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔(ص:۱۵۹)

۱۰: شیعہ اور جنت لازم وملزوم ہیں اور جنتی حضرات کو ہی شیعہ کہا گیا ہے۔(ص:۱۵۹)
یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کتاب کا نام افاک اثیم رکھا ہے۔

حکیم محمد عمران ثاقب

مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم

قرآن کریم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَّاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ (الحجرات: ۷ تا ۸)

''اور (اصحاب پیغمبر) خوب جان لو کہ تم میں اللہ اور اس کے رسول موجود ہیں اگر اکثر معاملات میں وہ تمہاری بات مان لیں تو تم مصیبت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمھیں ایمان کی محبت دی اور اس محبت کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر گناہ اور نافرمانی سے نفرت پیدا کر دی ہے ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں یہ اللہ کا فضل اور احسان ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝﴾

(آل عمران: ۱۷۲ تا ۱۷٤)

''جنھوں نے صدمہ پہنچنے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر لبیک کہا یہی لوگ نیک کردار اور متقی ہیں ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے جب ان (صحابہ

کرام) کو لوگوں نے کہا بلاشبہ لوگوں نے تمہارے مقابلے میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے لہٰذا (تم محمد ﷺ کو چھوڑ دو اور) ان سے بچ جاؤ تو ان (مؤمنوں) کا ایمان اور بھی زیادہ ہوگیا اور کہنے لگے ہمیں تو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے یہ لوگ اللہ کا فضل اور اس کی نعمت حاصل کر کے واپس آئے انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا وہ اللہ کی رضا کے پیچھے لگے رہے اور اللہ بہت بڑا فضل والا ہے۔"

﴿وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ○ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ○﴾ (الحج: ۵۸ تا ۵۹)

"جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر شہید ہوئے یا (طبعی موت) مر گئے اللہ انھیں بہت اچھا رزق دے گا اور یقیناً اللہ ہی بہتر رازق ہے وہ انھیں ایسی جگہ داخل کرے گا جس سے وہ خوش ہو جائیں گے اور اللہ یقیناً سب کچھ جاننے والا بردبار ہے۔"

﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ○ نِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ○ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ○﴾ (الحج: ۳۹ تا ۴۱)

"جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی رہی ہے انھیں لڑائی (جہاد) کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے جنھیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا (کوئی جرم نہیں ان کا) سوائے اس کے کہ وہ کہتے

ہیں کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ذریعہ لوگوں کی مدافعت نہ کرتا رہتا تو خانقاہیں گرجے عبادت گاہیں اور مساجد جن میں اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کیا جاتا ہے مسمار کردی جاتیں اور اللہ ایسے لوگوں کی ضرور مدد کرتا ہے جو اس کے (دین) کی مدد کرتے ہیں اللہ یقیناً بڑا طاقتور اور غالب ہے یہ (صحابہ کرام) وہ ہیں اگر ہم انھیں زمین میں اقتدار بخشیں تو نماز قائم کریں گے زکوٰۃ ادا کریں بھلے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور سب کاموں کا انجام تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

(الحجرات : ۴۹)

"بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے حضور اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔"

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبہ : ۱۰۰)

"اور سبقت لے جانے والے پہلے مومن مہاجرین و انصار میں سے اور وہ لوگ جو ان کی نیک روش کے تابع ہوئے اللہ ان سے راضی ہوگیا اللہ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔"

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ

كَرِيْمٌ﴾ (الانفال: ٧٤)

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنھوں نے ٹھکانا دیا اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لیے بخشش اور عمدہ رزق ہے۔''

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح: ١٠)

''بلاشبہ جولوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے اب جو عہد کو توڑے تو توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا اور جو عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو عنقریب اللہ اسے بڑا اجر عطا کرے گا۔''

﴿وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب:٢٢ تا ٢٣)

''اور جب مؤمنوں نے کفار کے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی بات ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا (کہ انہیں آزمایا جائے گا) اور اللہ اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس واقعہ نے ان کے ایمان اور فرمانبرداری کو ہی مزید بڑھا دیا مومنوں میں وہ جواں مرد ہیں جو جنھوں نے جو عہد اللہ سے کیے تھے انھیں سچا کر دکھایا بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض موقع کے منتظر ہیں اور انھوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا

فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح : ۱۸)

''بے شک اللہ مومنوں سے خوش ہوگیا جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اسے معلوم ہوگیا اس نے ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انھیں جلد ہی فتح دے دی۔''

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح :۲۹)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت (مگر) آپس میں رحم دل ہیں تم جب دیکھو گے انھیں رکوع و سجود کرتے ہوئے اور اللہ کا فضل اور رضا تلاش کرتے ہوئے (کثرت) سجدہ سے ان کی پیشانیوں پر امتیازی نشان موجود ہیں ان کی یہی صفت تورات میں بیان ہوئی ہے اور یہی انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی وہ کسانوں کو خوش کرتی ہے تا کہ کافروں کو ان کی وجہ سے غصہ دلائے ان میں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع کرتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ﴾ (الحج : ۳۸)

''جو لوگ ایمان لائے بلاشبہ اللہ ان کی طرف سے (دشمنوں) کی مدافعت کرتا ہے یقیناً اللہ خائن اور ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔''

حضرات صحابہ کے ایمان کو معیار حق قرار دیتے ہوئے نہ صرف لوگوں کو اس کا نمونہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی بلکہ ان حضرات کے بارے میں لب کشائی کرنے والوں پر نفاق و سفاہت کی دائمی مہر ثبت کردی گئی۔

﴿وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ : ۱۳)

''اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے تم بھی ایسا ایمان لاؤ جیسا دوسرے لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے تو جواب میں کہتے ہیں کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں سن رکھو یہ خود ہی بے وقوف ہیں مگر نہیں جانتے۔''

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

«عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِی لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِی فَوَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهٗ.» (رواه مسلم والنسائی وابن ماجه)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو برا مت کہو میرے صحابہ کو برا مت کہو پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو پھر بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

«عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِی أَصْحَابِی اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِی أَصْحَابِی لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِی فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّی أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِی أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِی وَمَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.» (ترمذی، کتاب المناقب ۵۔۶۹۶، رقم :۳۸۶۲، مسند احمد ۴۔۸۷)

''حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور میرے بعد ان کو اپنی گفتگو کا نشانہ مت بنانا کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف

پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی عنقریب اس کی گرفت ہوئی۔"

«عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنُ الَّذِينَ يَلُونِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيئُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِينَهٗ وَيَمِينُهٗ شَهَادَتَهٗ.» (رواہ مسلم)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس قرن (زمانہ) میں ہیں جو میرے قریب ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن میں سے کسی ایک کی شہادت اس کی قسم پر سابق ہوگی اور اس کی قسم اس کی شہادت پر سابق ہوگی۔"

«عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ الْقَرْنُ الَّذِي اَنَا فِيهِ ثُمَّ الثَّانِي ثُمَّ الثَّالِثُ.» (رواہ مسلم)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کون سے لوگ بہتر ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں میں موجود ہوں اس کے بعد دوسرے زمانہ کے اور اس کے بعد تیسرے زمانہ کے۔"

«عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي.» (رواه الترمذي وحسنه)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا اس مسلمان کو جہنم کی آگ ہرگز نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے (یعنی میرے صحابی) کو دیکھا۔"

«عَنْ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَنِيْ وَاخْتَارَ

لِيْ أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِيْ مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَأَصْهَارًا وَأَنْصَارًا فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.»

(رواہ الحاکم والطبرانی وابن ابی عاصم وقال الحاکم هذا حديث صحيح الاسناد)

''حضرت عویم بن ساعدہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نے مجھے (اپنا پسندیدہ رسول) اختیار کیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو اختیار کیا پس اس نے میرے لیے ان میں سے وزراء بنائے اور قریبی رشتہ دار اور انصار (مددگار) پس جس نے انھیں گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے کسی ہیر پھیر یا دلیل کو قبول نہیں کرے گا۔''

«عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى شَرِّكُمْ.»

(ترمذی، کتاب المناقب، والطبرانی فی المعجم الأوسط)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو تم پر اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر کی وجہ سے۔''

رسول اللہ ﷺ صحابہ کے لیے ڈھال ہیں اور صحابہ امت کے لیے:

«عَنْ اَبِی بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُلْنَا لَوْ جَلَسْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَآءَ قَالَ فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا قُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَآءَ قَالَ اَحْسَنْتُمْ اَوْ اَصَبْتُمْ قَالَ فَرَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ

النُّجُومُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتْ النُّجُومُ اَتَی السَّمَآءَ مَا تُوعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِی فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتٰی اَصْحَابِی مَا یُوعَدُونَ وَاَصْحَابِی اَمَنَةٌ لِاُمَّتِی فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِی اَتٰی اُمَّتِی مَا یُوعَدُونَ.»

(رواہ مسلم و احمد)

''حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھی پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم یہیں بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء بھی آپ کے ساتھ پڑھیں (تو یہ بہتر ہوگا) وہ کہتے ہیں کہ ہم بیٹھے رہے پھر آپؐ باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا تم یہاں سے گئے نہیں تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپؐ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی اور پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم یہیں بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھیں تو بہت اچھا ہوگا آپؐ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا یا فرمایا ٹھیک کیا پھر آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپؐ اکثر چہرہ اقدس آسمان کی طرف اٹھاتے تھے پھر فرمایا تارے آسمان کے لیے بچاؤ ہیں اور جب تارے ختم ہو جائیں گے تو جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ (یعنی قیامت) آسمان پر آجائے گی اور میں اپنے صحابہ کے لیے ڈھال ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہؓ پر بھی وہ وقت آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے ڈھال ہیں اور جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آئے گا جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکت سے حصول فتح:

«عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيَقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ

مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.» (متفق عليه)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب لوگوں کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہو؟ پس وہ لوگ کہیں گے ہاں تو انھیں فتح حاصل ہو جائے گی پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب لوگوں کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں تو پھر انھیں فتح حاصل ہو جائے گی پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک کثیر جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت پانے والوں کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں تو انھیں فتح دے دی جائے گی۔''

سیّدنا ابوبکر صدیق افضل البشر بعد الانبیاء ہیں:

«عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.»

(صحیح بخاری، کتاب اصحاب النبی، سنن ابوداود کتاب السنة التفضیل)

''حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ انھوں

(حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر میں نے کہا ان کے بعد انھوں نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تو میں نے اس خوف سے کہ اب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے میں نے خود ہی کہہ دیا کہ پھر آپ ہیں؟ آپ نے فرمایا میں مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔‘‘

«عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ.»

(صحیح بخاری فضائل ابی بکر، ابوداؤد باب فی التفضیل)

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کسی کو ترجیح دیتے تو سب پر حضرت ابوبکر کو ترجیح دیتے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔‘‘

«عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ.»

(صحیح بخاری فضائل اصحاب النبی مناقب عثمان، سنن ابوداؤد کتاب السنة فی التفضیل)

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو شمار نہیں کرتے تھے پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے بعد ہم باقی اصحاب کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔‘‘

«عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْ بَكْرٍ وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ.»

(سنن ابن ماجه فضائل عمر، حلية الاولياء)

’’حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا آپ فرما رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔"

«عَنْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ .»

(سنن ابوداؤد کتاب السنة باب فی التفضیل ٤۔٢٠٦ رقم:٣٦٢٨)

"حضرت سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے ایام میں کہا کرتے تھے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں سے افضل ترین ابوبکر پھر عمر اور پھر عثمان ہیں۔"

طاہر القادری صاحب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

«عن ابي الدرداء قال رآني النبي ﷺ وانا امشي امام ابي بكرؓ فقال لم تمشى امام من هو خير منك؟ إن ابا بكر خير ممن طلعت عليه الشمس او غربت.»

(اخرجه الديلمى فى المسند الفردوس ٢۔١٤٢، رقم:٢٧٢٤، وتاريخ بغداد ٥۔٤٥١)

"حضرت ابودرداء سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا ہوں آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تم اس ہستی کے آگے کیوں چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے؟ بے شک ابوبکر ہر اس شخص سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔"

کیا ہی اچھا ہوتا کہ انصاری صاحب اپنی کتاب کا مقدمہ طاہر القادری صاحب سے لکھواتے۔ دیکھئے خود طاہر القادری صاحب یہ حدیث بھی نقل کرتے ہیں:

«عن اسعد بن زرارة قال رايت رسول الله ﷺ خطب الناس فالتفت

التفافة فلم یرا ابابکر فقال رسول الله ﷺ ابوبکر ابوبکر إن روح القدس جبریل علیہ السلام اخبرنی انفا ان خیر امتك بعدك ابوبکر صدیق.» (اخرجه الطبرانی فی المعجم الاوسط ٦۔٢٩٢، رقم:٦٤٤٨)

''حضرت اسد زرارہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا آپؐ نے توجہ فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا تو آپؐ نے پکارا ابوبکر ابوبکر روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میں سے میرے بعد سب سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

«عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه.»

(مسند احمد بن حنبل ١۔١١٠ الرقم:٧٨٩، والطبرانی فی المعجم الاوسط ١۔٢٩٨۔ رقم:٩٩٢)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور ﷺ کے بعد اس امت میں سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

«عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِی بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.»

(سنن ترمذی کتاب المناقب ٥۔٦١٨ رقم:٣٦٨٤، مستدرك حاکم ٣۔٩٦ رقم:٤٥٠٨)

''حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر انسان۔''

پہلی صدی ہجری سے تا انبدم تمام اہلسنت کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ یہ رہا ہے کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل واکمل واتقی ہیں بلکہ انبیاء کے بعد تمام روئے زمین کے انسانوں سے افضل ہیں۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

''مذهب اصحابنا ان افضل الناس بعد رسول الله ﷺ هو

ابوبکر رضی اللہ عنہ." (کتاب الاربعین، ص ٤٦٤)

"یعنی اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر سب انسانوں سے افضل ہیں۔"

امام نجم الدین نسفی عقائد نسفی میں لکھتے ہیں:

"وافضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق." (شرح عقائد نسفی، ص۷۷)

"ہمارے نبیؐ کے بعد تمام انسانوں میں ابوبکر افضل ہیں۔"

امام کمال الدین بن الہمام لکھتے ہیں:

صحابہ اربعہ یعنی الخلفاء کی فضیلت علیٰ حسب ترتیب فی الخلافت یہ ہے کہ پہلے ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہما نیز لکھتے ہیں کہ صحیح البخاری میں محمد ابن الحنفیہ سے روایت ہے:

«اي الناس خير بعد رسول الله ﷺ فقال ابوبكر.»

"یعنی رسول اللہ کے بعد انسانوں میں کون افضل ہے؟ انھوں نے جواب دیا ابوبکر۔"

امام ذہبی نے بسند صحیح بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ مجھے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں میں جسے فضیلت دینے والا پاؤں گا تو وہ مفتری ہے اور اسے وہی سزا دوں گا جو مفتری کی ہے۔

ائمہ محدثین کے اقوال ہم نقل کریں گے تو بات بہت دور تک جائے گی بخوف طوالت ہم صرف سیّد عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جو لوگ اس مسئلے کی تفصیل کے آرزو مند ہوں وہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی اور قرۃ العینین فی فضیلۃ الشیخین مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ کا مطالعہ فرمائیں انھیں معلوم ہوجائے گا کہ پہلی صدی سے اس وقت تک تمام اہلسنّت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت صدیق اکبر افضل البشر بعد الانبیاء ہیں آخر میں حضرت عبدالقادر جیلانی کا فرمان پڑھ لیجیے اور دیکھئے کہ طاہر القادری اور ان کے ممدوح انصاری صاحب کس قدر جھوٹے ہیں اور کس طرح فریب سے باطنیت کے

افکار کو سینہ کے زور سے منوانا چاہتے ہیں۔

سیّد عبدالقادر جیلانی کا فتویٰ:

''اہل سنت اس بات کے معتقد ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے اور ان میں سے اس زمانے کے لوگوں سے بہتر اور افضل ہیں جنھوں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ کی تصدیق کی آپ کی بیعت کی اور آپؐ کی پیروی کی جہاد کیا اپنا مال اور اپنی جانیں قربان کیں اور ان لوگوں میں حدیبیہ والے افضل ہیں جنھوں نے ایک درخت کے نیچے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی یہ اصحاب ایک ہزار چار سو ہیں ان میں افضل اہل بدر ہیں جن کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) ہے جو اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر ہیں اور ان ۳۱۳ میں افضل وہ دار الخیز ران والے اصحاب ہیں جن کی تعداد بشمول حضرت عمر رضی اللہ عنہ چالیس ہو جاتی ہے اور ان چالیس میں افضل وہ دس اصحاب ہیں جن کے جنتی ہونے کی آنحضرت ﷺ نے گواہی دی ہے وہ دس اصحاب یہ ہیں ❶ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ❷ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ❸ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ❹ حضرت علی رضی اللہ عنہ ❺ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ❻ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ❼ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ❽ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ❾ حضرت سعید رضی اللہ عنہ ❿ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

ان میں پہلے چار حضرات خلفائے راشدین سب سے افضل تھے اور ان چاروں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت حاصل ہے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم شمس بریلوی ص ۱۶۱، ۱۶۲)

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیوں سب سے افضل ہیں؟

رسولؐ اللہ ﷺ کے فرمودات سے یہ بات اتنی دفعہ ثابت ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں آپؐ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل البشر سمجھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں ابوبکر سب سے پہلے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خاطر مار کھانے زخمی ہونے اور رسول اللہ ﷺ کی جان بچانے میں سب سے پہلے۔ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کے علاوہ میں نے سب کے احسان چکا دیے۔ رسول اللہ ﷺ کے سب سے مقدس سفر ہجرت مدینہ کے ہمسفر اور یار غار ابوبکر۔ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ابوبکر۔ امت محمدیہ میں نیکیوں پر سب سے مقدم ابوبکر۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی اپنی تمام دولت رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر نچھاور کردی تن من دھن کسی چیز سے دریغ نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اپنی موجودگی میں اپنے مصلیٰ امامت پر ابوبکر کو کھڑا ہونے کا حکم دے کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امت کا امام خود مقرر فرمایا۔ ابوبکر نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے مشن کو آگے بڑھایا ارتداد کے بخیے ادھیڑ دیے کفار کا ناطقہ بند کردیا مسیلمہ کذاب کو انجام تک پہنچایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی قرآن کو جمع کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ صاحب علم تھے سب سے زیادہ حلیم و بردبار تھے سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی صاحبزادی سیّدہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کو نہ صرف اہل بیت رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا بلکہ جس طرح مردوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ محبوب تھے اسی طرح عورتوں میں سب سے زیادہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پیار تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ منتخب ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے جا ملے۔ روضہ رسول میں جگہ پائی پہلوئے رسول میں دفن ہوئے اللہ نے زندگی میں بھی انھیں اکٹھا رکھا اور برزخ میں بھی جدا نہیں کیا اور آخرت میں بھی ابوبکر کو رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ مناقب صدیق اکبر کی چند احادیث ملاحظہ فرمائیے:

مناقب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

«عن ابي سعيد قال قال: رسول الله ﷺ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَالِهِ وَصُحْبَتِهِ أَبُوْبكر.» (متفق عليه)

''حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھ پر ابوبکر کا احسان ہے مال کا بھی اور ہم نشینی کا بھی۔''

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.»

(سنن ترمذی کتاب المناقب، رقم:۳۶۶۱)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کسی کا بھی ہمارے اوپر کوئی ایسا احسان نہیں جس کا ہم نے بدلہ چکا نہ دیا ہو سوائے ابوبکر کے بے شک ان کے ہمارے اوپر احسان ہیں جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چکائے گا۔''

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ فِي خِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ.» (صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم:۴۵۵، النسائی فی السنن الکبری الرقم:۸۱۰۲، مسند احمد بن حنبل، الرقم : ۲۴۳۲، صحیح ابن حبان، الرقم:۶۸۶۰)

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض موت میں (حجرہ مبارک سے) باہر تشریف لائے آپؐ نے اپنا سر اقدس کپڑے سے لپیٹا ہوا تھا پس آپؐ منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اپنی جان و مال (قربان کرنے) کے اعتبار سے ابوبکر ابن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ پر زیادہ احسان کرنے والا کوئی نہیں۔''

«عن ابي سعيد أن رسول الله ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ.» (متفق علیہ)

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا مسجد میں کسی کی کھڑکی باقی نہ رہنے دی جائے مگر ابوبکر کے گھر کی کھڑکی قائم رکھی جائے۔''

«عن ابن عباسؓ عن النبي ﷺ قال لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِيْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ وَلٰكِنْ أَخِيْ وَصَاحِبي.» (متفق عليه)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔''

«عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ ضَرَبُوْا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى غَشِيَ عَلَيْهِ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَقُوْلُ وَيْلَكُمْ اَتَقْتَلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ؟ قَالُوْا: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا هٰذَا ابن ابى قحافة المجنون.»

(مستدرك حاكم، رقم : ٤٤٢٤)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفار و مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر جسمانی اذیت پہنچائی کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور بلند آواز سے کہنے لگے تم تباہ و برباد ہو جاؤ کیا تم ایک (معزز) شخص کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے؟ ان ظالموں نے کہا یہ کون ہے؟ (کفار و مشرکین میں سے کچھ) لوگوں نے کہا یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے جو (محبت رسول ہیں) مجنوں ہے۔''

«عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ.»

(صحيح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، رقم:٣٤٦٠)

''حضرت ہمام بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا میں نے حضور ﷺ کو اس دور میں دیکھا کہ جب آپ ﷺ کے ہمراہ پانچ غلاموں دو عورتوں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ تھا۔''

«عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ أَعْظَمَ أَجْرًا فِى الْمَصَاحِفِ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِيْقِ كَانَ

أَوَّلَ مَنْ جمع القُرآنَ بَيْنَ اللَّوْحين.»

(ابن سعد فی طبقات الکبری ۳۔۱۹۳، ابن ابی شیبة فی المصنف ٦۔١٤٨، رقم:۳۰۲۲۹)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قرآن کے حوالے سے سب سے زیادہ اجر پانے والے ابوبکر ہیں کہ انھوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو جلدوں میں جمع کیا۔''

امامت وخلافت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

آغاز ربیع الاول میں حضور صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض نے شدت اختیار کی اور آپ پلنگ سے لگ گئے۔ یہ اُمّ المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا جہاں سے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ہمیشہ کے لیے تشریف لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی امامت کے فرائض صدیق اکبر کو سونپے اور لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کا بھی حکم دیا۔ شارع علیہ السلام کی حکیمانہ تدبیر اس لیے تھی کہ تمام سیاسی حکومتوں کی قوت کے مقابلے میں اس اسلامی قوت کو قائم کیا جائے جس کے نظام میں تمام افراد برابر ہیں لشکر روانہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ ''ڈٹے رہو حوصلہ رکھو کوئی خوف دہشت نہ کرو اللہ تمھارے ساتھ ہے۔'' جیسا یوشع کا مقام امت موسیٰ میں رہا موسیٰ کی زندگی میں بھی اور بعد وفات بھی۔ امت محمدیہ میں وہی مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری امت میں سے پوری امت کا امام مقرر فرمانا چاہتے ہیں نگاہ انتخاب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی جچتا ہی نہیں۔

«عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا: أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا

أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ .» (صحيح بخاری، كتاب الآذان، باب اهل العلم والفضل احق بالامامة ۱_۲٤۰، رقم ٦٤٧، والترمذي فی السنن کتاب المناقب باب فی مناقب ابی بکر و عمر کلیهما ۵_٦۱۳، لارقم:٣٦٧٢)

''اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے آخری مرض میں فرمایا ابوبکر کو (میری طرف سے) حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو کثرت گریہ کی وجہ سے لوگوں کو (قرأت) نہیں سنا سکیں گے (اس لیے) آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کریں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کے مقام (مصلّی) پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو کچھ نہ سنا پائیں گے پس آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رک جاؤ بے شک تم صواحب یوسف کی طرح ہو ابوبکر کو (میری طرف سے) حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''

یہ صحیح احادیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بلافصل خلافت و امامت کو بالکل واضح سے واضح تر کرتی ہیں اپنے مصلّی پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کھڑا کرنا تو بمنزلہ نص کے ہے صرف ایک ہی نماز آپ کی لاعلمی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی تو اس پر آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

«فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ يَأْبَى اللّٰهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ يَأْبَى اللّٰهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ فَبَعَثَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ- وفي رواية قال لا لا لا يصل للناس ابن ابی قحافة.» (ابو داؤد، ۲_۲۸۵)

''ابوبکر کہاں ہے؟ اس کے بغیر کسی کو آگے کرنے کا اللہ تعالیٰ بھی انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی (دو دفعہ آپ ؐ نے یہ فرمایا) اور ایک روایت میں ہے نہیں نہیں نہیں چاہیے (کوئی اور) کہ لوگوں کو ابوقحافہ کا بیٹا ابوبکر ہی نماز پڑھائے۔''

«عَنْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ.» (متفق علیہ)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کے آخری مرض کے دوران نماز کی حالت میں صفیں باندھیں کھڑے تھے (اس دوران) حضور نبی اکرم ﷺ نے (اپنے) حجرہ مبارک سے پردہ اٹھایا اور کھڑے ہوکر ہمیں دیکھنے لگے ایسے لگ رہا تھا کہ آپ کا چہرہ انور کھلے ہوئے قرآن کی طرح ہے پھر آپ تبسم فرماتے ہوئے ہنسنے لگے پس ہم نے ارادہ کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے دیدار کی خوشی میں نماز توڑ دیں گے پھر حضرت ابوبکر اپنی ایڑیوں کے بل (مصلیٰ امامت سے) پیچھے لوٹے تاکہ صف میں شامل ہوجائیں اور گمان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اشارہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی نماز مکمل کرو اور پردہ نیچے سرکا دیا پھر آپ ﷺ کا اسی دن وصال ہوگیا۔''

آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں ہی امامت کے فرائض

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سونپے آئندہ صفحات میں آپ دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں خلیفہ بلا فصل بھی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پس خلافت اور امامت، رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں ہی ابوبکر کو سونپ دی تھی گویا ناطق وحی پیغمبر نے اللہ کی مرضی سے امامت صدیق کو سونپی ملت رافضیہ کے مبینہ فضائل امامت کو مدنظر رکھئے کہ ''امامت نبوت سے بھی افضل ہے امام معصوم ہوتا ہے اور تین سال کی عمر میں مصلیٰ پر کھڑا ہوکر نماز پڑھا سکتا ہے۔'' آج دیکھئے کیسا منظر ہے رسول اللہ ﷺ کا آخری وقت ہے حضور امت کے لیے امام منتخب کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں یعنی ملت سبائیہ کے مبینہ تین امام بھی موجود ہیں۔ مگر اس منصب جلیل کے لیے نگاہ مصطفیٰ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی جچتا ہی نہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

«مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ.»

''ابوبکر کو (میری طرف سے حکم دو) کہ میرے مصلیٰ امامت پر کھڑا ہوجائے۔''

کیا امامت امت دلیل خلافت و افضلیت ہے؟

رسول اللہ ﷺ کے متعدد فرمودات سے ثابت ہے کہ آپؐ کے بعد افضل البشر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اصحاب پیغمبر کا بھی یہی عقیدہ تھا اور جمہور اہل سنت کا بھی یہی عقیدہ ہے ماسوائے رافضیوں کے انصاری صاحب نے رافضیوں کی وکالت کرتے ہوئے، فرمان رسول کو خاطر میں لائے نہ اصحاب پیغمبر کا خیال کیا، جمہور اہل سنت کو دیکھا نہ اجماع امت کو کچھ سمجھا بس انصاری صاحب کی رگ رافضیت پھڑکتی ہے بغض صدیق کا مروڑ اٹھتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد النبی کا راگ الاپنے لگتے ہیں مگر اس سلسلے میں وہ ایک بھی دلیل نقل نہیں کر سکے بعض ضعیف بلکہ موضوع روایات کا سہارا لیتے ہیں مگر پھر بھی مقصد حل نہیں ہوتا۔ راقم نے ''علمی خیانتیں'' میں حضرت عبدالقادر جیلانی کا فتویٰ نقل کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل البشر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر بالترتیب حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں اپنے موقف کو صحیح احادیث سے بھی ثابت کیا تھا پھر شیعہ کتب سے بھی دو حوالے نقل کیے تھے انصاری صاحب علمی خیانت سے کام لیتے ہوئے ان تمام باتوں کو گول کر گئے اور صرف اس بات کا تذکرہ کیا کہ:

کیا پیش نمازی دلیل خلافت و افضلیت ہے؟

انصاری صاحب لکھتے ہیں ''حکیم جی کا کہنا ہے نماز دلیل افضلیت و خلافت ہے محتاج ثبوت ہے۔ امام بخاری صحیح بخاری میں رقمطراز ہیں:

«كَانَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.»

''ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سالم جو ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام تھے مہاجرین اوّلین کی اور دوسرے اصحاب کی مسجد قباء میں امامت کیا کرتے تھے ان اصحاب میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔''

اس پر مستزاد یہ کہ امامت نماز کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں شیخ محقق ''لمعات'' میں رقمطراز ہیں:

''ان عليا خليفة عن النبى ﷺ مدة غيبة بتبوك ...... وقد استخلف رسول الله ﷺ ابن ام مكتوم ...... على امامة الناس ...... يوم الناس.''

ترجمانی: سرکار نے تبوک جاتے ہوئے علی کو خلیفہ بنایا اور امامت نماز ابن مکتوم کے سپرد کی اور وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی امامت نماز کو دلیل خلافت نہیں سمجھتے تھے چنانچہ آپ نے سقیفہ میں فرمایا یہ عمر اور ابوعبیدہ بن جراح ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کرلو۔''

(خادم دین متین، ص ۴۷)

انصاری صاحب کی جہالت، خیانت یا سادگی؟

انصاری صاحب کس معصومیت اور سادگی سے خلافت اور افضلیت صدیق کے باقی

سب دلائل سے آنکھیں بند کر کے گزر گئے اور یہ باور کرایا کہ صرف حکیم صاحب کے نزدیک "پیش نمازی دلیل خلافت و افضلیت ہے" جن کے گرو طاہر القادری صاحب ایسے لوگ ہوں وہ یقیناً اتنے سادہ تو نہیں ہو سکتے یقیناً جہالت نے غلبہ کیا یا علمی خیانت سے کام لے کر قصہ گول کر گئے۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل میں سے یہ ایک فضیلت ہے۔

امامت کس کا حق ہے؟

انصاری صاحب اگر اپنی (یعنی ملت رافضیہ کی) کتب دیکھ لیتے تو ہرگز اس جہالت اور سادگی کی جرأت نہ کرتے کہ "کیا پیش نمازی دلیل خلافت و افضلیت ہے" ہم انصاری صاحب کے علم میں اضافہ کے لیے معتبر شیعہ کتب سے چند حوالے پیش کرتے ہیں:

"فقال ان رسول الله ﷺ قال فيقدم القوم اقراهم للقرآن فان كانوا فى القراة سواء فاقدمهم هجرة فان كانوا فى الحجرة سواء ناكبوهم مسنا." (فروع كافى: ۱-۲۲۵)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو قرآن کا سب سے بڑا قاری ہو وہ لوگوں کی امامت کروائے اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو جو ہجرت میں مقدم ہو وہ امامت کرے اور اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو جو بلحاظ سن زیادہ ہو وہ امامت کرے۔"

شیخ صدوق "الامالی" میں لکھتے ہیں:

"واولى الناس بالتقدم فى جماعت اقرأهم للقرآن فان كانوا فى القرأة سواء فاقدمهم هجرة فان كانوا فى الهجرة سواء فاستبقهم."

(الامالی: ص۳۸۲)

"اور جماعت میں مقدم ہونے کا وہ شخص زیادہ حقدار ہے جو سب سے بڑا قاری ہو اور اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو امامت کا وہ زیادہ حقدار ہے جس نے اوّل ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں برابر ہوں تو وہ زیادہ حقدار ہے جس کی عمر زیادہ ہے۔"

یہ تو وہ صورتیں ہیں کہ جب امام المسلمین یا ان کا کوئی نمائندہ موجود نہ ہو پھر اگر:

"والامام الراقب فی مسجد مخصوص اولی من الجمیع وکذا صاحب المنزل اولی منهم ومن المراتب وصاحب الامارت ذامارتد اولی من جمیع من ذکر ایضًا." (شرح لمعه: ۱۔۱۰۱)"

''اور وہ امام جو کسی متعینہ مسجد کے لیے مخصوص ہو وہ ان سب سے اولیٰ ہے اسی طرح گھر کا مالک اوروں سے اولیٰ ہے اور جو شخص کسی عہدہ پر مامور ہو وہ اپنے عہدوں پر رہتے ہوئے اوروں سے اولیٰ ہے۔''

اب دیکھئے اور سوچئے کہ امامت دلیل افضلیت ہے یا نہیں مگر صدیق اکبر کی امامت کا تو مسئلہ ہی اور ہے پوری امت میں سے، پوری امت کا امام منتخب کرنا مقصود ہے۔ انصاری صاحب اور ان کے گرو قادری صاحب کے نزدیک تو رسول اللہ ﷺ عالم الغیب بھی ہیں قیامت تک کے حالات امت کے سامنے بیان کردیے پھر سوچئے، معصوم عن الخطا پیغمبر، ناطق وحی صادق القول کی نگاہ انتخاب صدیق اکبر پر پڑتی ہے وہ مصلیٰ جس پر رسول ﷺ کی موجودگی میں کوئی کھڑا ہونے کی جرأت نہیں کرتا بڑے بڑے موجود ہیں مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا یہ فضیلت کسی کے حصہ میں نہیں آئی اور رسول اللہ ﷺ نے ثابت کردیا کہ میرے بعد سب سے زیادہ صاحب علم ابوبکر ہیں سب سے زیادہ متقی ابوبکر ہجرت میں نہ صرف مقدم بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہمسفر یار غار بھی ابوبکر ''ثانی اثنین'' رتبے میں بھی سب سے بڑھ کر اور سن عمر کے اعتبار سے بھی فاروق، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے بڑے۔

رہا انصاری صاحب کا یہ اعتراض کہ سالم رضی اللہ عنہ جو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے مہاجرین اوّلین کی مسجد قبا میں امامت کرواتے تھے، وہاں سالم رضی اللہ عنہ کا ہی حق تھا کیونکہ وہ وہاں کے امام مقرر تھے وہ صرف مسجد قبا کے امام تھے جنگ تبوک کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے اُمّ مکتوم کو امامت سونپی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر والوں کی دیکھ بھال کے لیے پیچھے چھوڑ دیا یہ بھی دوسرا معاملہ ہے آپ نے غور ہی نہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے جارہے ہیں امت

کا امام مقرر کرنا مقصود ہے ابوبکر کو امامت سنبھالنے کا حکم فرماتے ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ خود حالت مرض میں مسجد میں تشریف لاتے ہیں ابوبکر مصلیٰ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ آپ ہاتھ سے منع فرمارہے تھے، رسول اللہ ﷺ یہ منصب سونپ کر خوش ہوتے ہیں دیکھ کر مسکراتے ہیں یہ ایک ایسا شرف ہے جو امت میں سے کسی اور کے حصے میں نہیں آیا رسول اللہ ﷺ ہر معاملہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تمام امت سے افضل و اعلیٰ سمجھتے تھے، صدیق اکبر کی افضلیت و خلافت کے معاملہ میں جو بہت سے دلائل ہیں ان میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے یہ دلیل افضلیت بھی ہے اور دلیل خلیفہ بلا فصل بھی ہے رہی یہ بات کہ سقیفہ میں آپؓ نے فرمایا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں ان میں سے کسی ایک کی بیعت کرلو، تو یہ بالکل حق فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیونکہ وہ بذات خود نہ امامت کے طلبگار تھے نہ خلافت کے اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جو عہدہ کا طالب ہو اسے عہدہ نہ دیا جائے۔

انصاری صاحب ناحق ہم سے الجھ رہے ہیں خود طاہر القادری صاحب حدیث نقل کرتے ہیں:

«عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ.» (ترمذی، کتاب المناقب، ۵۔۶۱۴، رقم: ۳۶۷۳)

''اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی قوم کے لیے مناسب نہیں جن میں ابوبکر صدیق موجود ہوں کہ ان کی امامت (ابوبکر صدیق) کے علاوہ کوئی اور کروائے۔''

کیا ہی اچھا ہوتا انصاری صاحب اپنی کتاب اپنے ''حجتہ الاسلام'' سے نظر ثانی کروالیتے۔

خلافت:

خلیفہ: خَلَفَ يَخْلِفُ خَلَفًا و خِلَافَةً سے اور مبالغہ کا صیغہ ہے خَلَفَ یخلف کے معنی ہیں پیچھے آنا جانشین ہونا قائم مقام ہونا اور نمائندگی کرنا اَلْخَلْفُ اس قوم گروہ اور نسل کو بھی کہتے ہیں جو یکے بعد دیگرے آئے۔(القاموس القویم : ۱۔۲۰۳)

مذکورہ لغوی وضاحت کی روشنی میں لفظ خلیفہ کا اطلاق جانشین قائم مقام اور نمائندہ پر ہوتا

ہے اور اس کو قرناً بعد قرنٍ نسلاً بعد نسلاً آنے والی امت اور قوم کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ امام راغب اصفہانی خَلَفَ یَخْلُفُ کے استعمال کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

«خَلَفَ فُلَانٌ فُلَانًا قَامَ بِالْأَمْرِ عَنْهُ إِمَّا مَعَهُ وَإِمَّا بَعْدَهُ...... وَالْخِلَافَةُ النِّيَابَةُ عَنِ الْغَيْرِ إِمَّا لِغَيْبَةِ الْمَنُوْبِ عَنْهُ وَإِمَّا لِمَوْتِهٖ وَإِمَّا لِعِجزِهٖ وَإِمَّا لِتَشْرِيْفِ الْمُسْتَخْلَفِ.» (مفردات القرآن، ص: ١٦٢)

''فلاں شخص فلاں کی جگہ اس کے ساتھ یا اس کے بعد معاملہ کا ذمہ دار بنا...... اور خلافت کے معنی ہیں: کسی کا کسی دوسرے کی نیابت کرنا چاہے یہ نیابت دوسرے شخص کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہو یا اس کے وفات پا جانے کے سبب سے یا اس کے عجز کی بنا پر یا اس نائب بنائے جانے والے شخص کی عزت افزائی کی خاطر ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾...... علماء میں اس بات کا اختلاف ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ ہیں یا اپنے سے قبل کسی مخلوق سے بہر حال یہ بات خارج البحث ہے۔ بہر حال خلیفہ کا معنی ہے کسی دوسرے کی نیابت کرنا قائم مقام ہونا کسی کے بعد اس کے معاملات کا ذمہ دار ہونا۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

(النور:٥٥)

''اللہ تعالیٰ کا تم میں سے ایمان والوں کے ساتھ وعدہ ہے جنھوں نے اچھے عمل کیے اللہ انھیں زمین میں ضرور خلیفہ مقرر کریں گے جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو جانشین بنایا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور مضبوط کر دیں گے جس کو

ان کے لیے پسند کیا اور ضرور ان کے خوف کو امن و امان کے ساتھ بدل ڈالیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور پھر جس نے اس کے بعد بھی کفر کیا تو ایسے لوگ ہی فاسق گنہگار ہیں۔''

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝﴾

(الحج: ٤١)

''وہ لوگ اگر ہم انھیں زمین میں جگہ عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روک دیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے پاس ہے۔''

عہد خیر القرون میں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا ظہور ہوا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زمین میں غلبہ عطا فرمایا اپنے پسندیدہ دین اسلام کو عروج بخشا صحابہ کرام پر فتوحات کے دروازے کھلتے چلے گئے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فارس، شام، مصر، افریقہ اور دیگر دور دراز کے ممالک حتیٰ کہ کرۂ ارض کا نصف مسلمانوں سے وابستہ و پیوستہ نظر آتا ہے۔

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بنے آپ کے نائب ہوئے اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کے روشن دلائل ملاحظہ فرمائیے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری مرض میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

«قال لی رسول الله ﷺ فی مرضه ادعی لی ابابكر اباك واخاك حتی اكتب كتابًا فانی اخاف ان یتمنّٰی متمنٍ ویقول قائل انا اولی ویابی الله والمؤمنون الا ابابكر.» (صحیح مسلم، ٢-٢٧٣ واللفظ له والدارمی ص ٢٢، مشكوٰة ٢-٥٥٥، صحیح بخاری، ابوداود، طبقات ابن سعد)

''آنحضرت ﷺ نے اپنی بیماری میں مجھ سے کہا اپنے باپ ابوبکر اور بھائی (عبد الرحمٰن) کو بلاؤ کہ میں ایک تحریر لکھ کر (وصیت لکھوا) دوں اس لیے کہ مجھے خوف ہے کہ کوئی آرزو کرنے والا یہ نہ کہہ دے کہ (خلافت کے لیے) میں بہتر ہوں مگر اللہ تعالیٰ بھی اور مؤمن بھی ابوبکر کی خلافت کے بغیر کسی اور کی خلافت کا انکار کرتے ہیں۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو خلافت لکھ دینا چاہتے تھے لیکن خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ اور مؤمن ابوبکر کی خلافت کے علاوہ ہر کسی کا انکار کردیں گے اس لیے آپ نے لکھنے کا ارادہ ترک فرمایا چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ:

«فقال النبی ﷺ...... لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللَّهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ.»

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا...... بے شک میں ارادہ کر چکا ہوں کہ ابوبکر اور اس کے بیٹے کو پیغام بھیجوں وہ آئیں اور ابوبکر کو ولی عہد بنا دوں تا کہ کہنے والے اور آرزو کرنے والے کچھ نہ کر سکیں پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر کے بغیر کسی اور کا انکار کرتا ہے اور مومن بھی حضرت ابوبکر کی خلافت کے بغیر کسی اور پر راضی نہیں ہوں گے لہٰذا تحریر کی ضرورت نہیں پڑی۔''

«عن حذیفة قال قال رسول الله ﷺ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر.» (طبرانی فی المعجم الاوسط ٤۔١٤٠، رقم ٣٨١٦، بیهقی سنن الکبری ٨۔١٥٣، حلیة الاولیاء: ٩۔١٠٩)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا۔''

«عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ.»

(رواه بخاری و مسلم و ترمذی)

''حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کسی چیز کے بارے میں سوال کیا آپ نے اسے دوبارہ آنے کا حکم دیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں؟ (محمد بن جبیر فرماتے ہیں کہ) میرے والد (جبیر بن مطعم) نے فرمایا گویا وہ عورت آپ کی وفات مراد لے رہی تھی حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔''

«قَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہما قَالَ إِنَّا نَرَى اَبَابَكْرٍ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدِ النَّاسِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ لِصَاحِبُ الْغَارِ وَثَانِي اثْنَيْنِ وَاِنَّا لِنَعْلَمُ بِشَرَفِهٖ وَكِبَرِهٖ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ.»

(سنن البیهقی ۸-۱۵۲، مستدرك حاكم ۳-۷۰)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں آپ دو میں سے دوسرے میں ہیں اور ہم آپ کے شرف کو اور آپ کے خیر ہونے کو جانتے ہیں بے شک آپ کو حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں نماز امامت کا حکم دیا۔''

«عن عبیده قال جاء عیینة بن حصن والاقرع بن حابس الی ابی بکر فقالوا: یا خلیفة رسول الله ﷺ.»

(مستدرك حاكم : ۳-۵۸، رقم : ۴۴۷۳، سنن الكبرى بیهقی : ۷-۲۰)

''حضرت عبیدہ سے روایت ہے کہ حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا یا خلیفۃ رسول اللہ (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ)۔''

خلافت علی منہاج النبوت:

«عَنْ أَبِى بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ أَيُّكُمْ رَأَى رُؤْيَا فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِى فَسَائَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِى اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ.»

(ابوداؤد، ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ)

«عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُرِىَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنِيطَ عُمَرُ بِأَبِى بَكْرٍ وَنِيطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَّا تَنَوُّطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ الَّذِى بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ نَبِيَّهُ.»

(سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، صحیح ابن حبان، مسند احمد بن حنبل، مستدرک حاکم)

''حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذشتہ رات ایک نیک آدمی نے خواب دیکھا کہ ابوبکر کو اللہ کے رسول کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اور عمر کو ابوبکر کے ساتھ اور عثمان کو عمر کے ساتھ حضرت جابر کا بیان ہے کہ جب ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھے تو ہم نے کہا اس نیک آدمی سے مراد خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رہا بعض کا بعض سے لٹکانا تو وہ ان کا اس ذمہ داری کو سنبھالنا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔''

«عن سمرة بن جندب ان رجلا قال يا رسول الله انى رأيت كان

دلوا دلي من السماء فجاء ابوبكر فاخذ بعراقيها فشرب شربا ضعيفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء على فاخذ بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها شي.» (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عمر، ابوداود واللفظ له كتاب السنة باب في الخلفاء ومسند احمد بن حنبل)

''حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض گزار ہوا یارسول اللہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا ایک ڈول ہے جو آسمان سے لٹکایا گیا ہے پس ابوبکر آئے اور اس کو کناروں سے پکڑ کر بمشکل پیا (مراد ان کے دور خلافت کی مشکلات ہیں) پھر عمر آئے تو انھوں نے اس کو کناروں سے پکڑ کر پیا یہاں تک کہ خوب شکم سیر ہوگئے پھر حضرت عثمان آئے تو انھوں نے اس کو کناروں سے پکڑ کر پیا پھر حضرت علی آئے تو انھوں تے اسے کناروں سے پکڑا تو وہ ہل گیا اور اس میں سے کچھ پانی ان کے اوپر گر گیا۔''

اس طرح خلافت خاصہ جو علیٰ منہاج النبوۃ تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی اس کے بعد خلافت عامہ کی ابتداء ہوتی ہے خلافت خاصہ فتوحات کا زمانہ رہا مسلمانوں میں کوئی افتراق یا انتشار نہ تھا خلافت مدینۃ النبی میں رہی۔

انصاری صاحب کے رافضی پدوڑے:

انصاری صاحب لکھتے ہیں: ''بہت سے صوفیاء کرام کے اقوال سرکار رسالت کے بعد سرکار امامت کی خلافت بلافصل کی طرف اشارہ کرتے ہیں مگر یہ ان کے نزدیک باطنی خلافت ہے...... ان صوفیاء کرام کے نزدیک دونوں خلافتوں کا فرق ایسے ہے جیسے اوپر کا خول (جسے بیکار سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے) اور اندر کا خالص گودا اور باطنی خلافت ظاہری خلافت کا اندرونی خالص گودا ہے اور یہ خلافت مولا علی کی بدرجہ اتم تھی اس سے مولا علی کے افضل ہونے

کا پتہ چلتا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں حسان بن ثابت شاعر رسالت کے اشعار بھی منقول ہیں فانزل الله فيك خير الولاية خدا نے مولا علی کے بارے میں سب سے بہتر ولایت نازل کی ہے عالم اہلسنّت علامہ عجیلی ''ذخیرة المآل'' میں حدیث ثقلین کی شرح میں لکھتے ہیں۔

حدیث ثقلین جو کہ آل محمد کے ائمہ اطہار کی شان میں ہے سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ خلافت ظاہری اور خلافت باطنی کے مصداق آل محمد ہیں اور خاص کر خلافت باطنی تو آل محمد کے ساتھ مختص ہے اور یہی خلافت اصطفائیہ ہے جو ہر زمان و مکان میں اور اس کے حقیقی وارث آل محمد ہیں کیونکہ آل محمد ہی قطب الاولیاء ہیں.....'' (خادم دین متین، ص ۴۶، ۴۷)

الجواب: قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے واضح فرمودات آپ نے پڑھے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کے واضح روشن اور احد پہاڑ سے وزنی دلائل آپ نے ملاحظہ فرمائے، پھر انصاری صاحب کا دعویٰ کہ خلیفہ بلافصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور انصاری صاحب ایسے الجھے ہوئے ہیں کہ وہ خود بھی کچھ نہیں سمجھ سکے پہلا دعویٰ ہے کہ خلیفہ بلا فصل باطنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں یہ دعویٰ دراصل ان کے گرو دشمن صداقت اور وکیل باطل جناب طاہر القادری صاحب کا تھا انصاری صاحب آگے چل کر اپنی یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ''اس سلسلہ میں شیعہ مذہب کی سوچ کچھ اور ہے'' پھر خلیفہ بلافصل ظاہری حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں اور دلائل وہی گھسے پٹے رافضی پدوڑے ان کا جائزہ ہم بعد میں لیں گے پہلے ''باطنیت'' کی خبر کیوں نہ لی جائے جس نے لوگوں کے ظاہر اور باطن کو بگاڑ دیا ہے اور جس کی وجہ سے انصاری صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے انصاری صاحب کو چاہیے تھا کہ پہلے باطنیت اور باطنی ولایت کو قرآن و حدیث سے ثابت کرتے پھر اس طرح کے باطنی صوفیاء کے اقوال نقل کرتے حالانکہ باطنیت گمراہی کا دوسرا نام ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ اور اصحاب پیغمبر کے فرمودات کے برعکس علامہ عجیلی اور رافضی ٹکسالی میں گھڑے گئے مصنوعی اشعار کی کیا اہمیت ہے۔

باطنیت:

باطنیت دراصل نام ہے اسلام میں کفر کو خفیہ انداز میں ضم کرنے کا گمراہی کے دروازوں

میں سے سب سے زیادہ خطرناک اور مضرت رساں دروازہ جو باطنیہ نے کھولا وہ یہ تھا کہ ہر لفظ کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک حقیقی یا باطنی۔ انھوں نے الفاظ کے اس باطنی پہلو پر اس قدر زور دیا کہ ان کا اصل نام اسمٰعیلیہ (شیعہ روافض کا ایک فرقہ) غیر معروف ہوگیا اور وہ باطنیہ کے نام سے مشہور ہوگئے۔ بہرکیف انھوں نے کہا کہ اسی طرح قرآن وحدیث کے الفاظ کے بھی دو دو معنی ہیں ایک ظاہری دوسرے باطنی اور ان کو آپس میں وہی نسبت ہے جو پوست (خول) کو مغز سے ہے جہلاء صرف ظواہر سے آگاہ حقائق یا باطنی معانی کو صرف اہل اسرار جانتے ہیں جو شخص ظواہر میں گرفتار ہے وہ شریعت کی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے اور دین کی نہایت نیچی سطح پر ہے جو شخص اہل باطن کی صحبت میں رہ کر حقائق سے آشنا ہوجاتا ہے وہ شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہوجاتا ہے چنانچہ قرآن کی اس آیت کا یہی مفہوم: ﴿ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی كانت علیهم﴾ یعنی رسول اس بوجھ سے نجات دلاتا ہے جس کے تلے وہ عوام دبے ہوئے تھے اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے تھے۔ (۷۔۱۵۷)

باطنیہ نے اپنی اس بنیادی تعلیم کو صوفی بن کر پیش کیا رفتہ رفتہ جاہل صوفیوں نے پہلے ظاہر اور باطن کی تفریق کا اصول اختیار کیا پھر اس کے منطقی نتیجے کو بھی قبول کیا یعنی انھوں نے شریعت اور طریقت میں تفریق کردی اور کہنے لگے کہ شریعت کا حکم کچھ اور ہے اور طریقت کا حکم کچھ اور ہے آخر کار انھوں نے باطنیہ کی اس تعلیم کو بھی تسلیم کرلیا کہ جب سالک کو معرفت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ قید شریعت سے آزاد ہوجاتا ہے اور اپنے اس باطل عقیدے پر اس آیت سے استدلال کیا ﴿واعبد ربك یاتیك الیقین﴾ اور اس کا ترجمہ اس طرح کیا صرف اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کر جب تک تجھے یقین حاصل نہ ہو جب معرفت یا یقین حاصل ہوجائے تو اتباع شریعت کی حاجت نہیں ہے باطنیہ نے اس طرح لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کردیا عوام کے پاس کوئی آلہ یا معیار نہ اس وقت تک تھا نہ اب ہے نہ آئندہ کبھی ہوگا جس کی مدد سے وہ یہ معلوم کرسکتے کہ یہ شخص جو ظاہر میں صوفیوں کا لباس پہنے

ہوئے بیٹھا ہے تصوف کے اسرار و رموز بیان کر رہا ہے باطن میں کیا ہے؟ اگر کسی عامی نے اعتراض بھی کیا کہ یہ قول قرآن و حدیث کے خلاف ہے تو معتقدین نے اسے گستاخ قرار دے کر مجلس سے باہر نکال دیا قصہ ختم۔

آج بیسویں صدی میں بھی سنی عوام کے دلوں میں جو تفریق جاگزین ہے اور وہ اپنے ''بزرگوں'' کی خلاف شرع باتوں پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ ان کو از قبیل رموز و اسرار طریقت سمجھتے ہیں یہ تفریق عبداللہ بن سبا کے متبعین کی پیدا کردہ ہے اور ہر صحیح العقیدہ صاحب علم سنی مسلمان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ سبائیت اور اس کی نکھری ہوئی صورت یعنی باطنیت دراصل نبوت و رسالت محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت یا باغیانہ تحریک ہے یعنی ولایت کے پردے میں نبوت کی تحقیر و تذلیل ثبوت ملاحظہ ہو اقتباس از ولایت نامہ تالیف سلطان العارفین و برہان الواصلین مولا الشہید الحاج ملا سلطان محمد گنا بادی سلطان علی شاہ چاپ دوم چاپخانہ دانش گاہ تہران ۱۳۸۵، صفحہ نمبر ۳۵۔

''قبول رسالت بیعت کردن است بر قبولِ ظاہری و قبول ولایت بیعت کردن است بر قبول احکام باطنی اول را اسلام و ثانی را ایمان می گویند و چوں قبول رسالت بجہت وصول بسوئے ولایت است کہ فرمود.

ولكن الله يمن عليكم ان هداكم للايمان (۴۹-۱۷) و فرمودِ ان لم تفعل فما بلغت رسالته. (۵- ٦٧)

یعنی رسالت تو مقدمۂ ولایت علی علیہ السلام است اگر تبلیغ ولایت نہ کردی و بیعت بولایت علی گرفتی ہیچ تبلیغ رسالت نہ کردہ کہ مقدمہ بدون ذی مقدمہ و جودش باعدم مساوی است و بملاحظہ حیثیت رسالت و ولایت نسبت بحدیث دادہ شد کہ

لولا علي لما خلقتك انتهى بلفظه.

◆ مصنف کی نقل کردہ پہلی آیت قرآن مجید میں یوں ہے بل الله يمن عليكم هداكم

للایمان یعنی بلکہ اللہ احسان رکھتا ہے اوپر تمہارے یہ کہ ہدایت کی تم کو طرف ایمان کے۔(۴۹۔۱۷)

- قبول ولایت کا معنی ہے بیعت کرنا احکام باطنی کے قبول کرنے پر۔
- یعنی رسالت کا تعلق احکام ظاہری سے ہے اور ولایت کا تعلق احکام باطنی سے ہے یہی تعلیم باطنیہ نے دی تھی یعنی احکام ظاہری اور باطنی کی تفریق جس سے شریعت اور طریقت میں تفریق پیدا ہوگئی اور امت میں تفرقہ رونما ہوگیا۔
- رسالت محمدی کو قبول کرنا اسلام ہے ولایت علی کو قبول کرنا ایمان ہے (یہی وجہ ہے کہ ملت رافضیہ کا ہر فرد مسلمان کی بجائے مومن کہلاتا ہے)
- اے رسول اگر تو نے ایسا نہ کیا پس نہ پہنچایا تو نے پیغام اس (اللہ) کا (۵۔۶۷) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد تیری رسالت مقدمہ ہے ولایت علی کا اگر تو نے ولایت کی تبلیغ نہیں کی اور ولایت کی بیعت نہیں لی تو رسالت کی تبلیغ نہیں کی کیونکہ مقدمہ اگر ذی المقدمہ کے بغیر ہو تو اس کا وجود اور عدم دونوں مساوی ہیں۔
- رسالت اور ولایت کی حیثیت کو مدنظر رکھ کر اس حدیث سے نسبت دی گئی ہے کہ اگر علی (پیدا) نہ ہوتا تو اے محمد میں تجھے (بھی) پیدا نہ کرتا۔"

کون افضل ہے رسول اللہ ﷺ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ؟

ا: مذکورہ عبارت سے ثابت ہوا کہ ولایت نبوت سے افضل ہوتی ہے کیونکہ ایمان بہرحال افضل ہے اسلام سے۔

ب: جب تک ایک شخص ولایت علی پر ایمان نہ لائے مومن نہیں ہوسکتا۔

ج: رسالت محمدی کی بذات خویش کوئی قدر قیمت نہیں ہے اور نہ مقصود بالذات ہے بلکہ وہ مقدمہ ہے ولایت علی رضی اللہ عنہ کا اور اس لیے منطقی طور پر مقصود بالعرض ہے۔

د: رسالت ذریعہ یا واسطہ ہے حصول مقصد کا اور وہ مقصد ہے "گرفتن بیعت ولایت علی" اور یہ بات محتاج ثبوت نہیں ہے کہ ذی واسطہ یا مقصد واسطے یا وسیلے سے افضل ہوتا

ہے اس لیے ولایت افضل ہے رسالت سے یعنی صاحب ولایت افضل ہے صاحب رسالت سے بالفاظ واضح تر حضرت علی افضل ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے۔

ھ: قرآن سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعثت رسول کا مقصد یہ ہے کہ وہ دین الحق (اسلام) کو تمام ادیان پر غالب کردے کما قال اللہ عزوجل ﴿هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَه على الدين كله﴾ اللہ وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے تاکہ وہ اس کو غالب کردے سب دینوں پر، لیکن باطنیت (رافضیت) کے نزدیک اللہ نے رسول کو بھیجا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت پر لوگوں سے بیعت لے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہیں۔

یہ وہ نکتہ ہے جس میں فہم سرگرداں ہے اور عقل حیراں ہے اگر اس جگہ یہ اعتراض کیا جائے کہ ﴿بلغ ما انزل اليك من ربك ان لم تفعل فما بلغت رسالته﴾، ما انـــزل اليك کا مصداق تو قرآن ہے کیونکہ آپؐ پر جبریل لے کر نازل ہوئے نہ ان آیتوں سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہ بعد میں پس اندریں صورت ان دو آیتوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعلق کیسے ہوگیا تو جواب یہ ہوگا کہ یہ تو ظاہری معنی ہیں باطنی معنی صرف اہل اسرار پر منکشف ہوتے ہیں۔

اس وضاحت کے بعد آپ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ باطنیت کیا ہے اسلام یا اسلام دشمنی؟ انصاری صاحب کو چاہیے تھا کہ پہلے باطنیت کو قرآن و حدیث سے ثابت کرتے پھر اپنی شیطانی وحی پر مبنی گمراہ کن تاویل پیش کرتے اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم تھا کہ عبداللہ ابن سبا اسلام میں شخصیت پرستی کا فتنہ پیدا کرے گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف دو آدمیوں کا ذکر ان کا نام لے کر کیا (۱) حضرت زید رضی اللہ عنہ (۲) ابولہب۔ جن کے بارے میں اسے علم تھا کہ سبائی ان ناموں کو استعمال نہیں کریں گے اللہ نے اس باب میں اس قدر احتیاط ملحوظ فرمائی کہ ثانی اثنين اذهما فى الغار کو یار غار کے نام پر ترجیح دی یعنی چھ الفاظ استعمال کیے گئے

مگر ایک لفظ ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمایا لیکن یہ چھ الفاظ ہیں ایسے کہ ملت سبائیہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ثانی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں ثانی کی تاثیر دیکھئے کہ صدیق اکبر ہر بات میں ثانی ہیں چنانچہ اقبال مرحوم نے کہا تھا۔

ہمت او کشد ملت را چو ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ذکر نہیں کیا ورنہ تو ملت سبائیہ نہ جانے کیا کیا گل کھلاتی بہرحال باطنیت کی اصل یہ ہے کہ بقول خمینی

''ہمارے مذہب کا بنیادی قاعدہ ہے کہ ہمارے امام اس مقام و مرتبہ کے مالک ہیں جس تک کوئی فرشتہ کوئی مقرب اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

(الحکوعة اسلامیه ۷۱ للخمینی)

''صدوق کا بھلا ہو نبیؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا مجھے تین چیزیں دی گئی ہیں جن میں علی بھی میرا شریک ہے اور علی کو تین چیزیں دی گئی ہیں لیکن میں ان میں شریک نہیں پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون سی تین چیزیں ہیں جن میں علی آپ کے شریک ہیں؟ آپ نے فرمایا احمد کا جھنڈا میرا ہے اور اسے اٹھانے والے علی ہیں حوض کوثر میرا ہے اس سے پلانے والے علی ہیں اور وہ تین چیزیں جو علی کو دی گئی ہیں اور مجھے ان میں شریک نہ کیا گیا وہ یہ ہیں علی کو شجاعت دی گئی اور مجھے ویسی شجاعت نہ ملی علی کو فاطمہ زہرا جیسی بیوی ملی مجھے ویسی بیوی نہیں ملی علی کو حسن اور حسین جیسے دو بیٹے ملے مجھے ویسے بیٹے نہیں ملے۔ (الانوار النعمانیہ نعمت جزائری) مجلسی نے اس پر بھی قناعت نہیں کی بلکہ مزید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا خدیجہ تیری خوش دامن ہیں مجھے ویسی خوش دامن نہیں ملی میرے جیسا سسر تجھے ملا میرا مجھ جیسا سسر نہیں تجھے جعفر جیسا سگا بھائی ملا مجھے اس جیسا بھائی نہیں ملا تیری والدہ ہاشمیہ ہیں مجھے ویسی ماں نہیں ملی۔ (بحار الانوار للمجلسی ص ۵۱۱، مطبوعہ قدیم الہند)

''علی اپنے اور رسول اللہ کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں میں جنت

دوزخ کی تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں فاروق اکبر ہوں میں صاحب عصا (موسیٰ) ہوں میں میسم ہوں میرے لیے تمام فرشتوں اور رسولوں نے ویسا ہی اقرار کیا ہے جیسا محمدؐ کے لیے کر چکے ہیں مجھ پر بھی خدا نے ویسی ہی چیز اتاری ہے آپ بھی حکم الٰہی گفتگو کرتے ہیں میں بھی بحکم الٰہی گفتگو کرتا ہوں...... یہاں تک تو میں (یعنی علی اور آپؐ) برابر ہیں لیکن اس کے علاوہ مجھے...... ایسی خوبیاں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں مجھے آفتوں اور مصیبتوں کا علم عطا کیا گیا انساب اور فصل الخطاب کا علم بخشا گیا جو مجھ سے پہلے ہو چکا وہ بھی میرے علم میں ہے اور جو مجھ سے غائب ہے وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں۔"

(الاصول من الکافی کتاب الحجۃ ص ۱۹۶، ۱۹۷)

ان لوگوں نے حضرت علی سے یہ بھی منسوب کر دیا کہ حضرت علی نے کہا:

"میں خدا کا چہرہ ہوں میں خدا کا پہلو ہوں میں ہی اوّل میں ہی آخر ہوں میں ظاہر ہوں میں ہی باطن ہوں میں زمین کا وارث ہوں میں خدا کا وہ راستہ ہوں جس کے ذریعے اس تک پہنچا جاتا ہے۔" (رجال کشی، ص۱۸۴)

"صدوق نے "الامالی" میں یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی سے کہا تھا کہ اگر میں تیری ولایت کے بارے میں وہ چیز نہ پہنچاؤں جس کا مجھے حکم دیا گیا تو میرے اعمال برباد کر دیے جائیں گے۔"

(تفسیر نور الثقلین: ۱-۶۵٤)

یہ چند حوالے ہم نے ملت رافضیہ کی معتبر کتب سے لیے گئے ہیں ورنہ ایسی باتیں ان کی کتب میں اس قدر زیادہ ہیں کہ الگ سے کتاب مرتب کی جاسکتی ہے ہمارا مقصد یہ تھا قارئین پر باطنیت اور ولایت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقت واضح ہو جائے۔ اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اس کی تائید متعدد احادیث سے ہوتی ہے لیکن بعض تقیہ کے بیمار رافضیوں نے بعض اہلسنّت کو ورغلایا اور صوفیت کے رنگ میں اپنا عقیدہ رنگا اور یہ

شوشہ اڑایا کہ "ولایت میں خلیفہ بلافصل باطنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں" ان کے نزدیک ولایت مولا، ولی وغیرہ کے الفاظ ہی خلافت ظاہری و باطنی کے لیے نص جلی ہے اس سے ان کا مقصود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنا نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات﴾

خلافت بلافصل پر انصاری صاحب کے چند دیگر دلائل:

انصاری صاحب نے چند احادیث نقل کی ہیں جن کا مضمون تقریباً ایک جیسا ہے اور جن میں یہ بات مشترک ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«انت ولی کل مومن بعدی»

اس مضمون کی جتنی روایتیں بھی انصاری صاحب نے نقل کیں وہ نہ صرف ضعیف بلکہ موضوع ہیں پھر دوسری صورت میں لفظ ولی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل ہیں بلکہ ولی بمعنی دوست ہے۔

انصاری صاحب کی نقل کردہ روایات پر ایک نظر:

امام ترمذی جامع ترمذی میں یہ حدیث رسالت نقل کرتے ہیں:

۱: «حدثنا قتیبة بن سعیدنا جعفر الضبعی عن یزید الرشك عن مطرف بن عبد الله عن عمران بن حصین ان علیا منی وانا منه وهو ولی كل مومن من بعدی هذا حدیث غریب»

۲: ابن حجر عسقلانی الاصابہ میں لکھتے ہیں:

«واخرج الترمذی باسناد قوی عن عمران بن حصین فی قصة قال فیها قال رسول الله ﷺ ما تریدون من علی ان علیا منی وانا من علی وهو ولی كل مومن بعدی.»

۳: «روی ابوداود الطیالسی اخبرنا ابوعوانه عن ابی بلج بن عمرو بن میمون عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ قال لعلی انت ولی کل مومن بعدی.»

(استیعاب)

اقوال: صاحب استیعاب کے نزدیک اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں۔ خصاص نسائی کے رواۃ یہ ہیں۔

۴: احمد بن شعیب، واصل بن عبد الاعلی، محمد بن فضیل، اجلح عبداللہ بن بریدہ عن بریدہ۔

۵: بشر بن ہلال جعفر بن سلیمان، یزید رشک، مطرف، عمران بن حصین...... صاحب ذخائر العقبیٰ وصاحب ارجح المطالب کے پاس جو ترمذی کا نسخہ تھا اس میں لکھا تھا اخرجہ ترمذی وقال حسن غریب لیکن موجودہ ترمذی میں لکھا ہے ہذا حدیث غریب اور لفظ حسن کو اڑا دیا گیا صاحب اسعاف الراغبین نے حدیث غدیر سے اخذ کیا ہے کہ مولا علی افضل البشر بعد النبی تھے اور بعد وفات رسول امامت وخلافت کے مستحق تھے۔"

۶: ولی کے معنی نزدیک ہونا ایک کے بعد دوسرا آنا بغیر فصل کے (وحید الزماں) بوقت وفات رسول کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں رسول اللہ کا ولی ہوں فلما توفی رسول اللہ ﷺ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ ﷺ. (صحیح مسلم وغیــرہ) لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی کے بعد ولی ہونے کا مطلب اس کا بلا فصل خلیفہ ہونا ہے مولا علی فرمایا کرتے تھے قسم بخدا میں سرکار کا بھائی اور ان کا ولی ہوں وارث ہوں اور مجھ سے زیادہ ان کی خلافت کا کون حقدار ہے؟ (واللہ انی اخوہ ولیہ ووارثہٗ فمن احق بہ منی خصائص نسائی) اس حدیث میں «من» جنسیہ ہے یا تبعیضیہ ہے یا بدلیہ ہے اور ان ہر سہ صورتوں میں مولا علی کی خلافت ظاہری و باطنی ثابت ہے اور اگر تبعیضیہ ہے تو مولا علی کا اجزائے رسالت میں ہونا ظاہر و باہر ہے اور اگر بدلیہ ہے تو اس سے ثابت ہے کہ مولا علی بعد ختم نبوت رسول بہ حیثیت خلیفہ و امام بدل سرکار رسالت ہیں۔" (خادم دین متین، ۴۹ تا ۵۱)

انصاری صاحب نے جتنی روایت نقل کی ہیں سب کی سب موضوعات کا مجموعہ ہیں اور رافضی ٹکسالی میں گھڑی گئی ہیں۔ کسی میں جعفر بن سلیمان، کسی میں بریدہ کسی میں اجلح کسی میں مطرف ہے جو اپنی روایتوں میں متہم ہیں اور جمہور نے ان کو ضعیف ٹھہرایا ہے انصاری صاحب کی مستدل روایات بقول ان کے ''حجتہ الاسلام'' کی تحریریں صحیح حسن اور ضعیف روایات سے معمور ہیں اس سلسلہ میں آپ متفرد نہیں بلکہ علمائے اہلسنّت کی ایک لمبی قطار ہے جو کہ آپ کے ہم آواز ہے کہ ضعاف بھی مناقب میں مقبول ہیں جبکہ حکیم جی جیسے ''کچھ افراد'' اس عقیدت سے عاری ہیں۔'' (خادم دین متین، ص ۴۳)

انصاری صاحب ایسے علمائے اہلسنّت کی ''لمبی قطار'' کا ذکر بھی کر دیتے جو ضعیف و موضوع روایات کو آپ اور آپ کے ممدوح قادری صاحب کی طرح صحیح احادیث بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مگر آپ ایک حوالہ بھی پیش نہ کر سکے سوائے اسے عقیدت کا نام دینے کے اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اس اندھی عقیدت سے عاری ہی رکھے اور عقیدت کے اندھوں کو ہدایت نصیب فرمائے جو محض عقیدت میں حضرت علی کو تمام انبیاء و رسل سے بھی افضل سمجھتے ہیں اور ان کی جھوٹی روایتیں پڑھ کر صحیح العقل سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ کون افضل ہے رسول اللہ ﷺ یا حضرت علی؟ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو فرشتہ کی بھول کا نام دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الوہی صفات سے بھی متصف کرنے سے گھبراتے نہ شرماتے ہیں اور بالکل اسی غلو سے کام لیتے ہیں جو نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی عقیدت میں کیا اور نتیجتاً گمراہ ہو گئے ایسی عقیدت انصاری صاحب اور ان کے گرو قادری صاحب ایسے لوگوں کو مبارک ہو۔ حضرت علی نے اندھی عقیدت میں مبتلا بعض لوگوں کو زندہ جلا دیا تھا ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ اندھی عقیدت میں بالکل اندھے ہو گئے تھے اور ایسی عقیدت کی وجہ ضعیف اور موضوع روایات ہیں جو شیعہ ٹکسالی میں گھڑی گئی ہیں بالفرض اگر بعض علماء نے فضائل کے معاملہ میں ضعیف اور موضوع روایات کو نقل کرنے میں حرج نہیں سمجھا پھر اس کی وضاحت بھی نہیں کی تو امام مسلم فرماتے ہیں کہ ''اس میں بہت بڑا خطرہ ہے'' اور وہ خطرہ یہ ہے کہ آج قادری صاحب اور ان

کی ذریت اوران کے چیلے انصاری صاحب ایسے لوگوں کی پہچان مشکل ہوگئی ہے کہ وہ رافضی ہیں یا قادری؟

امام مسلم فرماتے ہیں ''محدثین نے خود پر راویوں کے عیوب ظاہر کرنے کو لازم کر رکھا ہے اس لیے کہ اس میں بہت بڑا خطرہ ہے اس لیے دین کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں وہ حلال وحرام امر و نہی اور ترغیب و ترہیب کو بیان کرتی ہیں ایسا راوی جو صدق و امانت کا خوگر نہیں لوگوں پر اس کے عیب ظاہر نہ کرنے والا شخص مسلمان عوام کو دھوکہ دیتا ہے۔
(صحیح مسلم ۱۔۲۰ ضعیف اور موضوع روایات ص ۶۴)

انصاری صاحب اور ان کے ''حجۃ الاسلام'' کی مستدل وہی ضعیف اور من گھڑت روایات ہیں جو ان کے متقدمین اہل بدعت کی تھیں امام شاطبی ان کی مستدل روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«اعتمادهم على الاحاديث الواهية الضعيفة والكذب فيها علىٰ رسول الله ﷺ والتى لا يقبلها اهل صناعه فى البناء عليها.»

(الاعتصام: ۱۔۱۵۲)

''اہل بدعت کا اعتماد ضعیف سخت کمزور اوران روایات پر ہے جنھیں اصول میں ماہر محدثین قبول نہیں کرتے۔''

ہم کہتے ہیں کہ انصاری صاحب کی مستدل روایات ایسی ہیں کہ دنیائے رافضیت اور ان کے وکیل قادری و انصاری صاحب مل کر بھی انھیں صحیح ثابت نہیں کر سکتے پھر ان روایات میں لفظ ولی سے جو کچھ انصاری صاحب نے ثابت کرنا چاہا تھا وہ بھی انصاری صاحب ہی کا شیوہ ہے اہل علم کو ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں۔

''انصاری صاحب لکھتے ہیں ولی کے معنی نزدیک ہونا ایک کے بعد دوسرا آنا بغیر فصل کے (وحید الزمان)'' دنیا جانتی ہے کہ ولی کے کیا معنی ہیں اس کی تفصیل آگے آرہی ہے رہی بات وحید الزمان کی وہ ایک متنازعہ شخصیت ہیں اہلحدیث انھیں اہلحدیث ماننے سے انکار

کرتے ہیں ان کی تحریروں میں شیعیت غالب ہے اور تادم مرگ "تشیع یسیر" ان میں باقی رہی اور اس کا ثبوت ان کی تحریروں میں بکثرت ملتا ہے۔

حقیقت ولی و ولایت:

ولی جس کی جمع اولیاء ہے وَلِیَ یَلِیُ سے بنا ہے جو فعیل کے وزن پر "صفت مشبہ" ہے صفت مشبہ اس اسم کو کہتے ہیں جس میں فعل کا مصدری معنی دائمی ہو عارضی نہ ہو اور اپنے موصوف سے کبھی جدا نہ ہوتا ہو وَلِیَ یَلِی وَلِیًا وَوِلَایَةً وَوَلَایَةً کے معنی ہیں بالکل قریب ہونا ملا ہونا، دوست ہونا، محبت کرنا اور مدد کرنا وغیرہ۔

الولی: اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اور قرآن پاک میں متولی کارساز اور آقا و سرپرست ہے۔

عربی زبان میں ولی یلی کے معنی ہیں کسی شے کا دوسری شے سے قریب ہونا مثلاً جب بولتے ہیں "ھذا یلی ھذا" تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ شے اس شے کے قریب ہے اسی سے ولایت ہے جس کی اصل محبت اور قرب ہے ولایت کی ضد عداوت ہے جو بغض و نفرت اور دوری پر دلالت کرتا ہے لفظ ولی اسم فاعل ہے اس کے معنی ہیں قریب اور دوست اولیاء ولی کی جمع ہے عربی کے لغت قاموس میں ہے۔

«ولی» کے معنی قریب اور نزدیکی کے ہیں پے در پے بارش بھی اسی کے معنی میں داخل ہے ولی اسی مصدر کا اسم ہے ولی کے معنی محبّ دوست اور مددگار کے بھی ہیں۔ لولاہ کے معنی ہیں کہ اس کو اپنا دوست بنالیا دارہ ولی داری کے معنی ہیں اس کا گھر میرے گھر کے قریب ہے۔

الولی: القرب والدنو والمطر بعد المطر والولی الاسم منہٗ والمحب والصدیق والنصیر ولولاہٗ اتخذہٗ ولیا و دارہ ولی داری قریبة منھا. (قاموس)

مصباح منیر میں ہے:

ابن الاعرابی نے کہا: ولی کے معنی محبت کرنے والے، اطاعت گزار کے ہیں موالات

معادات کی ضد ہے اور ولی، عدو کی ضد ہے اللہ ولی الذین امنوا کے معنی بیان کرتے ہوئے ابواسحاق نے کہا اللہ مومنوں کا ولی ہے ان کی طرف سے مخاصمت کرنے میں انھیں ہدایت دینے میں اور ان کے لیے دلیل قائم کرنے میں اس لیے کہ اللہ ایمان کی زیادتی کے ساتھ ہدایت میں بھی اضافہ کرتا ہے نیز وہ ان کا دوست ہے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کرنے میں اور ان کے مخالفوں کے دین پر ان کے دین کو غالب کرنے میں۔"

(مصباح منیر)

ولی کی یہ لغوی تحقیق جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے قرآن کی آیتوں سے مدلل ہے ولایت کے معنی نصرت اور محبت دونوں ہی آتے ہیں کتاب مغرب میں ہے:

"الولاية بالكسر والفتح النصرة والمحبة." (مغرب)

"ولایت اور ولایت کے معنی نصرت اور محبت ہیں۔"

لغت عرب اور قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ولی حسب ذیل معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

① دوست ② ساتھی ③ قریبی ④ تابع ومطیع ⑤ نگراں ⑥ کارگزار ⑦ کارساز ⑧ مددگار ⑨ وارث۔

ان تمام معانی پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ محبت وقرب لفظ ولی کا اساسی معنی ومفہوم ہے اور اسی کی مناسبت سے دوسرے معانی بھی پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم میں لفظ ولی تقریباً ان تمام معانی میں استعمال ہوا ہے چند آیتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ﴾

(البقرہ: ۲۵۷)

"اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ انھیں (کفر وشرک کے) اندھیروں سے نکال کر (اسلام) کی روشنی کی طرف لے آتا ہے اور جنھوں نے

کفر کو اختیار کیا ہے ان کے دوست طاغوت ہیں۔''

﴿إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (الاعراف: ۲۷)

''ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔''

﴿إِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّإِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَّاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ٥﴾ (الجاثیہ: ۱۹)

''یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کے کچھ کام نہ آ سکیں گے بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقین کا دوست اللہ ہے۔''

﴿إِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ٥﴾ (الجمعہ: ٦)

''اگر تمہارا گمان ہے کہ تمام دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں تم اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔''

﴿فَإِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ﴾ (البقرہ: ۲۸۲)

''پھر اگر وہ شخص جس پر قرض ہے بے عقل ہو یا ضعیف یا خود نہیں لکھ سکتا تو لکھا دے اس کا ولی (شرعی وارث یا کوئی کارگزار) انصاف کے ساتھ۔''

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا٥﴾ (الاسراء: ۱۱۱)

''اور کہو سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو نہیں رکھتا اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی ہے سلطنت میں اور نہ اس کا کوئی کارساز و مددگار ہے کمزوری و عاجزی کی وجہ سے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔''

﴿وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ إِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ إِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

يَعْلَمُوْنَ﴾ (الانفال : ۳٤)

''اور ان میں کیا بات ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ کرے اور وہ تو روکتے ہیں مسجد حرام سے اور وہ اس کے متولی نہیں اس کے متولی تو وہی ہیں جو پرہیزگار ہیں لیکن ان میں سے اکثر کو اس کی خبر نہیں۔''

﴿اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّاo یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّاo﴾ (مریم : ٥ تا ٦)

''اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے پیچھے اور میری بیوی بانجھ ہے سو تو بخش دے مجھ کو اپنے پاس سے ایک وارث جو میری اور اولاد یعقوب کی میراث کا مالک ہو اور بنا اے رب اس کو پسندیدہ۔''

لفظ ولی کے مختلف استعمالات کا ذکر ہم نے کیا اول تو انصاری صاحب کی نقل کردہ روایتیں موضوعات کا پلندہ ہیں پھر دوسری صورت میں ولی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کے متولی ومتصرف ہوں گے۔ وِلایت اور وَلایت کا فرق علماء میں عام طور پر معروف ہے چنانچہ امیر کو والی کہتے ہیں اور ولی نہیں کہتے فقہاء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ جب والی اور ولی دونوں جنازہ میں موجود ہوں تو جنازہ کون پڑھائے اس سے معلوم ہوا کہ موالات معادات کی ضد ہے۔ انصاری صاحب کے سوال کا جواب بڑا مختصر بھی ہو سکتا تھا مگر ہم نے اس لیے اس بات کو ذرا تفصیل سے ذکر کیا تاکہ ولایت کی حقیقت بھی واضح ہو جائے کیونکہ ملت رافضیہ اور ان کے وکلاء طاہر القادری اور انصاری صاحب ایسے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ولایت کا منبع قرار دیتے ہیں۔ پھر انصاری صاحب نے خود نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کا ولی ہوں میں کہتا ہوں اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرھم کیوں خاموش رہے؟ اور کیوں تردید نہ کی؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی رسول اللہ ﷺ کے ولی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے ورنہ

وہ ضرور تردید کرتے۔

ولایت کس کے لیے:

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾

(یونس: ٦١ تا ٦٤)

''بے شک اللہ کے اولیاء کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لیے بشارت ہی بشارت ہے اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔''

یہ آیتیں اس لیے بھی اہم ہیں کہ ان سے اولیائے امت ﷺ کی ولایت خاصہ کے لیے استدلال کیا جاتا ہے ان آیتوں میں اولیاء اللہ کی تعریف وتعیین بھی کی گئی ہے اور ان کے دنیوی واخروی اجر کا ذکر بھی کیا گیا الذین امنوا و کانوا یتقون اولیاء اللہ کی تعریف و تعیین ہے اور اس میں دو جزو ہیں ایمان اور تقویٰ ایمان کے بغیر کوئی اللہ کا ولی کسی درجے میں بھی نہیں ہوسکتا اور تقویٰ کے بغیر کسی کو ولایت خاصہ حاصل نہیں ہوسکتی اللہ کا تقرب اور اس کے نزدیک عزت کا مقام حاصل کرنے کا ذریعہ تقویٰ ہے۔

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾

''تم میں جو سب سے زیادہ متقی ہے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے۔''

حاصل یہ نکلا کہ مومنین متقین ہی اللہ تعالیٰ کے اولیاء خاص ہیں ٹھیک یہی بات رسالہ قشیریہ کے محشی علامہ عروسی نے لکھی ہے:

''وملاك الولاية هو التقوىٰ المذكورة فالاولياء هم المنون المتقون نتائج الافكار.'' (القدسیہ: ٣ ـ ٢٠٩)

ولایت کا دارومدار تقویٰ پر ہے لہٰذا مومنین متقین ہی اولیاء ہیں یہ بات انھوں نے سورہ یونس کی آیت کے تحت لکھی ہے شرح عقائد نسفی میں ولی کی تعریف یہ کی گئی ہے:

''ولی وہ ہے جو بحد امکان اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا عارف ہو طاعتوں پر مواظبت و مداومت کر رہا ہو معاصی سے بچ رہا اور لذات و شہوات میں منہمک نہ ہو۔'' (شرح عقائد نسفی)

«وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّهُمْ اَوْلِيَاءُ الرَّحْمٰنِ وَأَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَطْوَعُهُمْ وَأَشْبَعُهُمْ لِلْقُرْآنِ.» (شرح عقیدہ طحاویہ : ص ٢٢)

''تمام مومنین رحمٰن کے دوست ہیں اور اللہ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہیں جو قرآن کے سب سے زیادہ اطاعت گزار اور تابع فرمان ہوں۔''

امام طحاوی کی مذکورہ عبارت اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے جس کی قرآنی بیانات سے مکمل تائید ہوتی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث قدسی بھی اس کے خلاف نہیں ہے جس کی تخریج امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کی ہے اور جس کا پہلا فقرہ ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ......»

(صحيح البخاري: ٦٥٠٦)

''جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا تو میں نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا......''

اللہ کے ولی سے مراد اللہ کی معرفت رکھنے والا جو اس کی اطاعت کا پابند اور اس کی عبادت میں مخلص ہو۔ (فتح الباری، ج١٣، ص: ٢٨٥٦)

قرآن کریم کی اس وضاحت کے بعد ملت رافضیہ کا مفروضہ و مبینہ تصور ولایت اور امامت تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ولایت خاصہ مومنین متقین کے لیے خاص ہے اور اس کے مصداق سب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ٥﴾

﴿أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾، ﴿أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾

﴿تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ﴾

اور جن کی صفت یہ ہے:

﴿أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

لہٰذا اس کے سب سے پہلے مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوئے پھر فرمان رسول کی روشنی میں ولایت خاصہ کے مصداق سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے جو پہلے مومن ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ امام ہیں پس جس کا ایمان جتنا اعلیٰ ہوگا اس کی ولایت بھی اتنی اعلیٰ ہوگی پھر اس کے مصداق درجہ بدرجہ عشرہ مبشر ہوئے پھر تمام مہاجرین صحابہ پھر انصار صحابہ پھر تمام صحابہ کرام پھر امت میں سے وہ لوگ جو صحابہ کرام کی روش پر چلتے ہیں مؤمن اور متقی ہیں وہی لوگ اللہ کے ولی ہیں اللہ ان کا ولی ہے پس معلوم ہوا ملت رافضیہ کی مبینہ ولایت و امامت اور صوفیوں کی تصوف سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ پھر خود حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کسی بات میں خاص نہیں کیا جس میں لوگوں کو عام کیا ہو۔

ان تکون منی بمنزلة هارون سے استدلال:

انصاری صاحب لکھتے ہیں:

امام حاکم ''المستدرک'' میں اور حافظ ذہبی ''تلخیص'' میں ابن عباس سے مروی یہ حدیث رسالت باسند سے صحیح نقل کرتے ہیں۔

«ثنا عبد الله بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا یحیی بن حماد ثنا

ابو عوانة ثنا ابوبلج ثنا عمرو بن ميمون قال ...... فقال له اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه ليس بعدى نبى انه لا ينبغى ان اذهب الا وانت خليفتى...... انت ولى كل مومن بعدى ومومنه...... هذا حديث صحيح الاسناد قال فى التخيص صحيح.»

حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ مجمع الزوائد میں رقمطراز ہیں:

«الا ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انك لست بنبى انه لا ينبغى ان اذهب الا وانت خليفتى...... انت ولى كل مومن بعدى رواه احمد ورجال احمد رجال الصحيح غير ابى بلج الفزارى وهو اثقه وفيه لين.» (خادم دین متین، ص۶۹)

جواب نمبر۱: ان الفاظ کے ساتھ یہ دونوں احادیث صحیح نہیں ہیں۔ صحیح حدیث کے الفاظ ہم نقل کر رہے ہیں۔ اس حیرت کے ساتھ کہ وکیل رافضیت کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ صحیح حدیث کو چھوڑ کر وہ یہ روایتیں جس میں زائد باتیں رافضی ٹکسال کا اضافہ ہیں نقل کر رہے ہیں جب کہ صحیح حدیث موجود ہے تو موضوعات کے طومار سے لینے کی کیا ضرورت تھی یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی نااہل قیمتی موتی کو مینگنیوں کے درمیان پرروئے صحیح حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

«عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ قَالَ خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِی فِی النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُونَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰی غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِی.» (متفق عليه وهذا لفظ مسلم)

''حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ دیا حضرت علی نے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو

حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، مسند احمد، صحیح ابن حبان سنن البیہقی میں دیکھی جاسکتی ہے اس حدیث میں ان الفاظ کے بعد جتنے اضافے ہیں وہ شاطر رافضیوں کے ہیں۔ بہرحال انصاری صاحب اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہیں مگر ہم حیران ہیں ان کی حدیث فہمی پر اور ترس آتا ہے ان کی کم علمی اور جہالت پر نہ تو اس سے حضرت علی کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت ظاہر ہوتی ہے جہاں تک فضیلت کا معاملہ ہے تو اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے (مسند احمد ۱۔۳۸۳ حدیث نمبر ۳۶۳۲، ترمذی ۳۔۳۷ نیز ۴۔۱۱۳ بطریق معاویہ از اعمش مستدرک حاکم بطریق جریر عن اعمش، تفسیر ابن کثیر) اور جہاں تک معاملہ ہے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کا تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث سے تو کچھ اور ہی خبر ملتی ہے میں اس حدیث کو دلائل نبوت میں شمار کروں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح واضح کر دیا ہے اس حدیث میں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح خلافت کا بار نہیں اٹھا سکیں گے۔ علامہ موسیٰ جار اللہ اپنی کتاب "الوشیۃ" میں انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا کہ اگرچہ تیرا مقام نیکی میں بلند ہے لیکن حضرت ہارون کی طرح تم خلافت کا بار نہیں اٹھا سکو گے کیونکہ حضرت ہارون چالیس دن بھی خلافت کا بار نہ اٹھا سکے اور مقصد یہ تھا کہ تم خلافت کے جھنجھٹ میں نہ پڑنا بلکہ تعلیم و تعلم کے کام میں مشغول رہنا حالانکہ ہارون نبی تھے اور تم نبی بھی نہیں ہو، ہم حیران ہیں ان کی جہالت پر کہ یہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام یقیناً خلیفہ نہیں ہوئے ناطق وحی رسالت معصوم کی زبان اقدس سے کہی ہوئی بات محض سرسری اور بے سوچا سمجھا کلام نہیں یا

صرف اندازہ اور قیافہ شناسی نہیں ہم حیران ہیں کہ وہ لوگ جو نبی ﷺ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اپنے خود ساختہ ائمہ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں کیا رسول اللہ ﷺ کو علم نہ تھا کہ میرے بعد میرا خلیفہ ابوبکر ہوگا؟ اس صورت میں تو آپ بار بار ہر ایک کو واضح فرما دیتے کہ میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہ بنانا میرا خلیفہ علی رضی اللہ عنہ ہے اور پھر علی رضی اللہ عنہ کی آل مگر آپ نے جتنے بھی اشارے فرمائے وہ یہی کہ خلیفہ بلافصل ابوبکر ہوں گے اور خود امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سونپی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو موسیٰ کی ہارون سے تھی یعنی ناطق وحی صادق القول معصوم عن الخطا نے واضح فرما دیا کہ جیسے موسیٰ کے بعد ہارون ان کے خلیفہ نہیں ہوئے اور جیسے ہارون سے بار خلافت نہیں اٹھایا گیا ویسے ہی تمہارا معاملہ ہوگا اس حدیث کے الفاظ بالکل اس حدیث سے جڑے ہوئے جس کا تذکرہ ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔

> ''حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پس حضرت ابوبکر اور اس کو کناروں سے پکڑ کر بمشکل پیا (مراد ان کے دور خلافت کی مشکلات ہیں) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسے کناروں سے پکڑ کر پیا یہاں تک کہ خوب شکم سیر ہو گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو کناروں سے پکڑ کر پیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے اسے کناروں سے پکڑا تو وہ ہل گیا اور اس میں سے کچھ پانی ان کے اوپر گر گیا۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کلی طور پر خلافت بھی نہ ملی پھر ان کے دور خلافت میں مسلمان آپس میں لڑے جھگڑے اور وہ خون خرابہ ہوا جس کی مثال نہیں ملتی اور تمام کوفی حضرت علی کی فوج میں تھے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھے۔ کیا رسول اللہ ﷺ اس طرح مسلمانوں کی خونریزی سے خوش ہوتے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب چند روز کے لیے طور پہاڑ پر گئے تو واپس آ کر دیکھا کہ قوم بچھڑا پوج رہی ہے۔

﴿وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ﴾ (الاعراف : ۱۵۰)

''اور جب موسیٰ غصہ اور رنج سے بھرے اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو انھیں کہا تم لوگوں نے میرے بعد بری جانشینی کی تمھیں کیا جلدی پڑی تھی کہ اپنے رب کے حکم کا بھی انتظار نہ کیا پھر تختیاں پھینک دیں اور اپنے بھائی کو سر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔''

تین خلافتوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو اس ہارونی خلافت سے کیسی زبردست مشابہت ہے ان کا کوئی معاملہ ٹھیک نہیں بیٹھا جیسے ہارون علیہ السلام کی چند روزہ خلافت میں بنی اسرائیل کا معاملہ ٹھیک نہیں رہا یہاں تک کہ انھوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور حضرت ہارون کے مخالف ہو گئے ہم دیکھتے ہیں کہ شیعیان علی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بزدل ڈرپوک اور طرح طرح کے طعنے دیتے ہیں وہ لوگ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا انھیں لوگوں نے حضرت حسن کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح پر مومنین کو ذلیل کرنے والے کا خطاب دیا نیچے سے مصلیٰ کھینچ لیا اور ان پر حملہ کیا آخر کار انہی لوگوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور اپنی منافقت اور گمراہی میں بڑھتے چلے گئے، توریت کے مطابق یہ بچھڑا ہارون نے بنایا تھا مگر قرآن کریم نے اس کی تلافی کرتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو اس اتہام سے بالکل بری قرار دیا ادھر منہ بولے فرزندان شیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اتہام لگائے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان غالی شیعہ رافضیوں کے اتہام سے بری ہیں۔

تورات کے مطابق ہارون اور ان کی تمام اولاد کے لیے اسرائیل کی زمین میں کوئی حصہ نہیں اور میراث کی تقسیم میں وہ حقدار نہیں کسی کاہن اور کسی لاوی کا حکومت میں کوئی حصہ نہیں ان کا کام بس خیمہ اجتماع کی خدمت کرنا ہے دیکھئے (تورات گنتی ۱۸۔۱، گنتی ۱۸۔۲۲ استثنا ۱۸۔۲۰، استثنا ۱۸۔۱) عجیب لطیف اور انوکھا انداز بیان ہے کہ جس چیز کو تبرا پسند لوگوں نے

محرومی سمجھا ہے اسے تورات نے موسیٰ کے لیے سب سے بڑا شرف بنادیا ہے اور یوں فرمادیا ہے کہ ''بنی اسرائیل کی زمین میں تیری کوئی میراث نہیں اور ان کے درمیان تیرا کوئی حصہ نہیں'' یعنی میراث سے محروم کرکے آسمان اور رب السموات تک پہنچا دیا ہے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور ان کی اولاد کے لیے دنیا نہیں ان کے لیے اللہ ہے آسمانی نعمتیں ہیں میں ہوں تیرا حصہ اور تیری میراث بنی اسرائیل کے درمیان۔ (گنتی ۱۸۔۲)

یہی حقیقت ہر رسول کے فرمان میں جھلک رہی ہے:

﴿وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(الشعراء:۱۸۰)

''میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا تو اجر رب العالمین ہے۔''

موسیٰ علیہ السلام نے خود کو حکومت سے محروم رکھا اور ہارون کو مقدس خلعت دے کر حکومت اور اپنی وراثت سے محروم کردیا تھا جن کے وہ حقدار ہوسکتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع خلیفہ ہوگئے اور یوشع کی ہی خاطر ہارون کو خلافت سے علیحدہ رکھا کیونکہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو ان عارضی حقوق سے اللہ نے پہلے ہی محروم کردیا اس لیے اگر ہارون زندہ بھی رہتے تو تورات کی صریح نص کی موجودگی میں یوشع ہی خلیفہ ہوتے اگر کوئی اس فرمان نبوی کو دلائل نبوت میں شمار کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں تذکرہ کرے اور آپ کی پیشین گوئیوں کی فہرست میں شمار کرے تو بالکل بجا ہوگا یہ ایک قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خاندان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی امت کے درمیان کوئی میراث نہیں اور ان میں سے کسی ایک کے لیے خواہ وہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد ہو یا پھر عباس رضی اللہ عنہ یا ان کی اولاد ہو نسبی بنیاد پر کوئی حق نہیں اور اہل بیت کا کوئی حصہ نہیں مگر یہ کوئی محرومی نہیں بلکہ یہ ازواج رسول، بنات رسول اور ان کی اولاد اور نسبی عزیزوں کی اعلیٰ قدروں کی نشاندہی ہے اور امت کے ہر نبی کی شریعت مقدسہ کا یہی پیغام ہے ہر نبی اور رسول جسے اللہ نے بھیجا یہی اعلان فرمایا کہ:

﴿وَمَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(الشعراء:۱۸۰)

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل یوشع کو بلا کر سب بنی اسرائیل کے سامنے اس سے کہا کہ تو مضبوط ہو جا اور حوصلہ رکھ کیونکہ تو اس قوم کے ساتھ اس ملک میں جائے گا جس کو خداوند نے ان کے باپ دادا سے قسم کھا کر دینے کو کہا اور تو ان کو ان کا وارث بنائے گا اور خداوند ہی تیرے آگے آگے چلے گا اور وہ تیرے ساتھ رہے گا وہ نہ تجھ سے دست بردار ہوگا نہ تجھے چھوڑے گا سو تو خوف نہ کر اور بے دل نہ ہو۔ (استثنا:۳۱۔۷)

صاحب قرآن نے بھی آخری ایام حیات میں صاحب تورات کی طرح ہی کیا جب صحابہ کرام سے حجۃ الوداع کی تھکن دور ہوگئی تو حضور نے صدیق رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ سے شام کی طرف لشکر بھیجنے کی تیاری کا مشورہ فرمایا تیاری شروع کر دی اور تیس ہزار نفوس سے زیادہ کا لشکر تیار ہوگیا جس میں اعیان صحابہؓ اور بڑے بڑے مہاجرین اور انصار شامل تھے اور اس کی قیادت اسامہ بن زید بن حارثہ کے سپرد کی اور فرمایا کہ وہیں جاؤ جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا یعنی موتہ۔

جواب نمبر۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان احادیث کا مطلب:

انصاری صاحب کی وکالت اور رافضی پروپیگنڈہ اس لیے بھی غلط ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مذکورہ احادیث «ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی» لفظ ولی اور مولا ایسی احادیث سے خود "باب علم" نے بھی یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا اور نہ یہ مطلب لیا جو نام نہاد حب علی کا نعرہ لگانے والوں نے اخذ کیا ہے کیونکہ صحیح بخاری کتاب المغازی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "علی بن ابی طالب" اس بیماری میں آپ کے پاس آئے جب واپس لوٹے تو لوگوں نے سوال کیا اے ابوالحسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کس حالت میں کی ہے؟ بولے الحمد للہ اچھی حالت میں حضرت عباس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا واللہ تم تین دن کے بعد محکوم ہو گے میں موت کے وقت بنو عبد المطلب کی حالت کو خوب پہچانتا ہوں مجھے ڈر

ہے کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب ہمیں داغ مفارقت دینے والے ہیں آپ میرے ساتھ چلئے ہم آپ سے امر خلافت کے بارے میں دریافت کرلیں اگر ہم سے متعلق ہے تو ہمیں اس کا علم ہو جائے گا بصورت دیگر آپ اس بارے میں ہمیں وصیت فرما دیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر ہم نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور ہم روک دیے گئے تو آپ کے بعد لوگ بھی ہمیں روک دیں گے واللہ میں اس سلسلے میں کوئی آپ سے سوال نہیں کروں گا۔" (صحیح بخاری، کتاب المغازی ٤_٣٣٦، مسند احمد نمبر ٢٣٧٤، ٢٩٩٩، البدایہ والنہایہ ٥_٢٢٧، ٢٥١)

تعصب کی عینک اتاریے اور بغض صدیق اپنے دل سے نکال کر سوچئے کہ «من کنت مولاہ فعلی مولاہ» اور «ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی» یہ واقعات رسول اللہ ﷺ کی مرض سے پہلے کے ہیں یا بعد کے؟ یعنی ان فرمودات سے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے یہ مطلب اخذ نہیں کیا ان سے خلافت مراد نہیں لی بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہ بھی خدشہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری خلافت سے کہیں انکار ہی نہ فرما دیں اسی خوف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی منع کر دیا کہ ایسا سوال کریں دوسرا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس مشورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں سمجھتے تھے، اگر یہ احادیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لیے نص ہوتیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی خاموش نہ بیٹھتے اس کا اظہار کرتے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور اپنے حق کی خاطر جان دینے سے بھی گریز نہ کرتے۔

حافظ ابن عساکر نے (٤_١٦٦) میں حافظ بیہقی سے فضیل بن مرزوق کی حدیث بیان کی ہے کہ حسن مثنی بن حسن بن حسن سبط بن ابی طالب سے سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولا؟ آپ نے فرمایا درست ہے لیکن اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی اس سے مراد خلافت اور سلطنت نہ تھا اور اگر آپ کا یہی مطلب ہوتا تو آپ صاف طور پر بیان کر دیتے کیونکہ آنحضرت ﷺ مسلمانوں کے بہت زیادہ خیر

خواہ تھے اور اگر معاملہ اسی طرح ہوتا جیسا تم کہتے ہو تو آپ اس طرح فرماتے کہ میرے بعد علی خلیفہ ہوں گے اور سلطنت ان کے ہاتھ سے ہوگی اور ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا اور اللہ کی قسم اگر اللہ و رسول نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے منتخب کرلیا تھا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے بعد اللہ و رسول کے حکم کو چھوڑ دیا ہے تو سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی ہے۔'' بیہقی نے اس کو متعدد طریقوں سے کمی وبیشی سے روایت کیا ہے۔ انصاری صاحب کس زعم باطل میں مبتلا ہیں اور کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر غور نہیں کرتے۔

«عن علی قال قيل يا رسول الله من يومر بعدك؟ قال إن تومروا ابا بكر تجدوه امينا زاهد فى الدنيا راغبا فى الآخرة وان تومروا عمر تجدوه قويا امينا لا يخاف فى الله لومة لائم وإن تومروا عليا ولا اراكم فاعلين تجد هاديا مهديا ياخذ بكم الطريق المستقيم.»

(مسند احمد بن حنبل ۱۔۱۰۸، رقم: ۸۵۹)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے بعد کس کو امیر بنایا جائے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم ابوبکر کو امیر بناؤ تو اس کو امانت دار دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا طالب پاؤ گے اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ تو اس کو امانت دار اور اللہ کی خاطر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نڈر پاؤ گے اور اگر علی رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ اور مجھے نہیں ایسا لگتا کہ تم اس کو امیر بنانے پر رضا مند ہوں گے تو اس کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا پاؤ گے جو تمھیں سیدھی راہ پر چلائے گا۔''

اسی طرح طبرانی المعجم الکبیر میں ایک طویل حدیث ہے ہم اس کا صرف ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے اعرابیوں میں سے ایک اعرابی اونٹ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وہ اونٹ خریدا پس

اس کے بعد وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملا تو انھوں نے دریافت کیا کہ تو کس لیے آیا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک اونٹ لے کر آیا تھا جو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خریدا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کیا تو نے نقد رقم کے بدلے میں اس کو فروخت کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے اسے ادھار رقم پر فروخت کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا واپس جا اور آپؐ سے دریافت کر کہ اللہ کے رسول اگر آپ کو کچھ ہو جائے تو میرا مال مجھے کون دے گا؟ اس کے بعد جو جواب حضور دیں وہ مجھے بتانا وہ شخص واپس گیا اور حضور سے سوال کیا کہ اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو میری رقم کون دے گا آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ شخص واپس آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور کا جواب بتایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا واپس جا اور پھر سوال کر کہ اگر ابوبکر کو کچھ ہو گیا تو میرا مال مجھے کون دے گا اس شخص نے واپس جا کر آپؐ سے سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ وہ شخص واپس آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپؐ کا جواب بتایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا پھر واپس جاؤ اور سوال کرو اگر عمر بھی فوت ہو گئے تو کون مجھے میرا مال دے گا اس نے جا کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے جب عمر فوت ہو جائے تو پھر تم بھی مرنے کی استطاعت رکھتے ہو تو مر جانا۔

(الطبرانی فی المعجم الکبیر ١٧ـ١٨٠، الرقم : ٤٧٨، مجمع الزوائد : ٥ـ١٧٩)

یہ اور دیگر خلافت ابوبکر کے بارے میں ہم واضح نصوص نقل کر چکے ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کے روشن دلائل ہیں۔

خم غدیر کی حقیقت:

انصاری صاحب نے یہ حدیث «من کنت مولاہ فعلی مولاہ» بھی نقل کی ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بلا فصل خلافت کے لیے نص جلی ہے ولی، ولایت وغیرہ کی حقیقت ہم تفصیل سے کر چکے ہیں اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا جو انصاری صاحب کا زعم فاسد ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بذات خود اس سے یہ مراد نہیں لی اس کا بھی ہم تفصیلی ذکر کر چکے ہیں۔ شیعہ روافض کی بنیاد ہی کذب

وافتراء پر ہے۔ ان کی عادت ہے من گھڑت باتوں کو حدیث رسول بنا کر پیش کرتے ہیں اور بعض اوقات صحیح احادیث میں اپنی طرف سے الفاظ بڑھا دیتے ہیں یہود ونصاریٰ اور ان کی خصلت میں کوئی فرق نہیں اس مضمون کی بہت ساری روایتیں انھوں نے گھڑ رکھی ہیں اور بہت سے الفاظ اپنی طرف سے ملا دیے ہیں۔ اہل علم اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہیں پھر ان الفاظ سے رسول اللہ ﷺ کی کیا مراد تھی؟ اسے چھپاتے ہیں اور ان الفاظ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت کے لیے بطور ثبوت پیش کرتے ہیں یہی روش وکیل رافضیت انصاری صاحب نے اپنائی ہے آیئے دیکھتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے۔

«عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ عَلِيٍّ الْيَمَنَ فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتُ عَلِيًّا فَتَنَقَّصْتُهُ فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ يَا بُرَيْدَةُ أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ.»

(رواہ احمد والنسائی والحاکم وابن ابی شیبة)

''حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کے غزوہ میں شرکت کی جس میں مجھے آپ سے کچھ شکوہ ہوا جب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کے بارے میں تنقیص کی میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنین کی جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟ تو میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ اے اللہ کے رسول! اس پر آپ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔''

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی سے کیا شکایت پیدا ہوئی اور کیوں شکوہ کیا اور کیا شکوہ؟ صحیح بخاری میں امام بخاری نے یہ حدیث نقل کی ہے:

«عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ

لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.» (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ٦٣)

''عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے انھوں نے اپنے والد (بریدہ سے) انھوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید کے پاس بھیجا غنیمت کے مال کا پانچواں حصہ ان سے لے آئیں میں ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا سمجھا انھوں نے وہاں غسل کیا (یعنی غنیمت کے مال میں سے ایک لونڈی سے بغیر اجازت رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی) میں نے خالد سے کہا تم دیکھتے ہو علی نے کیا کیا خیر جب ہم آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو میں نے آپ سے یہ قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا بریدہ کیا تو علی سے دشمنی رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا علی سے دشمنی نہ رکھ اس کا خمس میں اس سے زیادہ حصہ ہے۔''

یہ ہے حقیقت رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی مگر رافضیوں نے اس فرمان رسول کو قطعی نص امامت بنالیا ہے۔ یہ باب علم سے بھی زیادہ فقیہہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اس فرمان کو سمجھ نہ پائے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے یہ مطلب لیا جو ملت رافضیہ اور ان کے وکیل انصاری صاحب نے اخذ کیا ہے۔ اس مضمون میں تھوڑے ردو بدل کے ساتھ یہی حدیث نقل کرکے بعد میں یہ اضافہ بھی کرلیا گیا ہے «اللهم عاد من عاداه ووال من والاه» اے اللہ تو اس سے عداوت رکھ جو اس سے عداوت رکھے اور اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث موضوع ہے اسی طرح ملت رافضیہ نے اس مضمون سے ملتی جلتی روایتیں گھڑ رکھی ہیں جو سب کی سب بناوٹی ہیں ملت رافضیہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں۔

مدعی ست گواہ چست:

انصاری صاحب خواہ مخواہ مدعی ست گواہ چست کے مصداق بن رہے ہیں غور فرمائیے:

«عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَبْعٍ قَالَ خَطَبْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَتُخْضَبَنَّ هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ قَالَ قَالَ النَّاسُ فَأَعْلِمْنَا مَنْ هُوَ؟ وَاللّٰهُ لَنُبِيْرَنَّ عِتْرَتَهُ قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ أَنْ يُقْتَلَ غَيْرُ قَاتِلِي قَالُوْا إِنْ كُنْتَ قَدْ عَلِمْتَ ذٰلِكَ اسْتَخْلِفْ إِذًا قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَكِلُكُمْ إِلَى مَا وَكَلَكُمْ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.» (مسند احمد بن حنبل: ١ـ٥٦، رقم: ١٣٤٠)

''حضرت عبد اللہ بن سبع بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور مخلوقات کو زندگی عطا فرمائی یہ داڑھی ضرور بالضرور خون سے خضاب کی جائے گی (یعنی میری داڑھی میرے سر کے خون سے سرخ ہوجائے گی) راوی بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہا پس آپ ہمیں بتادیں وہ کون ہے؟ ہم اس کی نسل مٹا دیں گے آپ نے فرمایا میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میرے قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہ کیا جائے لوگوں نے کہا اگر آپ یہ جانتے ہیں تو کسی کو خلیفہ مقرر کردیں آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں تمھیں وہ سونپتا ہوں جو حضور نبی اکرم ﷺ نے تمھیں سونپی (یعنی باہم مشاورت سے خلیفہ مقرر کرو)۔''

مشہور شیعہ عالم ابن ابی الحدید رقم طراز ہے:

''معلوم ہونا چاہیے کہ خلافت علی علیہ السلام کے بارے میں بکثرت اخبار و آثار پائے جاتے ہیں جو شخص عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق ان میں غور و فکر کرتا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس ضمن میں ایسی ایک بھی صریح اور قطعی نص موجود نہیں جو شک و شبہ سے بالا ہو اور جس میں کسی دوسرے احتمال کی گنجائش نہ ہو جیسا کہ شیعہ کا دعویٰ ہے شیعہ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

بطریق عموم نہیں بلکہ واشگاف جلی اور صریح الفاظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت وامارت کی اطلاع دی اور مسلمانوں کو معمور فرمایا تھا کہ آپ کو سلام خلافت کریں چنانچہ سب صحابہ نے تعمیل ارشاد کر دی سرور کائنات نے متعدد دفعہ صریح الفاظ میں فرمایا تھا کہ علی علیہ السلام میرے بعد خلیفہ ہوں گے آپ نے حضرت علی کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا اس میں شبہ نہیں کہ ایک منصف مزاج شخص جب ان واقعات پر غور کرتا ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیش آئے تو اسے قطعی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایسی کوئی نص سرے سے موجود نہیں۔" (شرح نہج البلاغہ:۱۔۱۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ہستی کون؟

راقم نے اپنی کتاب علمی خیانتیں میں اس بات کا ذکر کیا تھا اور طاہر القادری کی علمی خیانت کو واضح کیا تھا کہ قادری صاحب نے اس معاملہ میں ترمذی کی حسن صحیح روایت کو نظر انداز کر کے ترمذی میں ہی موجود حسن غریب کو ترجیح دی پھر اس پر تفصیلی تبصرہ بھی کیا تھا اور اس روایت کے زیادہ تر راوی بھی شیعہ ہیں ان راویوں پر بھی جرح کی تھی انصاری صاحب نے جواب میں بہت کچھ لکھا مگر انکار نہ کر سکے کہ اس کے راوی شیعہ ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم صرف انصاری صاحب کے دلائل نقل کرتے ہیں انصاری صاحب لکھتے ہیں: "آئیے اب ہم حکیم صاحب کے علم میں اضافہ کے لیے بتاتے ہیں کہ محبوب خدا اور رسول کون ہیں اور محبّ خدا و رسول کون ہیں امام بخاری اہل سنت والجماعت کی معتبر ترین کتاب صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

«لاعطین الرایة غدا رجلا یحبه الله ورسوله او قال یحب الله ورسوله......»

فرمان رسالت ہے کہ "کل سرداری کا جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتا ہے اللہ اس کے ہاتھ خیبر فتح کرا دے گا" ہم لوگوں کو امید نہ تھی کہ حضرت علی آ جائیں صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ علی علیہ السلام موجود ہیں لوگوں نے عرض کی علی علیہ السلام

آن پہنچے آپ نے ان کو جھنڈا دیا اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کرادیا۔

امام مسلم صحیح مسلم میں اسانید متعددہ سے حدیث خیبر ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

''فرمان رسالت تھا کل میں جھنڈا اسے دوں گا جو محبّ خدا اور محبّ رسول کے ساتھ ساتھ محبوب خدا اور محبوب رسول بھی ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوائے اس دن کے کبھی بھی سرداری کی خواہش نہیں کی......

سرکار نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو فتح خیبر کے لیے بھیجا حضرت ابوبکر کو تو شکست ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی شکست کھائی اور اپنی فوج کو بزدل کہنے لگے (خبث باطن ملاحظہ فرمائیں) جبکہ فوج ان کو بزدل کہہ رہی تھی لہٰذا سرکار نے فوج تو وہی رکھی البتہ عمر کی بجائے علی کو بھیجا اور فرمایا علی محبوب خدا و محبوب رسول ہے اور محبّ خدا اور محبّ رسول ہے''......

''صحابی رسول نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے سرکار سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی تو سنا کہ اس کی بیٹی بی بی عائشہ سرکار سے یہ کہہ رہی تھی کہ میں خوب جانتی ہوں کہ آپ علی علیہ السلام کو میرے ابوبکر سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں یہ بات بی بی عائشہ نے دو یا تین بار کہی اس پر حضرت ابوبکر بی بی پر جھپٹے اور کہا اے فلاں کی بیٹی یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ تو سرکار پر اپنی آواز بلند کر رہی ہے''......اور حدیث الطیر نے ثابت کردیا ہے کہ مولا علی علیہ السلام خدا کی محبوب ترین شخصیت ہیں...... بقول امام صاحب المستدرک

«ولو صح لما كان احد افضل من على بعد النبى.» (تذكرة الحفاظ)

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو کوئی بھی شخص نبی کریم ﷺ کے بعد مولا علی سے افضل نہیں ہوسکتا یعنی مولا علی افضل البشر بعد النبی ہیں پھر آخر میں چند موضوع روایتیں لکھتے ہیں۔ پھر چند روایتیں نقل کرتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہ بن زید سرکار کو تمام لوگوں سے زیادہ پیارے تھے سوائے پاک بتول کے۔'' (خادم دین متین ۱۲۲ تا ۱۳۲)

یہ تھے انصاری صاحب کے دلائل جو ان پر انصاری صاحب نے تبصرہ کیا ہے بطور اختصار ہم نقل نہیں کر رہے انصاری صاحب یہ تبصرہ کرتے ہوئے بھول گئے ہیں کہ وہ مسلمان

ہیں یا رافضی بہر حال ہم انصاری صاحب کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

حدیث خیبر:

رافضیت کا وطیرہ دجل وفریب ہے انصاری صاحب نے بھی اسی دجل وفریب سے کام لیا ہے اور جان بوجھ کر افاک اثیم کے مصداق بنے ہیں انصاری صاحب صحیح مسلم کے حوالہ سے لکھتے ہیں ''فرمان رسالت ہے کل میں جھنڈا اسے دوں گا جو محبّ خدا اور محبّ رسول کے ساتھ ساتھ محبوب خدا اور محبوب رسول بھی ہوگا۔''

اولاً تو اس سے وہ ثابت نہیں ہوتا جو انصاری صاحب ثابت کرنا چاہتے تھے سوال یہ تھا کہ تمام لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محبّ خدا اور محبّ رسول ہونے کا کون منکر ہے؟ یا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ محبوب خدا اور محبوب رسول تھے اس پر بھی اہلسنّت کا ایمان ہے بلکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ امت محمدیہ میں سب سے زیادہ اللہ اور نبی کے محبّ صحابہ کرام ہیں۔ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی انفرادیت حاصل نہیں اے میرا جواب لکھنے والے نادان دوست اگر حدیث کے یہ لفظ ہوتے کل میں جھنڈا اسے دوں گا جو تمام لوگوں سے زیادہ محبّ خدا اور محبّ رسول ہے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب خدا اور محبوب رسول ہے تو پھر یقیناً تم حق پر ہوتے مگر آپ کے نقل کردہ حوالہ میں یہ بات کہیں نہیں اگرچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

«لاعطين الراية او ليأخذن الراية غدا رجل يحبه الله ورسوله او قال يحب الله ورسوله يفتح الله عليه.»

''کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا یا کل جھنڈا وہ شخص پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا یہ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔''

انصاری صاحب نے صحیح مسلم سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں بھی یہی الفاظ ہیں «یحب الله ولرسوله ویحبه الله ورسوله» جس کا صحیح ترجمہ یہی بنتا ہے جس سے اللہ

اوراس کا رسول محبت کرتے ہیں یا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔" یہ راقم کے سوال کا جواب نہیں۔ سوال یہ ہے کہ تمام لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ رہی دوسری بات جو انصاری صاحب کی تبرا بازی ہے اور تبرا بازوں کی باتیں ہیں کہ پہلے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما گئے فوج ان کو بزدل کہتی تھی وہ فوج کو بزدل کہتے تھے یہ سب رفض کی اختراعات ہیں ان باتوں کی صحت ثابت کرنے سے دنیائے رافضیت عاجز و درماندہ ہے۔ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو نہ رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا دے کر بھیجا نہ کوئی ایسا معاملہ پیش آیا صحیح بات صرف اس قدر ہے "جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی حدود میں داخل ہوئے تو فرمایا: میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر خیبر کی فتح فرمائے گا، پھر خیبر کے فتح ہونے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذاتی کمال کیا ہے؟ جبکہ اس کی فتح کی خبر اور وعدہ اللہ نے پہلے فرمادیا تھا اور خیبر کا فتح ہونا دعائے نبوت اور اعجاز رسالت تھا امامت کا کرشمہ نہ تھا ورنہ اپنے عہد میں کیوں ایک گز بھی زمین فتح نہ کی کاش آپ رسول اللہ ﷺ کا بھی کوئی کارنامہ تو تسلیم کرتے مگر آپ کے نزدیک تو آپ کی نبوت بھی فرشتہ کی بھول کے سبب تھی، انصاری صاحب نے سیدھے سادہ لوگوں کو چکر دیا ہے حالانکہ یہ نہ ہمارا سوال ہے نہ حدیث خیبر اس کا جواب ہے ہمارا سوال سب لوگوں میں سے کے ساتھ مقید ہے جبکہ اس جواب میں ایسی کوئی بات نہیں۔

- ۲ دوسری روایت جو حضرت نعمان بشیر سے ہے یہ رافضیوں کی افتراء اور کذب بیانی کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے زیادہ تر راوی شیعہ ہیں انصاری صاحب کا کہنا کہ "اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں" اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگرچہ کوئی صحیح کا راوی ہو اس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔
- ۳ حدیث طیر یہ بھی شیعہ ٹکسالی میں گھڑی گئی ہے اس کی کوئی ایک ایسی سند نہیں جس میں ایک یا دو رافضی نہ پائے جاتے ہوں انصاری صاحب نے جو معتبر ترین سند نقل کی ہے اس کے بھی دو راوی شیعہ ہیں جس کا خود انصاری صاحب کو اعتراف ہے (دیکھئے،

ص:٢٦) حدیث طیر کی وضاحت عنقریب آ رہی ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ یہ من گھڑت ہے۔

◆ پھر انصاری صاحب امام حاکم کے حوالہ سے لکھتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح ہے تو کوئی بھی شخص نبیؐ کے بعد مولا علی سے افضل نہیں ہوسکتا یعنی مولا علی افضل البشر بعد النبی ہیں۔

امام حاکم شیعہ ہونے کے باوجود ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کے صحیح ہونے کی قید لگائی ہے پھر حاکم امام ذہبی کی تصحیح کے بغیر کسی کام کے نہیں باوجود اس کے حاکم نے انصاری صاحب کے خود ساختہ عقیدہ کی تائید نہیں کی۔

رسول اللہ ﷺ کو تمام لوگوں سے محبوب ابوبکر تھے:

«عَنْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا.»

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن الترمذی، مسند احمد بن حنبل، سنن ابن ماجہ)

''حضرت عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے غزوات ذات سلاسل کا امیر لشکر بنا کر بھیجا جب میں واپس آیا تو آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوا آپ کو تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا عائشہ میں نے پھر عرض کی مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا اس کے والد (ابوبکر) میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا عمر بن خطاب پھر آپ نے ان کے بعد چند دوسرے حضرات کے نام لیے۔''

انصاری صاحب کی تاویل باطل:

انصاری صاحب لکھتے ہیں ''جہاں تک حدیث عمرو بن العاص کا تعلق ہے تو اس کا پس منظر یہ ہے کہ سرکار نے جنگ ذات السلاسل میں عمرو بن العاص حاکم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو

اس کے ماتحت بھیجا جس سے عمرو کے دل میں یہ خوش فہمی پیدا ہوئی کہ سرکار اسے بہ نسبت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زیادہ پسند کرتے ہیں لہٰذا اس خوش فہمی کی تصدیق چاہی ہر نبی قیافہ شناس بھی ہوتا ہے اور ماہر نفسیات بھی سرکار رسالت نے بذریعہ وحی یا نور فراست سے جان لیا کہ عمرو کے دل میں کیا ہے لہٰذا فرمایا کہ مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تم سے زیادہ محبوب ہیں۔''

(خادم دین متین، ص ۱۲۸)

انصاری صاحب کی اس حدیث پر جرح:

پھر حاکم شیعہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

﴿عن عمرو بن العاص بعثنی النبی علی جیش فیهم ابوبکر و عمر فلما رجعت قلت یارسول الله من احب الناس الیك؟ قال وما ترید الی ذلك؟ قلت ارید ان اعلم ذاك.......﴾

حکیم صاحب نے رواۃ پر جرح نقل کی ہے ہم بھی اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے لہٰذا عقیدہ کے لیے غیر مفید ہے کیونکہ عقیدہ بنتا ہے حدیث متواتر سے یہ ٹھیک ہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک تمام صحابہ عدول ہیں لیکن مولا علی علیہ السلام حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور محدثین کی ایک جماعت اس قاعدہ وکلیہ کو تسلیم نہیں کرتی چنانچہ صاحب ارجح المطالب لکھتے ہیں علامہ تاج الدین سبکی ''جمع الجوامع'' میں اور علامہ جلال الدین المحلی ''شرح جمع الجوامع'' میں لکھتے ہیں:

﴿والاکثر علی عدالة الصحابة وقیل کغیرهم وقبل الی قتل عثمان وقیل الا من قاتل علیا.﴾

اکثر علماء صحابہ کی عدالت کے قائل ہیں جبکہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ صحابہ بھی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں بعض علماء نے کہا ہے کہ جناب عثمان کے قتل تک سب صحابہ عادل تھے اور بعض علماء کہتے ہیں سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ صحابہ عدول نہیں جو مولا علی سے لڑے ہیں کیونکہ وہ صحابہ فاسق ہیں امام برحق پر خروج کرنے کی وجہ سے...... بی بی عائشہ نے نہ صرف

عمرو بن العاص کی تکذیب کی بلکہ اس پر لعنت فرمائی «فقالت لعن الله عمرو بن العاص فانهٔ زعم لی انهٔ قتله بمصر.» (المستدرك : ٤_٣٤)

عمرو بن عاص کی یہ حدیث ان احادیث صحیحہ کے متعارض لہٰذا ساقط ہے۔

امام شوکانی در السحابۃ میں اور امام احمد بن حنبل مسند میں رقمطراز ہیں۔ پھر انصاری صاحب چند احادیث نقل کرتے ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ مجھے تم سب لوگوں سے اسامہ بن زید محبوب ہیں۔

تاویل باطل کا جواب:

① حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے ہی نہیں بلکہ کذب بیانی ہے البتہ جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کمک کے لیے پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کا امیر بنا کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ دیہاتیوں پر امیر مقرر کیے گئے تھے اور معاملہ صرف ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان تھا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نماز کے وقت جماعت کرانے لگے تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا امیر میں ہوں لہٰذا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی غلط فہمی ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہرگز نہ تھی پھر اس حدیث کے الفاظ بھی انصاری صاحب کی تاویل کے رد میں ہیں سوال تمام لوگوں سے متعلق ہے۔

② انصاری صاحب نے اسے خبر واحد کہا یہ ان کی کم علمی اور جہالت ہے۔

③ تمام صحابہ عدول نہیں یہ انصاری صاحب کے پیٹ میں اٹھنے والا رافضی مروڑ ہے بعض لوگ جنھوں نے یہ کہا وہ بعض کون ہیں اور ان کی حیثیت کیا ہے؟ جبکہ قرآن و حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت پر گواہ ہیں۔ درحقیقت یہ خالصتاً شیعی آئیڈیالوجی ہے کہ نعوذ باللہ بعض صحابہ عادل ہیں بعض صحابہ فاسق ہیں اور بعض مجہول الحال ہیں اس کا تفصیلی ذکر آگے ''حدیث اور فقہ جعفریہ'' کے تحت آ رہا ہے۔

④ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر لعنت کی ہے یہ رافضیوں کا تبرا ہے اور حضرت عائشہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی نہ صرف توہین بلکہ ان پر بہتان عظیم ہے جس کی صحت ثابت کرنا حق دشمنوں سے ناممکن ہے۔

⑤ پھر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو پہلی حدیث انصاری صاحب نقل کرتے ہیں جس میں یہ لفظ ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا من گھڑت ہے، اسی طرح دوسری بھی شیعہ کا کارنامہ ہے۔

⑥ پھر جو متفق علیہ حدیث آپ نے نقل کی ہے اس سے یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے مخاطب ہیں جنھوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی امارت پر اعتراض کیا تھا اور ان کے باپ کی امارت پر بھی آپ ان اعتراض کرنے والوں سے فرما رہے ہیں کہ تم سب لوگوں سے مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما محبوب ہیں۔

⑦ انصاری صاحب ان احادیث کو نقل کرتے ہوئے اپنا موقف بھی بھول گئے انصاری صاحب یہ ثابت کر رہے ہیں کہ سب لوگوں سے آپ ﷺ کو ''مولا علی'' محبوب تھے اور یہاں ایسے گمراہ ہوئے کہ اپنا موقف بھی بھول گئے ان احادیث کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے آپ کو محبوب ہوئے اب جو جواب ان احادیث کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں انصاری صاحب کا ہے وہی جواب ان احادیث کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمارا ہے۔

اب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں چند اور شواہد نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو تمام لوگوں سے محبوب تھے۔

«عن الزهري قال قال رسول الله ﷺ لحسان بن ثابت هل قلت في ابوبكر شيئا؟ قال نعم فقال قل وأنا أسمع فقال ثاني اثنين في الغار المنيف وقد طاف العدد به اذ صعد الجبل وكان حب رسول الله قد علموا من البرية لم يعدل به رجل.»

(مستدرك حاكم: ۳ـ۷؛ رقم: ٤٤١٣ـ طبقات ابن سعد: ۳ـ۱۷٤)

''امام زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کلام کہا ہے انھوں نے عرض کی جی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا وہ کلام مجھے سناؤ میں سنوں گا حضرت حسان رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے وہ غار میں دو میں سے دوسرے تھے جب وہ حضور کو لے کر پہاڑ (جبل ثور) پر چڑھے تو دشمن نے ان کے گرد چکر لگایا اور تمام صحابہ کو معلوم ہے کہ وہ (حضرت ابوبکر) رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور آپ ﷺ کسی شخص کو ان کے برابر شمار نہیں کرتے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر آپؐ نے فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا وہ (ابوبکر) بالکل ایسے ہی ہیں۔

«عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ عُمَرُ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ فَسَكَتَتْ.» (ترمذی، ابن ماجه و احمد)

''حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ انھوں نے اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حضور نبی اکرم ﷺ کے ہاں آپ کے صحابہ میں سے کون سب سے زیادہ محبوب تھے؟ اُمّ المومنین نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق میں نے عرض کیا پھر کون محبوب تھے؟ آپ نے فرمایا عمر۔ میں نے عرض کیا پھر کون زیادہ محبوب تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت ابوعبیدہ بن جراح میں نے پوچھا پھر کون؟ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خاموشی اختیار کر لی۔''

«عَنْ عَائِشَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.» (ترمذی ۵: ۶۰۵-۶۰۶، رقم: ۳۶۵۶، مستدرك حاكم: ۳-۶۹، رقم: ۴۴۲۹، ابن حبان، رقم: ۶۸۶۲)

''اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے فرمایا حضرت ابوبکر ہمارے سردار ہم سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔''

ثانی اثنین اذھما فی الغار:

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ﴾ (التوبہ: ۴۰)

''تو اللہ ہی نے اس کی مدد کی اس وقت جبکہ اسے کافروں نے دیس سے نکال دیا تھا دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اپنا اطمینان نازل فرمادیا۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے اور اس سے حضرت صدیق کی تمام صحابہ سے افضلیت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سفرِ ہجرت کا ساتھی وہی ہوسکتا تھا جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے یقیناً وہ اللہ کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم تھا کہ عبد اللہ ابن سبا اسلام میں شخصیت پرستی کا فتنہ پیدا کرے گا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اُن کے اعزازات چھیننے کی کوشش کرے گا اور انھیں دوسروں کی طرف منسوب کرے گا اللہ تعالیٰ نے **ثانی اثنین اذ ھما فی الغار** کہہ کر حضرت صدیق کی محبوبیت اور افضلیت کو ہمیشہ کے لیے لاریب بنایا ثانی کی تاثیر دیکھئے کہ صدیق اکبر ہر بات میں ثانی ہیں۔

«عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَكَانَ الْوَزِيْرِ فَكَانَ يُشَاوِرَهٗ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِهٖ وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْاِسْلَامِ وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْعَرِيْشِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي

الْقَبْرِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَدِّمُ عَلَيْهِ اَحَدًا.»

(مستدرك حاكم : ٣_٦٦، رقم : ٤٤٠٨)

''حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں وزیر کی حیثیت رکھتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لانے میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ثانی (دوسرے) تھے غار (ثور) میں آپؐ کے ثانی تھے غزوہ بدر میں عریش (وہ چھپر جو حضور ﷺ کے لیے بنایا گیا تھا) میں بھی آپ کے ثانی تھے قبر میں حضور کے ثانی ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان پر کسی کو (کسی بھی معاملہ میں) مقدم نہیں سمجھتے تھے۔''

«عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ وَاَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ.»

(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، الرقم : ٢٣٤٨)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔''

رسول اللہ ﷺ کے مصلیٰ مبارک پر امامت میں ثانی غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر بات میں ثانی ہیں اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے

ہمت او کشد ملت راچو ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

ولی جس کی جمع اولیاء ہے وَلِیَ یَلِیُ سے بنا ہے جو فعیل کے وزن پر صفت مشبہ ہے صفت مشبہ اس اسم کو کہتے ہیں جس میں فعل کا مصدری معنی دائمی ہو عارضی نہ ہو اور اپنے موصوف سے کبھی جدا نہ ہوتا ہو وَلِیَ یَلِی وَلِیًا وَوِلَایَۃً وولایۃ کے معنی ہیں بالکل قریب ہونا ملا ہونا دوست ہونا محبت کرنا مدد کرنا اب جو کوئی غور کرے گا وہ ہر معاملہ میں ابوبکر صدیق کو رسول

اللہ ﷺ کا ولی پائے گا قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾

(طه: ۵۵)

''اس (مٹی) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.» (متفق علیه)

''میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

طاہر القادری صاحب مذکورہ قرآنی آیت اور اس حدیث کے بعد کہتے ہیں کہ ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے کہا کہ اس جگہ کی مٹی لاؤ اور فرشتوں کے جانے سے قبل جنت کا ایک ٹکڑا وہاں رکھ دیا اس مٹی سے رسول اللہ ﷺ کی تخلیق ہوئی اور اسی سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تخلیق ہوئی اس بات کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کیونکہ قرآن کریم کے عین مطابق ہے۔'' احمد رضا خاں نے ایک حدیث نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے اس کا ذکر ہم نے ''علمی خیانتیں'' میں کیا ہے مگر انصاری صاحب نے ''اعلیٰ حضرت'' کی خوب خبر لی کہ یہ حدیث تو ضعیف ہے اس لیے انصاری صاحب نے رد کر دیا اب اپنے ''حجۃ الاسلام'' کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جو ''اعلیٰ حضرت'' کے ہی خوشہ چیں ہیں اور میں کہتا ہوں صرف دنیا اور قبر کے رفیق ہی نہیں بلکہ جنت میں بھی رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے رفیق ہوں گے۔

«عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ أنا اوّل من تنشق عنه الارض ثم ابوبكر ثم عمر ثم آتى اهل البقيع فيحشرون معى ثم انتظر اهل مكة حتى احشر بين الحرمين.» (رواه الترمذى كتاب المناقب رقم: ۳۶۹۲، ابن حبان، رقم: ۶۸۹۹، وقال ابوعيسىٰ هذا حديثٌ حسن)

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے جس کے لیے زمین کو کھولا جائے گا وہ میں ہوں پھر ابو بکر کے لیے اور پھر عمر کے لیے پھر اہل بقیع کی باری آئے گی اور ان کو میرے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ حرمین شریفین کے درمیان لوگوں کے ساتھ جمع کیا جاؤں گا''

اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدفن کہاں ہے؟ دنیا، قبر اور حشر اور جنت میں رسول اللہ ﷺ کے رفقاء سیّدنا ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں یہ ان کی افضلیت اور محبوبیت پر کیسی عمدہ اور لاجواب دلیل ہے اور کیا ہی ان کی فضیلت ہے جو ''ریاض الجنہ'' میں مدفون ہیں:

«عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ خرج ذات يوم دخل المسجد وابوبكر و عمرؓ أحدهما عن يمينه والاخر عن شماله وهو آخذ بايديهما وقال هكذا تبعث يوم القيامة.» (ترمذی، کتاب المناقب ۶۱۱۳۵،

رقم: ۳٦٦۹ وابن ماجه ۱ـ۳۸، رقم: ۹۹، مستدرك حاكم: ۷۰۳، رقم: ٤٤٢٨)

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے مسجد میں داخل ہوئے اور اس دوران حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ہمراہ تھے ایک آپ کے دائیں جانب تھے اور دوسرے بائیں جانب اور حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا پھر آپ نے فرمایا ہم قیامت کے روز اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔''

«عن ابن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال لابی بكر انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار.»

(سنن ترمذی، كتاب المناقب ٥ـ٦١٣، رقم: ٦٧٠، وقال ابو عيسیٰ هذا حديث حسن)

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ حوض (کوثر) پر میرے ساتھی ہیں اور غار ثور میں بھی میرے ساتھی ہیں۔"

صدیقیت:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء : ٦٩)

"اور جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اور رفیق ہونے کے لحاظ سے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں۔"

صدیقیت کمال ایمان وکمال اطاعت کا نام ہے نبوت کے بعد صدیقیت کا مقام ہے اور صدیقین کے امام اور سردار سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اسی لیے انبیاء کے بعد سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں پھر دیکھئے یہ تقسیم اور ترتیب اللہ کی طرف سے ہے سب سے پہلے انبیاء اور انبیاء میں سے خاتم النبیین سب سے افضل و اعلیٰ ہیں پھر صدیقین ہیں اور صدیقین میں سب سے افضل و اعلیٰ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر شہداء پھر صالحین کا مقام۔

«عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ.» (صحيح بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ جبل احد پر تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ ابوبکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے اچانک پہاڑ ان کے باعث لرزنے لگا تو آپؐ نے فرمایا اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

«عن ابی یحییٰ حکیم بن سعد قال سمعت علیا یحلف لانزل الله

اسم ابی بکر من السماء صدیقا.»

(مستدرك حاكم، ۳ ـ ٦٥، رقم: ٤٤٠٥ و طبرانی فی المعجم الکبیر ١ـ٥٥، رقم: ١٤)

''حضرت ابویحییٰ سے روایت ہے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم اٹھا کر کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوبکر کا لقب صدیق اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا۔''

«عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ لجبريل ليلة اسرى به ان قومی لا يصدقوننی فقال له جبريل ابوبكر وهو الصديق.»

(طبرانی فی المعجم الاوسط، ٧ـ١٦٦، رقم: ٧١٧٣، طبقات ابن سعد: ١ـ٢١٥)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جرائیل سے فرمایا اے جرائیل میری قوم (واقعہ معراج میں) میری تصدیق نہیں کرے گی جرائیل نے کہا ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔''

حضرات شیعہ کے نزدیک پانچویں امام معصوم زین العابدین کے بیٹے محمد بن علی بن حسین جنھیں شیعہ رافضی امام باقر کے نام یاد کرتے ہیں ایک دفعہ ان سے تلوار کو مزین کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا علی بن عیسیٰ اربلی نے کشف الغمہ میں یہ روایت نقل کی ہے۔''

''ابوعبداللہ جعفی عروہ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں میں نے ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام سے پوچھا کہ تلوار مزین و آراستہ کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو مزین کیا ہے۔'' راوی کہتے ہیں میں نے کہا کیا آپ انھیں صدیق کہتے ہیں؟ یہ سن کر آپ ایک دم اچھل پڑے قبلہ کی جانب منہ کرلیا اور کہنے لگے ہاں ہاں میں انھیں صدیق کہتا ہوں جو انھیں صدیق نہ کہے اللہ کرے دنیا و آخرت میں کبھی سچا نہ ہو۔'' (کشف الغمه: ٢ـ١٤٧)

شیعہ مصنف بحرانی لکھتا ہے نبی کریم ﷺ نے ابوبکر سے کہا:

«انت الصديق.» (البرهان: ٢ـ١٢٥)

سرکار رسالت کے بارہ خلیفے:

انصاری صاحب لکھتے ہیں: ''ارشاد رسالت ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم و دائم معزز و مکرم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے اور اس میں بارہ خلیفہ ہوں گے جو تمام کے تمام قریش سے ہوں گے...... علمائے اہلسنّت کے نزدیک اس حدیث کے مصداق آل محمد کے آئمہ اطہار ہیں کیونکہ ممکن نہیں کہ اس حدیث کو ان خلفاء پر محمول کیا جائے جو سرکار کے صحابہ میں سے آپ کے بعد ہوئے اس لیے کہ ان کی تعداد بارہ سے کم ہے اور نہ اس سے مراد حکمران بنوامیہ ہیں اور نہ حکمران بنی عباس ہیں کہ ان کی تعداد ۱۲ سے بڑھ جاتی ہے لہٰذا اس حدیث کو ائمہ اہل بیت پر ہی حمل کیا جائے گا کہ وہ سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ حلیم و بردبار سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار اور سب افراد سے حسب و نسب میں بلند و برتر تھے ان کے علوم سرکار رسالت سے ماخوذ ہیں...... آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی رحلت کے بعد یہ عالی منصب حسن مجتبیٰ کے سپرد ہوا پھر حسین شہید کربلا کو ملا آپ کے بعد امام سجاد پھر امام باقر پھر جعفر صادق پھر موسیٰ کاظم پھر علی رضا پھر علی نقی پھر حسن عسکری اس منصب جلیل پر فائز ہوئے جب امام مہدی ظہور فرمائیں گے یہ منصب ان کے سپرد ہوگا اور آخر زمانہ تک ان سے متعلق رہے گا یہ دعویٰ کشف و الہام سے ثابت ہوا اس کا استخراج و استنباط کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فى القربى﴾

''میں تم سے اجر رسالت صرف یہ مانگتا ہوں کہ میرے اقربا سے محبت کرو۔''

«تركت فيكم الثقلين كتاب الله وعترتى»

''میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ رہا ہوں کتاب اللہ اور میری آل۔''

نیز فرمایا:

«انا مدينة العلم وعلى بابها.»

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔''

اس علم سے مراد ظاہری علم نہیں کہ اس میں سب صحابہ کرام شریک تھے بلکہ اس سے مراد علم باطن ہے باطنی علوم حاصل کرنے کے لیے علی اور ان کی آل پاک کی طرف اشارہ ہوا اور ان کی محبت کا حکم صادر ہوا۔'' (خادم دین متین، ۷۰ تا ۷۳)

انصاری صاحب نے کتاب کی ابتداء میں بالکل پولوس یہودی جیسا طرز عمل اختیار کیا تقیہ کے لباس میں ملبوس رافضی افکار کی وکالت کرتے رہے مگر جیسے جیسے آگے بڑھتے گئے انصاری صاحب بھول گئے کہ وہ تقیہ اختیار کیے ہوئے ہیں اور بالکل واضح ہو گئے کہ انصاری صاحب ''بریلوی'' نہیں رافضی الاصل ہیں۔ کیونکہ انصاری صاحب کے نزدیک سرکار رسالت کے بارہ خلیفوں سے مراد شیعہ اثنا عشریوں کے بارہ امام ہیں یہ ایسا دعویٰ ہے کہ اہلسنّت میں سے کوئی ایک بھی فرد اس کا قائل نہیں درحقیقت شیعہ مذہب کی بنیاد ایسے پدوڑوں پر ہی قائم ہے انصاری صاحب ذرا جرات سے کام لیتے اور ایسے محققین اہلسنّت کا نام ہی لکھ دیتے جن کے نزدیک اس حدیث کا یہ مفہوم ہے اور تو اور اپنے نام نہاد ''حجتہ الاسلام نابغہ عصر شیخ الاسلام'' طاہر القادری کے حوالے سے ہی ثابت کر دیتے کہ بارہ خلفاء سے مراد اثنا عشری شیعوں کے خود ساختہ ائمہ ہیں وہی اپنے اباء و اجداد یہود والی خصلت بس دھوکہ اور فریب پھر انصاری صاحب کتاب و سنت کی ان نصوص کا ہی ذکر کر دیتے جن سے یہ استخراج و استنباط کیا جاسکتا ہے انصاری صاحب نے اس معاملہ میں جو قرآن کریم کی آیت نقل کی ہے اس سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا جو دو احادیث نقل کرتے ہیں وہ بھی ان کے موقف کو ثابت نہیں کرتیں پھر ہیں بھی من گھڑت ان کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ اب ہم مذکورہ حدیث اور اس کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہیں جس سے جمہور اہلسنّت کا مسلک واضح ہو جائے گا۔

«عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا يزال الاسلام عزيزا الى اثنى عشر خليفة كلهم من قريش.»

(متفق علیه، مشکوٰة مناقب قریش)

''جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے

اسلام بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا جو سب قریش سے ہوں گے۔"

ناطق وحی صادق المصدوق ﷺ نے یہاں اس بات کو بطور خاص بیان کیا ہے اسلام بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا اور وہ قریش سے ہوں گے تاریخ کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ وہ بارہ خلیفہ کون تھے جن کی خلافت میں اسلام غالب رہا کفر مغلوب رہا؟ پھر جاہل انصاری اتنا بھی نہیں جانتا کہ جنھیں شمار کر رہا ہے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو خلافت ملی ہی نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت متنازعہ رہی صحابہ کی اکثریت نے انھیں خلیفہ تسلیم نہیں کیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے اب دیکھئے قریش کے وہ بارہ خلفاء جن کے بارے میں صادق القول سرکار رسالت نے فرمایا تھا ان کی خلافت میں اسلام غالب رہے گا محققین اہلسنّت نے اس طرح شمار کیا ہے۔

① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	$2\frac{1}{2}$ سال	۱۱ھ سے
② حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۰ سال	۱۳ھ سے
③ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	۱۲ سال	۲۳ھ سے
④ حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت حسن	۵ سال	۳۵ھ سے
⑤ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید بن معاویہ	۲۰ سال	۴۱ھ سے
⑥ حضرت مروان بن الحکم	۱۱ سال	۶۴ھ سے
⑦ حضرت عبدالملک بن مروان	۲۱ سال	۶۵ھ سے
⑧ حضرت ولید بن عبدالملک	۱۰ سال	۸۶ھ سے
⑩ حضرت سلیمان بن عبدالملک	۳ سال	۹۶ھ سے
⑩ حضرت عمر بن عبدالعزیز	۲ سال	۹۹ھ سے
⑪ حضرت یزید بن عبدالملک	۴ سال	۱۰۱ھ سے
⑫ حضرت ہشام بن عبدالملک	۲۰ سال	۱۰۵ھ سے

انصاری صاحب کا کہنا ہے کہ اس سے مراد خلفائے بنو امیہ نہیں کیونکہ ان کی تعداد بارہ

سے بڑھ جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں انصاری صاحب نے حدیث پر غور نہیں کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ خلفاء کی تعداد بارہ سے زیادہ نہ ہوگی بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ بارہ خلفاء تک اسلام غالب رہے گا اور بعض محققین اہلسنت نے پہلے تین خلفاء کی خلافت کو علیٰ منہاج السنہ شمار کیا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے وہ انھیں ان بارہ میں شمار نہیں کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت متنازعہ تھی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دستبردار ہوگئے تھے انھیں بھی ان بارہ خلفاء میں شمار نہیں کرتے بہرحال ہر دو طرح سے خلافت اموی مکمل طور پر اس حدیث کی مصداق ہے یہ بات محتاج بیان نہیں بنو امیہ کی خلافت میں اسلام غالب رہا فتوحات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا مگر جونہی خلافت بنو امیہ ختم ہوئی تو بڑے بڑے فتنے واقع ہوئے اور خلافت عباسیہ قائم ہونے کے بعد حالات میں ایک زبردست اور واضح تغیر پیدا ہوگیا فتوحات کا سلسلہ تھم گیا ہر کوئی اموی وعباسی خلافت کا تقابل کر کے دیکھ سکتا ہے کہ اموی خلافت میں کیسے اسلام کو غلبہ حاصل تھا اور فتوحات کا زمانہ تھا مگر عباسی خلافت میں انارکی اور بدامنی پھیل گئی اور علاقے مفتوح کرنا تو درکنار مفتوحہ علاقوں پر دوبارہ کافروں کا تسلط ہوگیا۔ محققین اہل سنت کا ایک قول یہ ہے کہ بارہ خلفاء سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر عمر بن عبدالعزیز تک بالترتیب بارہ خلفاء مراد ہیں وہ اس میں سے مروان کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے اور معاویہ بن یزید کی خلافت بہت مختصر تھی ان دو کو نکال کر عمر بن عبدالعزیز تک بارہ خلفاء شمار کرتے ہیں عمر بن عبدالعزیز کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی اور اس طرح خیر القرون میں پہلا قرون ختم ہوا۔

(عمدة القاري شرح صحيح بخاري ٢٤ ـ ٢٨٢)

حافظ عینی کے بقول یہ بارہ خلفاء بالترتیب اس طرح ہیں: (۱) ابوبکر صدیق (۲) عمر فاروق (۳) عثمان ذوالنورین (۴) علی بن ابی طالب (۵) حسن بن علی (۶) معاویہ بن سفیان (۷) یزید بن معاویہ (۸) عبداللہ بن زبیر (۹) عبدالملک بن مروان (۱۰) ولید بن عبدالملک (۱۱) سلیمان بن عبدالملک (۱۲) عمر بن عبدالعزیز۔

اہل سنت میں سے قاضی عیاض اس حدیث کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ تمام خلفاء میں

سے بارہ وہ شخص مراد ہیں جن سے اسلام کی خدمت بن آئی ہو اور وہ متقی ہوں حافظ ابن حجر ابوداؤد کے الفاظ کی بناء پر خلفاء راشدین اور بنی امیہ میں سے ان بارہ خلفاء کو گناتے ہیں جن کی خلافت پر امت کا اجتماع رہا ہو یعنی حافظ ابن حجر ابوداؤد کے الفاظ کی بنا پر خلفائے راشدین اور بنی امیہ میں سے ان بارہ خلفاء کو گناتے ہیں جن کی خلافت پر امت کا اجتماع رہا ہو یعنی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی بن ابی طالب، معاویہ بن سفیان، یزید بن معاویہ، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک، ہشام۔

(سیرت النبی ۳:۷۰۲)

امام ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ ان بارہ خلفاء کی فہرست میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو شمار نہیں کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو اس لیے کہ ان کی خلافت پر امت مجتمع نہ ہوئی اور حضرت حسن امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہو گئے جن محققین نے اجماع امت کی شق کو برقرار رکھا ہے وہ حضرت علی اور حضرت حسن کو ان میں شمار نہیں کرتے اور وہ حضرت ابوبکر سے لے کر یزید بن عبدالملک تک بارہ خلفاء شمار کرتے ہیں اس طرح ان بارہ خلفاء کا دور ۱۲۶ھ میں ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد امت میں انتشار پیدا ہو گیا گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ مبارک میں بنوامیہ کے دور حکومت کی خوبیاں بیان فرمادیں کہ ان کے دور میں اسلام معزز رہے گا غالب رہے گا اور مسلمانوں میں اجتماعیت قائم رہے گی اور ایسا ہی ہوا اور جو لوگ اس اجتماعیت کو ختم کریں گے وہ جھوٹے لوگ ہوں گے ان کے دور میں نہ اسلام کو عزت حاصل ہوگی اور نہ اسلام غالب رہے گا یہ خلافت بنوامیہ کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس پر خلافت عباسیہ اور خلافت فاطمیہ اور خلافت عثمانیہ سب قربان کی جاسکتی ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کے لیے بہت سی واضح نصوص ہیں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے ثابت ہیں ان میں سے بعض احادیث کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے اس طرح کی تمام احادیث سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت اربعہ کا جو تصور آج امت میں پایا جاتا ہے دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف دو خلافتوں

کے قائل تھے ایک خلافت خاصہ یہ خلافت علیٰ منہاج النبوت تھی جن کے بارے میں ان کا تصور یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی اور دوسری خلافت عامہ اب اس کی خواہ حضرت علی سے ابتداء کی جائے یا حضرت معاویہ سے بہرصورت یہ خلافت عامہ بھی خلافت ہی کہلاتی ہے بعض محققین اہل سنت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو متنازعہ سمجھتے ہوئے خلافت عامہ میں بھی شمار نہیں کیا ان کے نزدیک امت کے اجماع کی شق ضروری ہے۔ اس خلافت عامہ کے سر پر ملوکیت کا سہرا چودھویں صدی کے ان علماء نے سجایا ہے جنہوں نے صرف سبائی روایات پر تاریخ کی بنیاد رکھی اور اس کے ذریعہ سے انھوں نے صحابہ کرام کے بارے میں فیصلہ صادر کیا خلفائے اربعہ کا موجودہ تصور بنو بویہہ نے چوتھی صدی میں پیش کیا جو کٹر رافضی تھے اور فارسی زبان میں اس کی ترویج کے لیے چہار یار کی اصطلاح استعمال کی حالانکہ نبی کریم ﷺ اور تینوں خلفاء مل کر چہار یار بن جاتے ہیں جو شخص بھی خالی الذہن ہوکر احادیث (جن کا ذکر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ) کے بارے گزشتہ صفحات میں ہیں مطالعہ کرے گا اور ایسی دیگر احادیث پر غور کرے گا اس کے سامنے حقائق خود بخود واضح ہوجائیں گے۔

۱: خلافت خاصہ جو علی منہاج النبوۃ تھی حضرت عثمان پر ختم ہوگئی۔

۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کو مدینہ سے نکال کر کوفہ لے گئے اکثر صحابہ کرام نے ان سے تعاون نہیں کیا۔

۳: صحابہ کرام نے آپس کے جھگڑوں کو فتنہ سے تعبیر کیا۔

۴: نبی کریم ﷺ نے اس امر کی نشاندہی فرمائی تھی کہ عنقریب فتنہ ظاہر ہوگا جو عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور اس سے بچنے کی حضور نے تلقین فرمائی تھی اس مضمون کی روایات مستفیض کے درجہ میں ہیں صحابہ کرام اور تابعین کبار کے نزدیک یہی فتنہ تھا۔

۵: اس فتنہ کا خاتمہ اس وقت ہوا جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور خلافت سے دستبردار ہوگئے۔

۶: حضرت امیر معاویہ سے دوسری خلافت کی ابتداء ہوئی جو خلافت عامہ تھی اور ان تمام

صحابہ کرام نے جو حیات تھے متفقہ طور پر ان کی بیعت فرمائی۔

اب یہ دو حال سے خالی نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جو بارہ خلفاء کے سلسلہ میں بشارت دی ہے اس میں اگر خلافت خاصہ داخل ہے تو اس صورت میں بھی بنوامیہ کے نو خلفاء اس میں شامل ہوتے ہیں اور اگر خلافت خاصہ کو علی منہاج النبوت سمجھتے ہوئے ان سے الگ کرلیا جائے تو بارہ کے بارہ خلفاء بنوامیہ سے متعلق ہو جاتے ہیں۔ یعنی یہ وہ دور ہے جس میں اسلام غالب رہا ہے اور امت ایک خلیفہ پر مجتمع رہی لیکن بنی امیہ کی خلافت ختم ہونے کے بعد جب بنوعباس خلافت پر قابض ہوئے تو چند سال بعد اندلس میں خلافت امویہ قائم ہوگئی اور اس طرح امت دو خلافتوں میں تقسیم ہوگئی اور پھر یہ تقسیم کا عمل روز بروز بڑھتا گیا اور مسلمان روز بروز زوال پذیر ہوتے گئے اس لحاظ سے یہ بنوامیہ کی بہت بڑی فضیلت ہے اسی فضیلت کے پیش نظر 'افاك اثیم' کے مصداق رافضی الاصل لوگ خلافت اور امامت کو باطلیت کی ملمع سازی کر کے اپنے مفروضہ بارہ ائمہ سے خواہ مخواہ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ہے علمائے اہل سنت کی تحقیق انانیق جو قرآن و حدیث کی واضح نصوص کے عین مطابق ہے قرآن کریم نے ان خلفاء کی صفت یہ بیان فرمائی کہ نماز قائم کریں گے زکوۃ ادا کریں گے بھلے کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے اور دوسرے مقام پر ہے انھیں زمین میں خلیفہ مقرر کریں گے...... اور ان کے لیے دین کو مضبوط کریں گے...... اور ان کے خوف کو امن کے ساتھ بدل ڈالیں گے، گذشتہ صفحات میں ان قرآنی آیات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا۔

اب آپ اہل سنت کے عقیدہ اور انصاری صاحب کی شیطانی وحی کا فرق صاف معلوم کر سکتے ہیں انصاری صاحب نے ایک اور اپنی جان پر بہت بڑا ظلم کیا اور صحابہ کرام کی توہین سے بھی گھبرائے نہ شرمائے ہمارے نزدیک تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں یا نہ ہوں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں یا ملوکیت کے بانی لیکن ہر دو کے بارے میں یہ تصور کہ انھوں نے رشد و ہدایت کو چھوڑ دیا یا رشد و ہدایت کے خلاف کوئی کام کیا اس نے سراسر قرآن کریم کو جھٹلانے

کی جسارت کی اس لیے کہ قرآن کریم نے صحابہ کرام کی شان یہ بیان فرمائی ہے۔

﴿اولئك هم الراشدون﴾

''یہ راشد لوگ ہیں۔''

﴿اولئك هم المهتدون﴾

''یہ ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔''

﴿اولئك هم المومن حقاً﴾

''یہ پکے سچے مومن ہیں۔''

قرآن کریم کی ان آیات کی موجودگی میں جو شخص یہ کہتا ہے کہ بعض صحابہ راشد نہ تھے عدول نہ تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ راشد نہ تھے انھوں نے اسلام میں ظلم وعصیان کی بنیاد رکھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے صحابہ راشد نہ تھے مومن نہ تھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ راشی تھے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مومن نہ تھے دھوکے باز تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی باطل پرست تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باطل پر تھیں وہ شخص قرآن کریم کو جھٹلا رہا ہے بلکہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیاذاً باللہ غلط بیانی سے کام لیا ہے الغرض ایسی تمام روایتیں جو صحابہ کرام کی شان کے خلاف ہیں وہ صحابہ کے دشمنوں کی وضع کردہ ہیں اور جو کوئی صحابہ کا دشمن ہے وہ رسول اللہ کا دشمن ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے صحابہ کے ذکر خیر سے کافر ہی چڑھتے ہیں «لیغیظ بهم الكفار» حقیقت یہ ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اسلام دشمن تھے ان بدبختوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی نیک فطرت اور پاک طینتی کے سبب سمجھ نہ پائے کہ یہ سبائی ٹولہ بظاہر میرے ساتھ مگر حقیقت میں میرا اور اسلام کا سخت دشمن ہے آخر کار اسی سبائی ٹولے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا پھر اس سبائی ٹولے نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ورغلانا چاہا مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عین مطابق مومنوں کے دونوں گروہوں میں صلح کروادی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی سبائیت کڑھتی رہی جلتی رہی فتنہ ختم ہو گیا پھر انھی لوگوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو

ورغلایا اور آخر کار شہید کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان فتنہ پردازوں سے بری الذمہ ہیں دل کے حالات اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

حضرت عمار کا قتل:

انصاری صاحب مولانا مودودی کی کتاب سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قتل معاویہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے باغی گروہ نے کیا اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ باطل پر تھے ہم کہتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو بلاشبہ باغی گروہ نے قتل کیا مگر یہ باغی گروہ وہی تھا جس نے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ناحق قتل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

«وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.» (صحیح بخاری)

''عمار کو گروہ باغی قتل کرے گا عمار ان کو جنت کی طرف بلا رہے ہوں گے اور وہ عمار کو جہنم کی طرف۔''

ہم کہتے ہیں کہ حضرت عمار میدان جنگ میں قتل نہیں ہوئے نہ انھیں معاویہ کے گروہ نے قتل کیا۔ سیّدنا ذوالنورین نے شورش پسندوں کے بہتانات سے متاثر ہو کر کوفہ بصرہ اور مصر میں دریافت حال کے لیے وفود بھیجے کوفہ اور بصرہ سے تو وفود واپس آ گئے مگر مصر سے حضرت عمار واپس نہ آئے آگے طبری کی زبان سے سنیے:

«استماله قوم بمصر وقد اتقطعوا اليه منهم عبد الله بن السودا خالد بن ملجم وغيرهم.»

''یعنی سبائیوں نے انھیں مصر میں پھسلا لیا اور حضرت عمار، ابن سبا اور خالد بن ملجم کے ساتھ مل گئے۔''

ابن خلدون بھی اس کی تصدیق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ حضرت عمار کو سبائیوں نے پھسلا کر مصر میں روک لیا۔ (ابن خلدون، جز۲، صفحہ ۱۹۔۲۱۸) طبری آگے چل کر لکھتا ہے کہ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ جب مصر سے روانہ ہوئے (یعنی سبائیوں کا ساتھ چھوڑ کر) تو مصریوں نے افشائے راز کے خوف سے انھیں راستہ ہی میں قتل کر دیا۔ (طبری: ۵۔۱۰۷)

۳۴ھ میں حضرت عمار حضرت عثمان کی طرف سے سفیر بن کر مصر گئے تا کہ شورش بپا کرنے والوں کی شکایات معلوم کریں اس وقت حضرت عمار کی عمر ۹۰ سال تھی۔ (طبری: ۳۔۵)
مصر سے واپس آتے باغیوں نے انھیں گھیر لیا اور قتل کر کے ان کی لاش ٹھکانے لگا دی۔
(تلخیص طبری، جلد ۵، ابن خلدون وغیرہ)

وفا الوفا للسمھودی میں بھی حضرت عمار کا قاتل سبائیوں کو ہی بیان کیا گیا ہے جن کے متعلق دنیا جانتی ہے کہ وہ باغی تھے۔ ان لوگوں کی نظر سے نبی ﷺ کے عمار کے متعلق یہ الفاظ تو گزرے ہیں کہ «تقتلك فئة الباغية» یعنی اے عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا مگر یہ الفاظ نہ گزرے «یا عمار لا بقتلك اصحابی» آج روافض اور ان کے وکلاء کو حضرت عمار سے بڑی ہمدردی ہے مگر ان کے پیران طریقت کا عمار کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ پڑھیے اور سوچئے۔

''ابو جعفر سے باقر نے فرمایا کہ سب لوگ مرتد ہو گئے بجز تین شخصوں کے سلمان فارسی ابوذر اور مقداد (راوی یعنی ابوبکر حضرمی نے پوچھا) تو پھر عمار تو آپ نے فرمایا «کان حاض حیضة ثم رجع» اس کو ایک حیض آیا پھر لوٹا لیا گیا۔ (رجال کشی)

جو تیری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

ملت رافضیہ نے بے شمار من گھڑت حدیثیں گھڑ لی ہیں احادیث سے بڑھ کر ایک ''قرآن'' بھی گھڑ رکھا ہے جو مبینہ بارھواں امام اپنی بغل میں دبائے سر من رائے غار میں ۳۱۳ پکے ''شیعہ مومنین'' کا منتظر ہے ایسے لوگوں کے لیے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کہانی گھڑنا کون سا مشکل کام ہے۔ مگر اہل عقل وخرد آپ تو سوچو کہ ۹۲ سال کا بوڑھا تلوار لیے میدان جنگ میں کس سے لڑنے گیا تھا؟ پھر یہ صورت اور بھی پریشان کن ہے کہ وہ اس جنگ سے پہلے ہی ایک ڈیڑھ سال وفات پا چکے تھے۔

کیا تمام صحابہ عادل نہیں؟

انصاری صاحب لکھتے ہیں ''بنانے کو تو محدثین نے یہ اصول بنا دیا ہے کہ صحابہ سب کے سب عادل ہیں لیکن یہ اصول کتاب و سنت کی نصوص سے متصادم ہے سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنی مشہور کتاب ''خلافت و ملوکیت میں لکھتے ہیں ''تیسرے یہ کہ ان میں سے بعض کا کردار ایسا تھا کہ اس دور کے پاکیزہ ترین اسلامی معاشرے میں ان جیسے لوگوں کو بلند مناصب پر مقرر کرنا کوئی اچھا تاثر پیدا نہ کرسکتا تھا مثال کے طور پر ولید بن عقبہ کے معاملہ کو لیجیے یہ صاحب بھی فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں میں سے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنی المصطلق کے صدقات وصول کرنے کے لیے مامور فرمایا مگر یہ اس قبیلے کے علاقے میں پہنچ کر کسی وجہ سے ڈر گئے اور ان لوگوں سے ملے بغیر مدینہ واپس جا کر انھوں نے یہ رپورٹ دی کہ بنی مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا اور مجھے مار ڈالنے پر تل گئے رسول اللہ ﷺ اس پر غضبناک ہوئے اور آپ نے ان کے خلاف ایک فوجی مہم روانہ کردی قریب تھا کہ ایک سخت حادثہ پیش آ جاتا لیکن بنی المصطلق کے سرداروں کو بروقت علم ہوگیا اور انھوں نے ان کے خلاف فوجی مہم روانہ کردی قریب تھا کہ ایک سخت حادثہ پیش آ جاتا لیکن بنی المصطلق کے سرداروں کو بروقت علم ہوگیا اور انھوں نے مدینہ جا کر عرض کیا کہ یہ صاحب تو ہمارے پاس آئے ہی نہیں ہم تو منتظر ہی رہے کہ کوئی آ کر ہم سے زکوٰۃ وصول کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ﴾ (الحجرات: ٦)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آ کر خبر دے تو تحقیق کرلیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کے خلاف ناواقفیت میں کوئی کاروائی کر بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔''

اقوال: سرکار رسالت کے سامنے جھوٹ بولنا سرکار پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے

لہٰذا محدثین کا یہ اصول کتاب و سنت سے متصادم ہے سرکار کی حدیث کی غلط تشریح کرنا بھی سرکار پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے۔'' (خادم دین متین، ص ۱۳۰)

انصاری صاحب نے صحابہ کرام کو غیر عادل ثابت کرنے کے لیے مولانا مودودی کی کتاب سے ایک من گھڑت روایت ذکر کی ہے اس کے علاوہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام گروہ کو مسلمان تصور نہیں کرتے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ملعون کہنے سے بھی گھبراتے نہ شرماتے ہیں۔ کس بے باکی سے صحابہ کرام پر جنھیں اللہ نے مومن کہا جن کی عدالت پر امت کا اجماع ہے ان پر جرح کرنا پسند کرتے ہیں اور دوسری طرف علی بن موسیٰ رضا پر جرح کو نہ صرف ناپسند کرتے ہیں بلکہ جرح کرنے والوں کو دشمن اہل بیت کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

''ابن حبان دشمن اہل بیت تھا جیسا کہ میزان الاعتدال میں ہے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب میں ہمیں خبر دی ہے کہ علی بن موسیٰ رضا سے عجیب وغریب باتیں مروی ہیں اور وہ غلطی پر خطا کرتے تھے۔'' (خادم دین متین، ص ۵۷)

خالانکہ اس کا صحیح طریقہ تو یہ تھا کہ انصاری صاحب دلائل سے ثابت کرتے کہ علی بن موسیٰ رضا سے عجیب وغریب باتیں مروی نہیں بلکہ ابن حبان نے ان پر ناحق الزام عائد کیا ہے مگر افسوس انصاری صاحب ایسا کر سکے نہ کر سکتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں حق دشمنوں کی عقل پر پردہ اور دل پر قفل پڑے ہیں قرآن کریم کی اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے چنانچہ پہلے لفظ ہی یہ ہیں: ''یا ایھا الذین امنوا'' اے ایمان والو، یہ نبیؐ کے تمام صحابہ کو خطاب ہے آگے ''ان جاء کم فاسق'' ''اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے'' اللہ تعالیٰ نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ ایسی خبر لانے والا رسول اللہ ﷺ کا صحابی نہیں یعنی مومن نہ تھا بلکہ کوئی فاسق تھا۔ پھر اس معاملہ میں جو تفسیری روایت بیان کی جاتی ہے یہ من گھڑت اور بے اصل روایت ہے مولانا مودودی کی رسوائے زمانے کتاب کے جواب میں جو لاجواب کتب شائع ہو چکی ہیں ان میں ایک کتاب فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کی خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت اپنی مثال آپ

ہے۔ حافظ صاحب نے صحیح معنوں میں تعاقب کا حق ادا کر دیا ہے حافظ صاحب نے اس بے اصل روایت کی خوب خبر لی ہے اور لکھتے ہیں: ''یہ واقعہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں اس روایت کے جتنے بھی طرق مروی ہیں ان میں سے کوئی بھی ضعف سے خالی نہیں سب میں کوئی نہ کوئی ایسا فنی و اصولی نقص پایا جاتا ہے جس سے اس کی استنادی حیثیت مجروح ہو جاتی ہے متصل و منقطع دونوں طریقوں سے یہ روایت آتی ہے مقطوع و مرسل سلسلے میں مجاہد قتادہ ابن ابی یعلی عکرمہ اور یزید بن رمان پر جا کر ختم ہو جاتے ہیں ظاہر ہے یہ سب طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے کوئی بھی واقعے کا عینی شاہد نہیں واقعہ ان حضرات سے ایک صدی قبل کا ہے یہ واقعہ ان کو کس نے بیان کیا یا انھوں نے کون سے عینی شاہدین سے یہ واقعہ سنا؟ ان کے سلسلہ روایات میں اس کی کوئی صراحت نہیں ملتی اس لحاظ سے ان میں کوئی بھی روایت قابل حجت نہیں ان کے علاوہ اس روایت کے بعض طرق جو موصول ہیں ان میں ایک روایت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہے جسے ایک ثابت نامی شخص اُمّ المومنین سے بیان کرتا ہے اور اپنے کو اُمّ سلمہ کا مولیٰ ظاہر کرتا ہے لیکن اس بات کی کہیں صراحت نہیں ملتی کہ اس نام کا کوئی شخص حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا مولیٰ تھا دوسرے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے جتنی بھی روایات مروی ہیں وہ سب مسند احمد میں موجود ہیں ان میں یہ روایت کہیں نہیں ہے البتہ حافظ ہیثمی اور حافظ سیوطی نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت طبرانی کے حوالے سے نقل کی ہے لیکن ان دونوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی حافظ ہیثمی نے اتنا اشارہ ضرور کیا ہے کہ اس میں ایک راوی موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد: ۷۔ ۱۱۱، تفسیر الدر المنثور: ٦۔۸۸) اس راوی کے ضعف پر ائمہ جرح و تعدیل کا اتفاق ہے یحییٰ بن سعید کہتے ہیں «نتقی حدیثه» ابن عدی کہتے ہیں «الضعف علی روایاته بین» ابن معین کہتے ہیں «لیس بشیء لا یحتج بحدیثه» یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں «صدوق ضعیف الحدیث جدا» علی مدینی کہتے ہیں «ضعیف الحدیث حدیث باحادیث مناکیر» امام احمد کہتے ہیں «لا یکتب حدیثه لا تحل الروایة عندی عنه هو منکر الحدیث» عبارات کا ترجمہ بالترتیب یہ ہے ہم اس کی حدیثوں سے

بچتے ہیں اس کی روایات کا ضعف بالکل واضح ہے وہ لاشئی ہے اس کی حدیث قابل حجت نہیں حدیث میں کمزور ہے اس نے بہت سی منکرات بیان کی ہیں اس کی حدیث ہی نہ لکھی جائے وہ منکر الحدیث ہے اس سے روایت بیان کرنا جائز نہیں۔

(میزان الاعتدال: ٤۔٢١٣، تہذیب التہذیب: ١۔٣٥٧، ٣٥٩)

دوسری موصول روایت جابر بن عبداللہ سے حافظ ہیثمی نے ہی طبرانی کے حوالے سے بیان کی ہے جس میں ایک راوی عبداللہ عبدالقدوس تمیمی ضعیف ہے حافظ ہیثمی نے «قد ضعفه الجمهور» کہہ کر اس کی صراحت کر دی ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد: ٧۔١١٠، مطبوعہ مصر) یہ بالاتفاق رافضی ہے حافظ ذہبی لکھتے ہیں «کوفی رافضی» امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے اس راوی کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا «لیس بشئی رافضی خبیث» امام ابوداؤد کہتے ہیں «ضعیف الحدیث یرمی بالرفض» امام بخاری کہتے ہیں «یروی عن اقوام ضعاف.»

(میزان الاعتدال: ٢۔٤٥٧، تہذیب: ٥۔٣٠٣)

تیسری روایت بھی حافظ ہیثمی نے طبرانی کے حوالے سے نقل کی ہے جس کا سلسلہ علقمہ بن ناجیہ صحابی تک پہنچایا گیا ہے اس کے متعلق بھی انھوں نے خود ہی صراحت کی ہے کہ اس میں یعقوب بن حمید راوی ہے جس کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔

(مجمع الزوائد: ٧۔١١٠، میزان الاعتدال: ٤۔٤٥١، مقدمه فتح الباری: ٢۔١٧٤)

چوتھی روایت حافظ سیوطی نے تفسیر درمنثور میں ابن جریر وغیرہ کے حوالہ سے نقل کی ہے جس کا سلسلہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچایا گیا ہے تفسیر ابن جریر میں اس کی سند اس طرح بیان کی گئی ہے «حدثنی محمد بن سعد قال ثنی ابی حدثنی عمی قال حدثنی ابی عن ابیه عن ابن عباس» اس سند میں اول تو پتہ نہیں چلتا کہ ابن سعد کا باپ کون اور باپ کا چچا کون ہے پھر اس کے عم کا باپ اور دادا کون ہے؟ گویا اس میں چار مجہول راوی ہیں جن کا کوئی اتہ پتہ نہیں اسی لیے محدث وقت الشیخ احمد شاکر مصری مرحوم نے اس

سلسلہ سند کے متعلق کہا ہے «سند مسلسل بالضعفاء من اسرة واحدة»(تفسیر طبری: ۱۔۲۶۳ مصر) ایسی سند جس کے پورے سلسلہ سند میں ایک ہی خاندان کے ضعفاء جمع ہو گئے۔"

پانچویں روایت مسند احمد میں آتی ہے جسے سیوطی نے "سند جید" اور ابن کثیر نے "احسن الطروق" کہا ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اس کے دیگر تمام طرق ان کے نزدیک بھی ضعف وخلل سے خالی نہیں اس روایت کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں اس کی سند میں ایک راوی محمد بن سابق تمیمی ہے جس کے متعلق ابوحاتم کہتے ہیں «یکتب حدیثه ولا یحتج به» اس کی حدیث لکھ لی جائے لیکن وہ قابل حجت نہیں، یعقوب بن شیبۃ کہتے ہیں راست گو آدمی ہے لیکن ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو حدیث میں موصوف بالضبط ہیں۔ ابن معین نے ضعیف کہا ہے بعض لوگوں نے اس کو رجال بخاری میں شمار کیا ہے امام بخاری نے «باب قضاء الوصی دیون المیت» میں ایک روایت اس شک کے ساتھ بیان کی ہے «حدثنا محمد بن سابق والفضل بن یعقوب حدثنا شیبان» اگر یہاں محمد بن سابق ہی کو صحیح مان لیا جائے پھر بھی اس کے ضعف میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ بخاری میں اس روایت کا متابع موجود ہے «کتاب المغازی باب اذا همت طائفتان» میں شیبان سے محمد بن سابق یا فضل بن یعقوب کی بجائے ایک اور راوی عبید اللہ بن موسیٰ بیان کرتا ہے گویا یہ ضعیف راوی مستقلاً بخاری کا راوی نہیں بلکہ متابعتاً ہے اور اگر اس کو رجال بخاری میں شمار کرلیا جائے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ اس راوی کی دیگر روایات جو بخاری کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہوں لازماً صحیح ہوں عین ممکن ہے کہ اس کی روایت صحیح بخاری میں صحیح سند کے ساتھ ہو لیکن دوسرے مقام پر اس کی بیان کردہ روایت نقد وجرح کی کسوٹی پر پوری نہ اتر سکے۔"

(خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت: ۲۷۷ تا ۲۸۰)

اس کی کوئی روایت بھی فنی عیب سے خالی نہیں اس طرح ایک من گھڑت روایت کی بنیاد پر کسی صحابی رسول کی عدالت کا انکار کرنا بڑا ہی خطرناک معاملہ ہے پھر یہ کون سا طریقہ ہے جو انصاری صاحب نے اختیار کیا ہے مثال دے رہے ہیں۔ ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ کی اور مثال بھی

من گھڑت اور ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بعض صحابہ کرام کا کردار یہ تھا مثلاً ولید بن عقبہ کا معاملہ سبحان اللہ یہ کون سا طریقہ ہے؟ بہر حال یہ ایک من گھڑت روایت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے «الصحابة كلهم عدول» محدثین میں سے کسی نے یہ جرأت نہیں کہ وہ کسی صحابی پر جرح کریں۔ امام مسلم مقدمہ میں فرماتے ہیں:

«عن ابن سيرين قال لم يكونوا يسألون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا النا رجالكم فينظر الىٰ اهل السنة فيوخذ حديثهم.» (صحيح مسلم: ۱ـ ۳۳)

ابن سیرین نے کہا کہ پہلے زمانہ میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس کی سند نہ پوچھتے پھر جب فتنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں روافض و خوارج اور مرجیہ و قدریہ کی شائع ہوئیں) تو لوگوں نے کہا اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھیں گے اگر روایت کرنے والے اہلسنّت ہوں گے تو ہم قبول کریں گے ان کی روایت اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی۔

حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر بہتان عظیم:

انصاری صاحب نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہم پر یہ بہتان عظیم بھی باندھا ہے کہ وہ دیگر صحابہ کو عادل تسلیم نہیں کرتے تھے انصاری صاحب لکھتے ہیں: ''جمہور محدثین کے نزدیک تمام صحابہ عدول ہیں لیکن مولا علی علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور محدثین کی ایک جماعت اس قاعدہ وکلیہ کو تسلیم نہیں کرتی۔''

(خادم دین متین، ص: ۱۲۹)

ہم کہتے ہیں کہ یہ ان بزرگوں پر بہتان ہے انصاری صاحب نے اپنے موقف کے ثبوت میں کوئی ایک حوالہ بھی نقل نہیں کیا اگر اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ جمع قرآن کے معاملہ میں حضرت ابوبکر نے دو شہادتوں کو قبول کیا اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادتیں

طلب کیں تو یہ ان کی انتہائی احتیاط ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا جو انصاری صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی صحابی ہیں اور شہادت طلب کرنے والے بھی صحابی ہیں پھر کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں ہے کہ کسی صحابی نے کوئی حدیث پیش کی ہو اور وہ اس کی شہادت نہ پیش کر سکے ہوں پھر انصاری صاحب نے محدثین کی ایک جماعت پر بہتان باندھا ہے وہ کون سے محدثین ہیں جنھوں نے صحابہ پر جرح کی ہے؟ یا پھر کسی صحابی کو ضعیف یا کذاب کہا ہو؟ یہ سب انصاری صاحب کے بہتان ہیں اس دعویٰ کے لیے انصاری صاحب مولانا مودودی کی کتاب سے ولید بن عقبہ کا حوالہ نقل کرتے ہیں وہ بھی من گھڑت ہے پھر ''ارجح المطالب'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اکثر علماء صحابہ کی عدالت کے قائل ہیں بعض علماء کہتے ہیں کہ صحابہ بھی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں بعض علماء نے کہا کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک سب صحابہ عدول تھے اور بعض علماء کہتے ہیں سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ صحابہ عدول نہیں جو مولا علی سے لڑے۔''

صاحب ارجح المطالب کون ہیں؟ کیا ان کی بات حجت ہے؟ یہ سب تو شیعی پدوڑے ہیں وہ ''بعض علماء'' اپنے عقیدہ (عقیدہ رافضیت) کی بنا پر گمراہ ہو چکے انصاری صاحب ان بعض علماء کا نام ذکر کریں پھر انصاری صاحب ایک من گھڑت روایت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کر چکے ہیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تکذیب کی بلکہ اس پر لعنت فرمائی۔

«فقالت لعن الله عمرو بن العاص فانه زعم لی انه قتله بمصر.»

(المستدرك: ٤-١٣)

یہ بھی ایک من گھڑت روایت ہے جو رافضیوں کی اختراع ہے۔ شیعہ رافضیوں کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بڑا بغض ہے یہ اس بغض کا اظہار ہے ورنہ اس کی حقیقت کچھ نہیں۔

آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

آل محمد سے مراد سب سے پہلے نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات ہیں اور وہی مستحق صلاۃ و

برکات ہیں اوران پر صلاۃ بھیجنا ہی ہمارے لیے موجب فلاح ونجات ہے پھر رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہے امہات المومنین اوران کی اولاد ہی آل محمد ہیں رسول اللہ ﷺ کے فرزند نرینہ تین اور دختران طاہرہ چار ہیں ہر ایک کا جداگانہ مختصر حال تحریر کیا جاتا ہے۔

۱: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ:

پہلے مولود ہیں جو نبی کریم ﷺ کے گھر میں خدیجہ طاہرہ کے بطن سے پیدا ہوئے پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے کہ راہ گرائے عالم جاودانی ہوئے نبی کریم ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' ان ہی کے نام پر ہے احادیث صحیحہ میں نبی ﷺ منع فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص حضور کے نام اور کنیت کو اپنے لیے جمع کرے اور ابوالقاسم محمد کہلائے۔

۲: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

انہی کا لقب طیب و طاہر ہے مکہ معظمہ میں بعثت نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور مکہ میں وفات پائی انہی کی وفات پر سورۂ کوثر کا نزول ہوا۔

۳: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ:

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ولادت کی اطلاع ابورافع نے جو سلمیٰ دایہ کا شوہر تھا نبی ﷺ کے حضور پہنچائی تھی حضور ﷺ نے اسے ایک غلام عطا فرمایا اور بچے کا نام اپنے جد بزرگوار خلیل الرحمٰن کے نام پر ابراہیم رکھا۔ اُمّ بردہ بنت المنذر بن زید الانصاری نے جو براء بن اوس انصاری کی زوجہ ہیں ان کو دودھ پلایا نبی ﷺ نے اُمّ بردہ کو ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا تھا ایام رضاعت میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ حضور ﷺ نے ان کو گود میں اٹھایا اور زبان سے فرمایا «یا ابراهیم لا تغنی عنك من شیئا» ابراہیم حکم الٰہی کے سامنے ہم تمہارے کس کام آ سکتے ہیں اور کبھی فرماتے:

«یا ابراهیم لحزونون تبکی العین ویحزن القلب ولا نقول ما یسخط الرّب.»

''ابراہیم کا غم تو بہت زیادہ ہے آنکھ میں نم ہے دل میں غم ہے مگر ہم کوئی ایسی

بات نہ کہیں گے جو رب کو ناپسند ہو۔"

سیدنا ابراہیم ماریہ کے بطن اطہر سے تھے۔

بنات رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں چار ہیں چاروں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن طاہرہ سے ہیں اور سب کی ولادت مکہ میں ہوئی۔

۱: سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ:

سیّدہ زینب بنت رسول جب پیدا ہوئیں تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۳۰ سال کی تھی یہ رسول اللہ ﷺ کی پہلی اولاد ہیں ان کا نکاح مکہ ہی میں حضرت ابوالعاص بن ربیع بن عمس بن عبد مناف بن قصی سے ہوا ابوالعاص سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی خالہ کے بیٹے تھے یعنی ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن تھیں۔ سیّدہ زینب اپنی والدہ کے ساتھ ہی اسلام میں داخل ہوگئیں مگر ابوالعاص کا اسلام تاخیر میں رہا حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ایک قیمتی ہار پہنایا تھا جنگ بدر میں ابوالعاص قریش کی جانب تھے ان کو عبد اللہ بن جبیر بن نعمان انصاری نے اسیر کیا تھا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا تھا جو خدیجۃ الکبریٰ نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔ ابتدائے ایام نبوت میں کافران مکہ نے ابوالعاص کو اکسایا کہ وہ زینب کو طلاق دے دیں مگر ابوالعاص نے ان کی ایک نہ سنی۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوالعاص کے اس فعل کی توصیف شکرگزاری کے ساتھ فرمائی۔ ابوالعاص نے اسیر بدری سے رہائی پاتے وقت نبی ﷺ سے وعدہ کرلیا تھا کہ وہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ہجرت کی اجازت دے دے گا چنانچہ سیّدہ اپنے والد مکرم کی طرف پہنچ گئیں سفر ہجرت میں سیّدہ زینب کو ہبار بن اسود رضی اللہ عنہ (فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوگئے تھے) نے نیزہ مارا جس سے آپ کا حمل ساقط ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی منقبت میں فرمایا:

«ھی افضل بناتی اصیبۃ فی.» (زرقانی: ۳-۱۹۵، بروایت طحاوی و حاکم)

"یہ میری بیٹیوں میں افضل ہے میرے لیے اسے مصیبت پہنچی۔"

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے ایک لڑکی امامہ رضی اللہ عنہا اور ایک لڑکا حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے یہی علی سبط رسول ہیں آپ نے ان کی خود تربیت فرمائی اور نانا کو اتنا ان سے پیار تھا کہ فتح مکہ کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ سبط رسول، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ پر حضور کے ردیف تھے۔

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «احب اهلی الی» اہل بیت میں میری سب سے پیاری سیّدہ فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت وصیت فرمائی حضرت علی کو کہ میرے بعد سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لینا وصیت پر عمل کیا گیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مجروح ہوئے تو وصیت فرمائی کہ میرے بعد مغیرہ بن نوفل جو حارث عم النبی کے پوتے تھے ان سے نکاح کرلیں۔ وصیت پر عمل کیا گیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اجازت سے نکاح ثانی پڑھوایا گیا۔ مغیرہ کے ہاں ان کے ایک بیٹا پیدا ہوا ان کا نام یحیٰی رکھا گیا۔ سیّدنا علی بن سیّدنا ابوالعاص جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۳ سال کی عمر میں پیدا ہوئیں ان کا نکاح مکہ ہی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ مکہ میں یہ بات مشہور تھی:

«احسن زوجين راهما انسان رقية وزوجها عثمان.»

"سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا وہ رقیہ وعثمان ہیں۔"

سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلی خاتون ہیں جنھوں نے ہجرت فی سبیل اللہ کی سنت کو اپنے شوہر کا ساتھ دے کر قائم کیا اور ہر ایک ہجرت کرنے والے کے لیے شاہ راہ ہدایت کا افتتاح ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے فرمادیا تھا۔ حاکم نے یہ روایت ان کی منقبت میں نقل کی ہے۔

«انهما لاول من هاجر بعد لوط وابراهيم.»

"لوط اور ابراہیم کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جنھوں نے راہ خدا میں ہجرت کی ہے۔"

سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ھ میں بیمار ہوئیں چیچک نکلی اور اسی مرض میں وفات پائی۔ سیّدہ کے بطن سے ایک فرزند عبد اللہ سبط رسول (زین العابدین) تھا اس سے نسل آگے چلی مگر رافضی عیاروں نے سیّدہ رقیہ کے بیٹے کی آنکھ میں مرغ کی ٹھونگ مروا کروادی موت میں دھکیل دیا اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے سیّدنا علی کو امام زین العابدین بنا کر سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہی صفحہ ہستی سے مٹا دی۔

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دختر ہیں۔ ۳ھ میں ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا خطاب ملا کیونکہ ختمیت پناہی کے دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے ان کے سکینہ قلب بنائے گئے۔ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا یہ جبرائیل ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ خدائے بزرگ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ سے بیاہ دوں۔ (اخرجہ الحاکم ازالۃ الخفاء، ص ۲۳۳) جن دنوں سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تھا انہی دنوں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دختر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی بیوہ ہو گئی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اپنی لڑکی کا ذکر کیا انھوں نے انکار سا کر دیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے رنج کا اظہار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو حضور نے فرمایا:

«الا اول عثمان من هو خير له منها وادلها على من هو خير لها من عثمان.»

''یعنی عثمان کو حفصہ سے بہتر زوجہ ملے گی اور حفصہ کو عثمان سے بہتر شوہر ملے گا۔''

اس ارشاد کے بعد حفصہ بنت فاروق کو اُمّ المومنین ہونے کا شرف ملا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضور کی ہر دو چشمان مبارک میں آنسو تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اسی بہن کی محبت میں اپنی بیٹی کا نام اُمّ کلثوم رکھا اور دوسری

بیٹی کا نام اپنی سب سے بڑی بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نام پر زینب رکھا۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

سیّدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں سیّدہ ابھی بچی ہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھنے گئے وہاں بہت سے کفار قریش موجود تھے جب حضور سجدے میں گئے تو عقبہ بن معیط نے اونٹ کی اوجھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر لا رکھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سجدہ میں تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں انھوں نے اپنے باپ کی پشت سے اوجھ کو گرا دیا اور عقبہ کے لیے بددعا فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیّدہ کا نکاح بدر کے بعد احد سے پہلے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کوشش سے ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذرہ بیچی گئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ذرہ بھی واپس کردی اور فرمایا علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے لیے جتنے پیسوں کی ضرورت ہے لے جاؤ۔ متعصب رافضی اور غالی انصاری جیسے لوگ بغض وحسد کی بنا پر کہتے ہیں کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فاطمہ کا رشتہ اپنے لیے طلب کیا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کردیا یہ جاہل اتنا بھی نہیں جانتے کہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول تھیں کیا شیعہ مذہب میں سسر اپنے داماد کی بیٹی کا رشتہ اپنے لیے حلال سمجھتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بوقت نکاح عمر کتنی تھی شیعی روایتوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال تھی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ کا رشتہ اپنے لیے کب مانگا؟ جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو چکا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ بھی زوجہ رسول تھیں اس من گھڑت کہانی کے رد میں یہی ایک بات کافی ہے یہ سب رافضیوں کا تعصب ہے، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جنگ احد میں عملاً حصہ لیا۔ مدینہ میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے سیّدہ میدان جنگ میں پہنچیں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار سے باہر نکل آئے تھے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے باپ کے زخموں کو دھویا اور جب دیکھا کہ خون تھمتا نہیں تو کھجور کی صف کو جلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھ دی جس کے بعد خون بند ہوگیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی سے نکاح

کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور ﷺ کو علم ہوا آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے پوچھا تمہارے چچا کا بیٹا کہاں گیا ہے۔ انھوں نے کہا مسجد میں ہیں یہ سن کر آپ ان کے پاس گئے دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے گر گئی ہے اور پیٹھ میں مٹی سی لگی ہوئی ہے آپ اپنے ہاتھ سے مٹی پونچھنے لگے اور فرمانے لگے ابو تراب اٹھ کر بیٹھ۔

«قال رسول الله ﷺ ان فاطمة بضعة منی وانی اكره ان يسوءها والله لا يجتمع بنت رسول الله وبنت عدو الله عند رجل واحد.»

(متفق عليه)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور مجھے ہرگز پسند نہیں کہ کوئی شخص اسے تکلیف پہنچائے اللہ کی قسم کسی شخص کے پاس رسول اللہ ﷺ اور دشمن خدا کی بیٹیاں جمع نہیں ہوسکتیں۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو ہوئی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ، سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹیوں کے نام اپنی بہنوں کے نام پر رکھے۔

رافضی افکار اور اہل سنت:

شیعہ حضرات محض تعصب اور بغض آل محمد کے سبب رسول اللہ ﷺ کی تین بیٹیوں اور آپ ؐ کی ازواج مطہرات کو آل محمد میں شمار نہیں کرتے صرف حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور ان کی بھی آدھی اولاد کو آل محمد میں شمار کرتے ہیں اور ایسے بد بخت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تین بیٹیوں کو بنات رسول ہی نہیں مانتے حالانکہ یہ تینوں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی ہیں ظاہر ہے ابتدائی اور تنگی کے ایام میں ان تینوں نے زیادہ تکالیف برداشت کیں۔ بنات رسول کے علاوہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں وہ گندی زبان استعمال کرتے ہیں کہ بس اللہ کی پناہ اور حُب آل محمد کا نعرہ بھی لگاتے ہیں نہ جانے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تخصیص آپ ؐ کے دوسرے دامادوں حضرت عثمان ذوالنورین جن کے نکاح میں یکے بعد

دیگرے نبی ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں اور ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما سبط رسول کے والد ہیں انھیں چھوڑ کر کیسے کرلی گئی ہے؟ اگر یہ تخصیص اس وجہ سے ہے کہ آپؓ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اکیلے تھے جعفر رضی اللہ عنہ اور عقیل رضی اللہ عنہ آپؓ کے چچا زاد بھائی نہیں تھے؟ اس کے علاوہ آپؓ کے سگے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہما بن عبد المطلب ان کے بیٹے اور دوسری اولاد بھی ہے۔ ایک اور دلچسپ نقطہ یہ ہے کہ شیعہ حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری اولاد بھی ہے۔ شیعہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری اولاد یعنی زینب و اُمّ کلثوم کو بھی آل محمد میں شمار نہیں کرتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دیگر اولاد بارہ بیٹے اٹھارہ یا انیس بیٹیوں کو بھی اس میں سے خارج کر دیتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جس کو چاہتے ہیں آل محمد میں شمار کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں خارج کر دیتے ہیں زیادہ ٹھیک اور واضح لفظوں میں شیعہ حضرات کے ہاں آل محمد کا تصور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آدھی شخصیت حضرت علی کی آدھی شخصیت حضرت حسین سے لے کر حسن عسکری تک مفروضہ نو اماموں اور دسویں خیالی و موہوم امام جو نہ پیدا ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا سے قائم ہے۔ گویا شیعوں نے صرف فاطمیوں کو آل محمد سمجھ رکھا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر آل سے مراد وہ لوگ ہیں جو فاطمی ہیں تو ابوالزفت بن محمد بن الارقط جسے شراب نوشی کے جرم میں حد ماری گئی حسن بن جنوں حسنی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا زید اور ابراہیم بن موسیٰ (الکاظم) جیسے سفاک اسماعیل بن یوسف جیسے کعبہ کا وقفی خزانہ لوٹنے والے اور مسجد نبوی سے لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکنے والے محمد بن حسن جیسے مسجد نبوی میں بیٹھ کر شراب پینے والے محمد الاکبر بن جعفر جیسے کعبہ کے ستونوں سے سونا اتار کر اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کرنے والے اور قاضی مکہ کے لڑکے کو اغوا کر کے لواطت کرنے والے محمد و علی ابنان حسین بن جعفر جیسے مسجد نبوی اور مسجد حرام میں قتل عام کرنے والے سبھی اسی آل میں آتے ہیں اور ان پر درود بھیجنے والوں کا درود نامعلوم کون سا ہے اور اس تصور کے حامل نہ معلوم کس اسلام کے مدعی

ہیں ان کے جد امجد عبد اللہ بن سبا کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ اسلام کی جڑیں کھوکھلی کی جائیں حیرت تو ان علمائے اہلسنّت پر ہے جو شیعیت کے غلیظ چھینٹوں سے اپنے دامن کو نہ بچا سکے اور شیعیت کی وضعی تاریخی روایات کو بغیر تحقیق نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ حیرت اور افسوس اس وقت اور بھی بڑھ جاتا ہے جب بڑے بڑے صاحب علم لوگ علمی دنیا میں کیم شحیم اور قد آور شخصیات اس پر خار وادی میں اپنا دامن الجھا لیتے ہیں مثال کے طور پر قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ للعالمین میں سیّدہ زینب بنت رسول اللہ کا ذکر کریں تو زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا لکھتے ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کریں تو فاطمہ علیہ السلام لکھتے ہیں اور تو اور شیعہ کے مبینہ بارہ ائمہ کا تذکرہ جو قاضی صاحب نے کیا ہے وہ بھی حیران کن ہے اور بعض مفسرین قرآن کی تو کچھ نہ پوچھئے صحیح حدیث کو چھوڑ کر شیعہ ٹکسال میں گھڑی گئی وضعی روایات کو تفسیر میں گھسیڑ لیتے ہیں۔ مولانا مودودی جیسی شخصیات بھی اس دلدل میں پھنستی ہیں تو بس پھنس کر رہ جاتی ہیں یہ سب کرشمہ ان تاریخی اور وضعی روایتوں کا ہے جو خلافت عباسیہ میں بنو امیہ کے خلاف گھڑی گئیں پھر تقیہ کے بھیس میں انھیں اس ہوشیاری سے پھیلایا گیا کتب احادیث ہوں یا کتب عقائد، ہر جگہ ان دشمنان اسلام کی تدسیس نظر آئے گی تصوف تو خیران کے گھر کی بلی ہے اسے چھوڑیے فقہ حنفی کی معتبر کتب اٹھایئے جگہ جگہ شیعیت کے داغ نظر آئیں گے اہلسنّت کی معتبر کتب میں بھی اپنے مزعومات اس طرح شامل کر دیے کہ مرور ایام سے وہ اوہام باطلہ اہل سنت کے عقائد بن گئے اور ہمارا وعظ طبقہ تو بس لکیر کے فقیر ہیں وہ صحیح حدیث کی بجائے تاریخی روایات کو بیان کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں اور یہ تاریخ کے واقعات اس کثرت سے مشہور کر دیے گئے ہیں کہ اگر کوئی آدمی جرأت کر کے صحیح حدیث کی روشنی میں تاریخ کی وضعی داستانوں کو جھٹلاتا ہے تو بجائے اس کے احسان مند ہونے کے ہاتھ دھو کے اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں آگے چل کر ہم حدیث اور تاریخ کا تقابل کریں گے فی الوقت آل محمدؐ کے بارے چند باتیں لکھنا مقصود ہیں لفظ آل کے معنی مطلق اولاد کے ہیں لغت میں لفظ آل خاص گھر والوں اور قرابت داروں کے لیے بنا ہے کبھی دور کے رشتہ دار بھی اس سے مراد

لیے جاتے ہیں بعض کے نزدیک آل اصل میں اہل تھا ''ہا'' کو ''ہمزہ'' سے بدل دیا جس طرح ہیہات اور ایہات میں ابدال ہوا پھر بوجہ توالی ہمزتین ایک ہمزہ الف سے بدل گیا اس لیے اس کی تصغیر اہیل مستعمل ہے اہل کا اطلاق بہ نسبت آل کے عام ہے اس لیے کہ محاورہ عرب میں اہل البصرۃ بولا جاتا ہے نہ کہ آل البصرۃ۔ امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں کہ آل اہل سے بنا ہے اس کی اضافت اعلام ناطقین کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا اوّل تو اس سے مراد بیویاں اور اولاد ہے پھر رشتے دار، اور پھر حدیث «من سلك على طريقي فهو ألى» یعنی جو شخص میرے طریقے پر چلے وہ میری آل ہے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں آلِ ابراہیم وآل عمران وارد کیا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو آلِ فرعون کہا اور فرمایا اے آلِ فرعون تم سخت عذاب میں داخل ہو، اس طرح قرآنی تصریحات کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے تمام سچے پیروکار آلِ رسول میں داخل ہیں جس طرح اللہ نے آل لوط کے بارے میں فرمایا۔

عترت رسول: عترت کے معنی اولاد کے ہیں لیث کا قول ہے کہ عترۃ الرجل سے اس کے مددگار مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: انا عترة رسول الله ﷺ یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے اعوان وانصار ہیں۔ عترت سے صرف ذریت مراد ہے یعنی وہ اولاد جو اس کے صلب سے پیدا ہو اور وہ نسل جو اس کے بعد باقی رہے عرب اس کے سوا اور کسی کو عترت نہیں کہتے ازہری بھی اسی قول کی تائید کرتے ہیں۔ (مصباح المنير)

اس طرح عترت رسول سے مراد آپ ﷺ کی اولاد اور اولاد کی اولاد ہے، عترت کے معنی اولاد عزیز واقارب خویش واقارب اپنے یگانے۔ (فیروز اللغات)

ذریت: ذریت سے بھی اولاد صلبی اور نسل مراد لی جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ دختری اولاد ذریت میں داخل نہیں ہوتی اور بیوی ذریت میں داخل نہیں ہوتی۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿ذريته داود وسليمان وايوب ويوسف وموسى وهارون و كذلك نجزى المحسنين وزكريا ويحيى وعيسى والياس كل من

الصالحین○﴾

یہاں عیسیٰ کو اپنی ماں کی وجہ سے حضرت ابراہیم کی ذریت میں بیان کیا گیا ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات اور ان کی اولاد ذریت رسول میں داخل ہیں۔ یہ عجیب اصول اور طریقہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تین بیٹیوں اور ان کی اولاد کو تو آل اور عترت بھی شامل نہ کیا جائے اور صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آل عترت اہل بیت کا مصداق بنایا جائے؟

اہل بیت رسول ﷺ:

رافضیوں اور انصاری صاحب ایسے نام نہاد اہل سنت کے نزدیک اہل بیت سے مراد صرف ''پنج تن پاک'' ہیں پھر اپنے مفروضہ ائمہ کو بھی اہل بیت میں شمار کیا ہے انصاری صاحب نے جگہ جگہ اس کا ذکر کیا ہے حالانکہ انصاری صاحب کے ''حجۃ الاسلام'' کے نزدیک بھی اہل بیت میں سب سے پہلے ازواج رسول ہیں پھر ان کی اولاد مگر انصاری صاحب سبائیت کے رنگ میں ایسے رنگے ہوئے ہیں اور ہرگز یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں سے ہیں۔ انصاری صاحب نے صرف اسی بات کا تذکرہ کیا ہے کہ ''اہل بیت''، ''آل محمد''، ''قربیٰ'' وغیرہ سے مراد صرف آل علی رضی اللہ عنہ ہے پھر بارہ ائمہ کا ذکر کرتے ہیں اب قادری صاحب کی سنیے لکھتے ہیں:

''تعصب چھوڑ اے نادان: جب انسان متعصب ہو جاتا ہے تو پھر اسے اپنے مطلب کی چیز کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا جب دین تعصب کی نظر ہو جاتا ہے تو ہر کوئی اپنے مطلب کی بات نکالنے لگتا ہے وہ دو طبقے جو حب صحابہ اور حب اہل بیت کے نام پر افراط وتفریط کا شکار ہوئے ان میں سے ایک طبقے نے مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے اس میں سے حضورؐ کی ازواج مطہرات کو نکال دیا گویا انھوں نے اہل بیت میں سے اہل بیت مسکن کو نکال دیا جب اہل بیت میں سے بیویاں ہی نکل جائیں تو پھر اولاد کا گھر سے کیا تعلق؟ بہر حال انھوں نے ازواج مطہرات کو نکال کر کہا کہ اہل بیت سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا حضرت فاطمہؓ حضرت امام حسن ور امام حسین ہیں بے شک مذکورہ چاروں ہستیاں اہل بیت میں شامل ہیں

اور آقا نے انہیں چادر تطہیر میں چھپایا اور ان کے اہل بیت نبی ہونے کا انکار فرمان مصطفیٰ کا انکار ہے۔'' (فلسفہ شہادت امام حسین، ص: ۲۵۹)

''حجتہ الاسلام'' کے بقول انصاری صاحب نادان اور متعصب ہیں انصاری صاحب کو تو تقیہ کرنا بھی نہیں آیا ان کی کتاب میں صحابہ کرام کے بارے جا بجا مسموم اور متعفن جملے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ لکھنے والا رافضی الاصل ہے۔ بھلا اہل بیت میں سے ازواج مطہرات مراد نہیں تو پھر دوسرا کون ہے؟ اصل اہل بیت کے دشمن تو وہ ہیں جو ازواج مطہرات کو اہل بیت ماننے سے ہی انکار کر دیں اہل بیت کا لفظ عربی زبان میں ٹھیک انہیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں ہم گھر والوں کا لفظ بولتے اور اس کے مفہوم میں آدمی کی بیوی اور اس کے بچے دونوں شامل ہیں ہمارے ہاں شادی کے دعوت ناموں پر بمعہ اہل وعیال لکھا ہوتا ہے اس بات کو تو ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اہل سے مراد بیوی ہے لہٰذا بیویوں کو مستثنیٰ کر کے ''اہل بیت'' یا اہل خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا قرآنِ کریم میں تین مقامات پر اہل بیت کا لفظ آیا ہے اور ہر جگہ اس سے بیوی ہی مراد ہے۔ سورہ ہود میں جب فرشتے حضرت ابراہیم کو بیٹے کی بشارت سناتے ہیں تو ان کی اہلیہ سن کر تعجب کا اظہار کرتی ہیں کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے ہاں بچہ ہوگا؟ اس پر فرشتہ کہتا ہے:

﴿اتعجبين من امر الله رحمت الله وبركاته عليكم اهل البيت﴾

(ہود: ۷۳)

غور فرمایئے بشارت صرف ایک بیوی کو دی جاتی ہے مگر جمع مذکر حاضر کے کلمات علیکم اہل البیت سے انہیں مخاطب کیا جاتا ہے اس میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آیت تطہیر میں جمع مذکر حاضر کا صیغہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلمات نبیؐ کی ازواج مطہرات کی شان میں نہیں بلکہ سیّدنا علی اور ان کے گھر والوں کے لیے ہے۔

دوسرے مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی انا کی تلاش ہوتی ہے جس کا بچہ دودھ پی لے تو حضرت

موسیٰ کی بہن ان سے کہتی ہیں:

﴿هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم﴾ (القصص: ۱۲)

''کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ بتا دوں جو تمہارے لیے اس بچہ کی پرورش کا ذمہ لیں۔''

پس محاورہ اور قرآنِ کریم کے استعمالات اور خود ان آیات کا سیاق وسباق اس پر گواہ ہے کہ اہل بیت کا لفظ صرف افراد خانہ کے لیے ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم اور واقعہ موسیٰ سے ظاہر ہوتا ہے تیسرے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کا تذکرہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کہا ہے:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۝﴾

(الاحزاب:۳۳)

''اور اپنے گھروں میں قرار پکڑے رہو پہلے دور جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت کی نمائش نہ کرتی پھرو اور نماز قائم کرو زکوۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اے (رسول کی) گھر والیو اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک وصاف بنا دے۔''

آپ نے دیکھا یہ خطاب اٹھائیسویں آیت سے لے کر چونتیسویں آیت تک ہے اور یاایها النبی قل لازواجك سے شروع ہو کر لطیفا خبیرا پر ختم ہوتا ہے اور سارا خطاب نبی کی بیویوں سے کے لیے ہے۔ آیت نمبر ۲۸ میں ہے یاایها النبی قل لازواجك اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو آیت ۲۹ میں ہے ینساء النبی اے نبی کی بیویو اور پھر آیت ۳۲ میں ہے ینساء النبی لستن کاحد من النساء اے نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح

نہیں ہو پھر آیت ۳۳ میں اسی مضمون سے متصل اور اس کا حصہ ہے قرآن کریم کھول کر پورا مضمون پڑھ لیجیے۔اٹھائیسویں آیت میں جمع مونث حاضر کے، کنتن، تردن، فتعالین، امتعکن، اسرحکن پانچ صیغے ہیں انتیسویں آیت میں جمع مونث کے کنتن، تردن، منکن تین صیغے ہیں۔تیسویں آیت میں براہِ راست ینساء النبی یعنی اے نبی کی بیویو سے شروع ہوتی ہے اس میں منکن جمع مونث حاضر اور لہا واحد مونث ضمیر ہے اکتیسویں آیت میں جمع مونث حاضر کا ایک صیغہ منکن اور واحد غائب مونث کے نؤتھا، اجرھا اور لھاتین صیغے ہیں اور بتیسویں آیت سے چونتیسویں آیت تک جمع مونث حاضر کے بارہ صیغے ہیں اور دو بار ینساء النبی کے الفاظ سے واضح فرمایا گیا ہے کہ یہ تخاطب صرف اور صرف نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے ہے اس میں کسی دوسرے کی شمولیت نہیں اگر اہل بیت میں اولاد اور داماد بھی شامل ہیں جیسا کہ امام شوکانی اور دیگر محدثین لکھتے چلے آئے ہیں پھر تمام اولاد اور تمام داماد شامل ہونے چاہئیں؟ مفسر کلبی رافضی اور اس کے سبائی بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ آیت ''پنج تن پاک'' کے بارے میں نازل ہوئی اسی آیت کے سبب ان حضرات کے سبب پنج تن پاک کا لفظ لگایا جاتا ہے یعنی نبی کریمؐ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین یعنی سیدہ فاطمہ کی بیٹیاں بھی اس میں شامل نہیں اور یہ بات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی کی پوری اولاد بھی اہل بیت میں شامل ہیں اور بعد میں آنے والے ائمہ اور بارھواں خیالی امام بھی اس میں داخل ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اگر اس لیے اہل بیت میں داخل ہیں کہ وہ فاطمہ کے شوہر ہیں تو پھر حضرت عثمان ذوالنورین جن کے نکاح میں یکے بعد دیگر نبیؐ کی دو بیٹیاں آئیں ابوالعاص بن ربیع جو حضرت زینب کے شوہر اور سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سبط رسول کے والد ہیں وہ کیوں اہل بیت میں داخل نہیں؟ اگر یہ تخصیص اس لیے ہے کہ حضرت علی نبیؐ کے چچازاد بھائی تھے تو کیا حضرت علی اکیلے تھے جعفر رضی اللہ عنہ اور عقیل رضی اللہ عنہ چچا زاد بھائی نہ تھے؟ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں، زینب وامّ کلثوم کا کیا قصور ہے وہ کیوں اہل بیت میں شامل نہیں؟ اگر یہ وجہ ہے کہ نبیؐ نے انہیں اپنی چادر میں نہیں لیا تو پھر بعد میں

آنے والے مفروضہ ائمہ وہ کیوں اہل بیت میں داخل ہیں؟

رافضی تکنیک:

ان فریب کاروں نے سورہ احزاب کی آیت ۳۳ کے دو ٹکڑے کر دیے شروع سے پہلی آدھی آیت چھوڑ دیتے ہیں تا کہ ازواج مطہرات سے اس کا تعلق ختم کیا جا سکے لہٰذا آیت کو ﴿یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا﴾ صرف آیت کا یہ ٹکڑا پڑھتے ہیں اور اسے اس قدر مشہور کر دیا ہے کہ عام آدمی اسے پوری آیت تصور کرتا ہے ان حضرات کا اگر قرآن کریم سے کچھ بھی تعلق ہوتا تو یہ بات ان کی سمجھ میں آتی اور اگر انھوں نے احادیث صحیحہ کا مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ یہ پورا رکوع ایک ساتھ نازل ہوا ہے اسی لیے سبائیوں کا دعویٰ ہے کہ یہاں درمیان سے ابوبکرؓ وعمرؓ نے پوری دو سو آیات نکال دیں رافضیوں نے اس معاملہ میں بڑی محنت کی ہے قرآن میں تحریف کا دعویٰ کیا من گھڑت روائتیں گھڑیں آیت کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا پنج تن پاک کا ڈھنڈورا پیٹا نتیجہ یہ ہے کہ آج اہل بیت کا نام سنتے ہی ''پنج تن پاک'' کا نعرہ لگتا ہے اور حقیقی اہل بیت یعنی امہات المومنین کو دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا بلکہ رافضی خبیث، ازواج مطہرات کی وہ توہین کرتے ہیں اور ایسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ بس اللہ کی پناہ، یعنی قرآنِ کریم نے جن کو اہل بیت کہا ہے ان کے تو نہ صرف گستاخ ہیں بلکہ انہیں اہل بیت ماننے سے بھی انکاری ہیں صرف ازواجِ مطہرات پر ہی بس نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی تین بیٹیوں زینب رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہی تسلیم کرنے کو تیار نہیں اور ہمارے نام نہاد سنی ملاں شیعیت کے رنگ میں ایسے رنگے ہوئے ہیں کہ وہ بھی ان کے ہمنوا بلکہ ان کے اسلام دشمنی کے مشن کو پھیلانے میں ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ شیعہ حضرات کی معتبر کتب میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں۔

بناتِ رسول اور شیعہ کتب:

شیعہ رافضی جو رسول اللہ ﷺ کی بنات سیّدہ زینب، سیّدہ رقیہ، سیّدہ امّ کلثوم، کا انکار

کرتے تھکتے نہیں ذرا اپنی معتبر کتب تو دیکھیں ہم یہاں معتبر شیعہ کتب سے چند حوالے نقل کرتے ہیں:

۱: علامہ نوبختی شیعہ رافضی لکھتا ہے:

«واولاده ﷺ خديجة القاسم وعبد الله وهما الطاهر والطيب واربع بنات زينب رقية وامّ كلثوم وفاطمه.»

(مناقب شہر آشوب: ۱/۱۶۱)

۲: حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا خدیجہ متولد شدند طاہر، قاسم، فاطمہ، امّ کلثوم رقیہ وزینب۔ (حیات القلوب: ۲/۵۵۹)

۳: اگر نبی دختر بعثمان داد علی دختر بعمر فرستاد۔» (مجالس المومنین، ص:۸۷)

۴: 'اللهم صلى على رقية بنت نبيك والعن من أذى بنيك فيها اللهم صلى على امّ كلثوم بنت نبيك والعن من أذى بنيك فيها.»

(زاد المعاد مجلسی، ص:۴۳۶۔ تہذیب الاحکام، ص:۱۶۰)

۵: فرزند نبی قاسم وابراهیم است
پس طیب وطاهر زراه تعظیم است
با فاطمة ورقية وامّ كلثوم
زينب شمرار ترا سر تعليم است

(منتهی الآمال، ص:۱۰۸)

یعنی نبی کریم کے بیٹے قاسم اور ابراہیم جن کو تعظیم کے طور پر طیب وطاہر کہتے ہیں پھر (بیٹیوں میں) فاطمہ رقیہ امّ کلثوم کے ساتھ زینب کو شمار کر اگر تجھے علم سے کوئی واسطہ ہے۔

۶: صافی شرح اصول کافی میں ہے۔

«تزوج خديجه وهو بضع عشرين سنة فولد له منها قبل منها قبل مبعثهٔ القاسم ورقيه وزينب وام كلثوم وولد له بعد المبعث فاطمه

علیھا السلام وروی ایضاً انہٗ لم یولد بعد المبعث الا فاطمہ وان الطیب والطاھر ولداً قبل مبعثہٗ. »

۷: نہج البلاغہ میں ایک بڑی اہم عبارت ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ باغیوں کے مطالبات لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے تو فرمایا:

''اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ سے کیا کہوں میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس کا آپ کو علم نہ ہو میں کوئی امر ایسا نہیں پاتا جس سے آپ واقف نہ ہوں جتنا علم ہم کو ہے اتنا آپ کو، ہمیں آپ پر کسی شے میں سبقت نہیں جس کی خبر آپ کو دے سکیں ہم نے آپ سے علیحدہ کچھ نہیں سیکھا جس کی آپ کو تبلیغ کر سکیں جو کچھ ہم نے دیکھا وہ آپ نے دیکھا جو ہم نے سنا وہ آپ نے سنا آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے جیسے ہم رہے اور ابوبکر وعمر بھی امر حق میں آپ سے اولیٰ نہ تھے وانت اقرب الی رسول اللہ ﷺ وشیجۃ رحم منھما وقد نلت من صھرہ ما لم ینالا» آپ دونوں سے بڑھ کر نبیؐ سے قرابت داری رکھتے ہیں آپ کو نبیؐ کا داماد ہونے کی عزت حاصل ہے جو دونوں کو نہ تھی۔'' (نہج البلاغہ، ص۱۳۵)

امہات المومنین فضل وشرف میں دنیا بھر کی عورتوں سے افضل ہیں:

سورہ احزاب میں ہی جہاں اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو ''اہل بیت'' رسول کے خطاب سے نوازا ہے ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت کو یوں بیان فرمایا ہے:

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾

(الاحزاب:۳۲)

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو (کسی نامحرم سے) دبی زبان میں بات نہ کرو ورنہ جس کے دل میں روگ ہے وہ

کوئی غلط توقع لگا بیٹھے گا لہٰذا صاف سیدھی بات کرو۔‘‘

النساء میں جنس انوثیت کا ہر فرد شامل ہے اور دنیا بھر کی کوئی عورت اس سے باہر نہیں اور لفظ ’’احد‘‘ نے نفی بدرجہ اتم تک پہنچا دیا ہے نفی میں احد کے استعمال نے کسی استثناء کا موقع باقی نہیں رہنے دیا ولم یکن لہ کفوا احد پر غور فرمایئے۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حوا سے لے کر سیّدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ تک اور رقیہ صلوات اللہ علیہا اور امّ کلثوم اور سیّدہ فاطمہ صلوات اللہ علیہا تک کوئی بھی شرف وفضل میں امہات المومنین کے مقام ومرتبہ کی حامل نہیں یعنی ازواج مطہرات نبیؐ کی اولاد سے بھی افضل ہیں۔عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اگر رسول بعد از خدائے بزرگ وبرتر ہے تو ازواج بھی دنیا بھر کی عورتوں سے افضل ہوں ملت جعفریہ کا سب سے بڑا مفسر طبرسی لکھتا ہے:

«ثم اظهر سبحانهٗ فضيلتهن على سائر النسوان بقوله ينساء النبى لستن كأحد من النساء.» (مجمع البیان: ۳۵۵/۸ مطبوعہ تہران)

یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام خواتین پر لستن کأحد من النساء فرما کر ازواج مطہرات کی قطعی فضیلت کا اظہار فرما دیا ہے۔ایک اور شیعہ مفسر طوسی لکھتا ہے:

«انما قال كأحد ولم يقل كواحدة لان نفى عام للمذكر والمونث والواحد والجماعة لا يشبهكن أحد من النساء فى جلالته القدر واعظم المنزلة لمكانكن من رسول الله ﷺ.»

(تفسیر البیان: ۳۳۸/۸ مطبوعہ نجف ۱۹۶۳)

اللہ تعالیٰ نے لستن کأحد من النساء میں احد کا لفظ فرمایا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ہر ہر فرد شامل ہوجاتا ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی کی بیویو! تمہیں رسول اللہ ﷺ سے جو تعلق ہے اس کی بنا پر دنیا کی کوئی خاتون جلالت قدر اور منزلت کی بلندی میں نہ تمہاری مشابہ ہوئی نہ ہوسکتی ہے۔سورہ احزاب کی آیت ۳۳ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت کو بیان فرمایا پھر فرمایا:

﴿وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝﴾ (الاحزاب:۳۳)

یہ ہر دو ایسی فضیلتیں ہیں جو صرف ازواج مطہرات کے حصہ میں آئیں رافضی چونکہ اسلام دشمن، اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے دشمن ہیں اور صحابہ کرام میں سے شیخین تو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتے پھر ازواج مطہرات میں سے حصرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں اس لیے ان سے ان کا بغض انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ بس اسی وجہ سے ملت رافضیہ کے بدنصیب عاقبت نااندیش امہات المومنین کو اہل بیت ماننے کو تیار نہیں مگر افسوس انصاری صاحب ایسے نام نہاد اہل سنتوں پر ہے جو شیعہ شر البریہ کے مفت میں وکیل بنے ہوئے ہیں۔

مودۃ فی القربیٰ:

﴿ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝﴾ (الشوریٰ:۲۳)

''یہی وہ (فضل) ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو بشارت دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے آپ کہیے کہ اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا البتہ قرابت کی محبت چاہتا ہوں۔ اور جو کوئی نیکی اور جو کوئی نیکی کمائے گا ہم اس کے لیے اس میں خوبی کا اضافہ کر دیں گے بلا شبہ اللہ معاف کرنے والا اور قدر دان ہے۔''

انصاری صاحب نے اپنے کسی دوست ابوالحسن محمد یعقوب قادری رضوی صاحب کا مکتوب کتاب کے آخر میں شامل کیا انھوں نے یہ آیت نقل کر کے وہی گھسی پٹی بات دہرائی ہے۔ ''مودۃ فی القربیٰ'' سے مراد آل محمد ہے اور پھر آل محمد کون؟ اگر آل محمد ہیں تو سب سے

پہلے ازواج رسول پھر آپ کی بیٹیاں آپ کے داماد آپ کے سسرال، اور آپ کے عزیز واقارب میں سے وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے کیا وہ سب آپ کے قریبی نہیں؟ پھر وہ اس کے مصداق کیوں نہیں؟ صرف حضرت فاطمہ اور ان کی آدھی اولاد ہی اس کی مصداق کیوں؟ حیرانگی کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عزیز واقرباء میں انہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور ابوطالب کے سوا کوئی نظر نہیں آتا پھر ان آیات کا جو مفہوم ذکر کرتے ہیں وہ کئی وجوہ سے باطل ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ قبائل قریش اور نبی ﷺ کے درمیان رشتہ داری کا تعلق تو سبھی جانتے ہیں آیت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ میں وعظ ونصیحت اور تبلیغ دعوت کی کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر میری اس طرح تحقیر تو نہ کرو میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری ہے اس کا ہی لحاظ کرو تم میری دعوت کو نہیں مانتے تو نہ مانو تمہاری مرضی مجھے نقصان تو نہ پہنچاؤ میری جان کے دشمن تو نہ بنو میرے دست وبازو نہیں بن سکتے تو رحم وقرابت کے ناطے مجھے ایذا تو نہ پہنچاؤ۔

«عن ابن عباس انهٗ سُئِلَ عن قوله الا المودة فی القربی قال سعید بن جبیر قربی آل محمد فقال ابن عجلت ان النبی لم یکن بطن من قریش الا کان لهٗ فیهم قرابة فقال الا ان تصلوا ما بینی وبینکم من القرابة.» (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سوره شوری)

''حضرت ابن عباس سے کسی نے پوچھا کہ ''الا المودة فی القربیٰ'' کا مطلب کیا ہے؟ سعید بن جبیر نے جھٹ سے کہہ دیا کہ اس سے آپ کی آل مراد ہے ابن عباس کہنے لگے کہ تم جلدی کرتے ہو دراصل بات یہ ہے کہ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس سے آپ کی کچھ نہ کچھ قربت نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہلوایا کہ اگر تم کچھ اور نہیں کرتے (مسلمان نہیں ہوتے) تو کم از کم قرابت کا ہی لحاظ رکھو اور مجھے اذیت نہ پہنچاؤ۔''

شیعہ رافضیوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت جو ابن ابی حاتم نے نکالی کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا قربی سے مراد فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے موضوع ہے ابن کثیر نے کہا کہ اس کا راوی حسین اشقر جو شیعی احادیث گھڑنے والا ہے اور یہ آیت مکہ میں اتری اس وقت فاطمہ کی اولاد کہاں تھی؟ کذا قال القسطلانی میں کہتا ہوں کہ قرآنِ کریم کے دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء:۲۱۴)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ تو آنحضرت ﷺ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور آواز دینے لگے اے فہر کی اولاد اے عدی، عدی کی اولاد سب قریش کے خاندانوں کو پکارا وہ جمع ہوگئے جو کوئی خود نہ آسکا اس نے اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیا دیکھئے تو کیا معاملہ ہے ابولہب خود آیا قریش کے دوسرے لوگ بھی آئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا دیکھو اگر میں تم سے کہوں کہ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے کو اس نالے میں جمع ہیں تو تم میری بات سچ مانو گے؟ انھوں نے کہا بے شک ہم نے تم کو ہمیشہ سچ بولتے دیکھا ہے آپ نے فرمایا تو میں تم کو اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آنے والا ہے یہ سن کر ابولہب (مردود) کہنے لگا ارے سارا دن تیری خرابی ہو تو نے اسی بات کے لیے ہم کو اکٹھا کیا اس وقت یہ سورہ اتری کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوں وہ خود بھی تباہ ہو اور اس کا مال و دولت جو کچھ کمایا اس کے کام نہ آیا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ شعراء)

اسی طرح ابوہریرہ نے کہا کہ جب یہ آیت ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے فرمانے لگے اے قریش کے لوگو یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہا تم اپنی اپنی جانوں کو بچاؤ میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا اے عبد مناف کے بیٹو اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا اے عباس عبدالمطلب کے بیٹے میں اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا اے صفیہ میری پھوپھی میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا اے فاطمہ محمد کی بیٹی میرے مال میں سے جو تو چاہے مانگ لے مگر اللہ کے

سامنے تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

لہٰذا معلوم ہوا کہ قربیٰ سے مراد قریش ہیں جو تمام آپ کے رشتہ دار ہیں۔

۲: اگر قربیٰ سے مراد آپ کی اولاد ہے اور آپ کے داماد تو پھر یہ کون سا طریقہ واصول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو چھوڑ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مراد لی جائے اگر رسول اللہ ﷺ کی اولاد مراد ہے تو پھر ساری اولاد کو شمار کیا جائے مگر شیعہ بدبخت تو تعصب اور حسد کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی ان بیٹیوں کا ہی انکار کر دیتے ہیں بعینہ جیسے یہودی از راہ تعصب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہ کو لونڈی اور ان کی اولاد کو غلام کہتے ہیں مگر ان کا حسد تو یہود سے بھی بڑھ گیا ہے یہ بدبخت تو انہیں رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہی ماننے کو تیار نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق آپ کے تمام عزیز واقارب سے ہے جسے کھینچ تان کر شیعہ رافضیہ اسے حضرت فاطمہؓ اور ان کی آدھی اولاد سے بے ربط جوڑ دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں ان کی تمام روایات من گھڑت ہیں۔

۳: پھر یہ سورۃ اور یہ آیت مکی ہے اس وقت یہ گھرانہ ہی وجود میں نہ آیا تھا جس کی خود ساختہ محبت کا اثبات اس آیت سے کیا جارہا ہے۔

۴: تمام انبیاء نے صراحت سے اپنی دعوت کے کام پہ کسی دنیاوی اجرت طلب کرنے سے انکار کیا ہے یہ انکار بذات خود نبی ﷺ کی صداقت کی ایک دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبانی کئی دفعہ اس کا اعلان کروایا ہے آپ نے درج ذیل اعلان بھی فرمایا:

﴿قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۝﴾ (سباء:۴۷)

”اگر میں نے تم سے کچھ اجرت مانگی ہو تو وہ تم ہی رکھو میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے۔“

اور تمام انبیاء کا یہی طریقہ ودستور ہے:

﴿وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(الشعراء:۱۰۹)

''اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔''

پھر میرا جواب لکھنے والے دوست نے صحیح بخاری کی روایت جو سب سے پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس میں طاؤس ہے اور طاؤس کے پاس ابن عباس کا جو کثیر علم تھا وہ بوساطت عکرمہ تھا اور پھر عکرمہ پھر جرح کرنے لگے اللہ کے بندے یہ کون سا اصول ہے پہلے یہ ثابت کریں کہ یہ روایت طاؤس نے عکرمہ سے ارسال کی ہے پھر عکرمہ کی خبر لو آپ یہ تو ثابت نہیں کر سکے کہ یہ روایت عکرمہ سے ارسال ہے اور عکرمہ کی خبر لینے لگے۔ حالانکہ حضرت طاؤس رحمہ اللہ معروف تابعی ہیں پہلے دلائل کے ساتھ ثابت تو کرو پھر یہ بہتان لگاؤ مگر یہ ثابت کرنے کی بجائے پھر شیعہ روافض کی وضعی روایتیں نقل کرنے لگے ان میں سے کوئی ایک روایت ایسی نہیں جو شیعہ ٹکسال میں نہ گھڑی گئی ہو اور جس کے راوی شیعہ رافضی نہ ہوں۔ پھر شیعہ رافضی کی روایت کا اعتبار نہیں وہ حدیث میں حجت نہیں اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

کیا شیعہ حدیث میں حجت ہیں:

انصاری صاحب لکھتے ہیں ''حکیم صاحب نے دوسرا بڑا ظلم یہ کیا کہ قارئین کے دل ودماغ میں یہ تاثر بٹھانے کی کوشش کی کہ شیعہ حضرات حدیث میں ناقابل حجت ہیں حالانکہ تمام محدثین اہل سنت نے شیعہ حضرات سے بھی ویسے ہی احادیث نقل کی ہیں جیسے انھوں نے سنی حضرات سے نقل کی ہیں حافظ ذہبی میزان میں ابان بن تغلب کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

''یعنی کثیر تابعین وتبع تابعین شیعہ یا شیعہ غالی تھے اگر ان کی احادیث سے ہاتھ کھینچ لیا جائے تو پھر جملہ احادیث رسالت سے ہاتھ دھونا پڑے گا لہٰذا فساد واضح برپا ہوجائے گا قارئین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ جو شخص حجۃ الاسلام پر علمی

خیانتوں کا اتہام باندھ رہا ہے وہ خود کتنا بڑا خائن ہے۔" (خادم دین متین، ص: ۱۲۰)

گرو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان چھڑپ

انصاری صاحب طاہر القادری صاحب سے بھی کم علمی اور جہالت میں دو ہاتھ آگے ہیں تمام محدثین کے نزدیک اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو شخص بدعتی ہو جس کا فسق و فجور اور عیب واضح ہو صحابہ کرام کو گالیاں دے اس کی روایت مردود ہے اس بات کو خود انصاری صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے خود انصاری صاحب لکھتے ہیں امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

«تلید کذاب کان یشتم عثمان وکل من یشتم عثمان أو طلحة أو أحدٌ من اصحاب النبی دجال لا یکتب عنهٗ وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین.»

تلید کذاب ہے عثمان کو گالیاں دیتا تھا اور ہر وہ شخص جو عثمان یا طلحہ یا نبی کے کسی صحابی کو گالی دے تو وہ شخص دجال ہے اس سے (کچھ بھی نہ) لکھا جائے اور ایسے شخص پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔" (خادم دین متین، ص: ۷۷)

انصاری صاحب اگر اپنی ہی کتاب میں یہ عبارت پڑھ لیتے تو یہ اعتراض نہ کرتے ہمارا سوال ہے کہ اہل سنت میں سے کون ہے جو صحابہ کو گالی دیتا ہے یا ان کو مرتد کہتا ہے؟ اہل حدیث حنفی مالکی، شافعی، حنبلی حتی کہ بریلوی ان میں سے کوئی نہیں جو صحابہ کرام کو گالی دینا تو در کنار کسی صحابی سے بغض رکھنا بھی روا سمجھتا ہو یہ لعنت تو رافضیوں کے حصہ میں آئی ہے جنہوں نے اپنا نام شیعہ رکھ لیا ہے پھر یہ لوگ جھوٹی روایتیں گھڑنے میں مشہور اور افاک اثیم کے مصداق ہیں۔

«وضعت الرافضة فی فضائل علی واهل البیت نحو ثلاث مائة الف حدیث.» (موضوعات کبیر، ص: ۱۰۶)

"رافضیوں نے حضرت علی اور اہل بیت کے فضائل سے متعلق تین لاکھ کے لگ بھگ روایتیں گھڑی ہیں۔"

«من ذلك الاحادیث فی ذم معاویة وذم عمرو بن العاص وذم بنی

امیہ ومدح المنصور والسفاح وكذا ذم يزيد والوليد ومروان بن الحكم.» (موضوعات کبیر، ص:۱۰٦)

''اس طرح حضرت معاویہ حضرت عمرو بن عاص اور دیگر بنوامیہ خصوصاً یزید اور ولید اور مروان بن الحکم کی برائی اور خلیفہ منصور اور خلیفہ صفاح کی تعریف کی روایات جھوٹی ہیں۔''

مشہور شیعہ عالم ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں:

''خوب جان لیجیے کہ فضائل ومناقب پر مشتمل احادیث میں اصل جھوٹ شیعہ کی جانب سے آیا ہے۔'' (شرح نهج البلاغه: ۱۳٤/۲)

امام شافعی فرماتے ہیں گمراہ فرقوں میں میں نے شیعہ سے بڑھ کر کوئی جھوٹی شہادت دینے والا نہیں دیکھا۔ (الباعث الحثيث، ص:۱۰۹)

امام ابن تیمیہ امام مالک کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ان سے بات چیت نہ کرو اور نہ ان سے روایت کرو اس لیے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔'' (منهاج السنة: ۱۳/۱)

زید بن ہارون فرماتے ہیں: ''بدعتی شخص جب اپنے مسلک کا داعی نہ ہو تو ہم اس کی روایت قبول کرتے ہیں مگر شیعہ کی روایت کردہ حدیث قبول نہیں کرتے کیونکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔'' (منهاج السنة: ۱۳/۱)

حیرانگی کی بات ہے کہ انصاری صاحب جو علمی خیانتیں کا جواب لکھنے بیٹھ گئے ہیں اور اتنا بھی نہیں جانتے کہ بدعت کبریٰ مثلاً رفض کامل میں غلو اور حضرات شیخین پر حملے دعوت رفض اس طرح کی بدعات میں مبتلا لوگ ناقابل احتجاج ہیں۔

«ثم بدعة كبرى الرفض الكامل الغلو فيه والحط على ابوبكر وعمر رضی اللہ عنہما والدعاء الى ذلك فهذا النوع لا يحتج بهم ولا كرامه.»

(شرح نخبة الفكر: ۹٦، ۹۷۔ ميزان الاعتدال: ٦/١)

"بدعت کبریٰ مثلاً رفض کامل میں غلو اور حضرات ابوبکر وعمرؓ پر حملے، دعوت رفض اسی بدعت میں مبتلا لوگ نا قابل احتجاج ہیں۔"

پھر انصاری صاحب نے علمی خیانت سے کام لے کر یہ عبارت پوری نقل نہیں کی ہم مکمل نقل کرتے ہیں:

«ان البدعة على ضربين فبدعة صغرى كغلو التشيع او كالتشيع بلا غلو ولا تحرف فهذا كثيرا فى التابعين وتابعيهم مع الدين الورع والصدق فلو رد حديث هؤلاء لذهب جملة من الآثار النبيوة وهذه مفسدة بينة.» (ميزان الاعتدال: ۵/۱)

"بدعت صغریٰ مثلاً بغیر غلو وتحریف کے تشیع کیونکہ اس قسم کا تشیع تابعین اور تبع تابعین میں کثرت سے پایا جاتا تھا حالانکہ سلف بڑے دین دار متقی زاہد تھے اگر بدعت صغیر کی وجہ سے حدیث کو ردّ کر دیا جائے تو احادیث نبویہ کا بڑا حصہ ختم ہو جائے۔"

یہاں تصریح ہے کہ بغیر غلو تحریف کے تشیع انصاری صاحب نے صرف اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے یہ الفاظ شیر مادر سمجھ کر پی گئے۔ انصاری صاحب یہ تک نہیں جانتے کہ حضرات متقدمین کے نزدیک لفظ شیعہ کا اور مفہوم ہے اور حضرات متاخرین کے نزدیک اور ہے۔ امام فن رجال ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

«فالتشيع فى عرف المتقدمين هو اعتقاد وتفضيل علیؓ علٰى عثمانؓ وان علياًؓ كان مصيباً فى حروبه وان مخالفه مخطى مع تقديم الشيخين وتفضيلهما الٰى قوله واما التشيع فى عرف المتأخرين فهو الرفض المحض فلا تقبل رواية الرافضى الغالى ولا كرامة.» (تهذيب التهذيب: ۹۴/۱)

"متقدمین کے عرف واصطلاح میں تشیع کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

صرف حضرت عثمان پر فضیلت دی جائے اور یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی جنگوں میں حق بجانب تھے اور ان کے مخالف خطا پر تھے اور وہ حضرت ابوبکر وعمر کی تفضیل کے قائل تھے پھر آگے فرمایا بہرحال متاخرین کے عرف اصطلاح میں تشیع کا مفہوم خالص رفض ہے نہ تو غالی رافضی کی روایت قبول کی جاسکتی ہے اور نہ اس کی عزت کی جاسکتی ہے۔"

اس سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ متقدمین کی اصطلاح میں مطلقاً نہیں بلکہ جن سے روایات لیتے تھے شیعہ وہ تھے جو تمام اصول وفروع میں اہل سنت سے متفق تھے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے تھے جبکہ اہل سنت کے ہاں اتنا نظریہ بھی اجماع امت کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعت ہے اور وہ برملا تفضیل شیخین کے قائل تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑنے والوں مثلاً حضرت امیر معاویہ کو مخطی کہتے تھے نہ کہ کافر ومرتد اور آج اس نظریہ کے شیعہ کہاں ہیں؟ اور جو لوگ صحابہ کرام میں سے کسی ایک کو بھی گالی دیتے یا بغض رکھتے محدثین نے ان کی حدیث لینا درکنار ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھا یہ الگ بات ہے کہ کوئی رافضی تقیہ کے روپ میں اپنا کام کر جائے مگر فن اسماء الرجال کے ائمہ نے اس کی بھی حقیقت واضح کردی۔ محدثین نے بدعت صغیرہ میں مبتلا راویوں سے بھی روایت لی تو اس شرط کے ساتھ کہ راوی اپنی بدعت کی طرف داعی نہ ہو یعنی روایت اس کے مذہب کی تائید نہ کرتی ہو اور وہ اپنی بدعت کی موید اور اس کو رواج دینے والی کسی چیز کی روایت نہ کرے۔

«یتحج به ان لم یکن داعیة الٰی بدعته ولا یحتج به ان کان داعیة.»

(نزهة النظر، ص:٤ـ التقریب:١٣)

«ومنهم زائغ عن الحق صد واللهجة قد جری فیٔ الناس حدیثه اذ کان مخذولا فی بدعته مامونا فی روایته فهولاء عندی لیس فیهم حیلة الا ان یؤخذ من حدیثهم ما یعرف اذا لم یقوبه بدعته فیتهم عند ذلك.» (احوال الرجال، ص:٣٢)

پھر ایسے بدعت صغریٰ میں مبتلا لوگوں سے صرف عمومی خبر لی گئی اعتقادی مسائل میں ان کی روایات کو ہرگز قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا امام مسلم مقدمہ میں فرماتے ہیں:

«عن ابن سیرین قال لم یکونوا یسألون عن الاسناد فلمّا وقعت الفتنة قالوا سمّوا لنا رجالکم فینظر الٰی اھل سنة فیوخذ حدیثھم.»

(صحیح مسلم: ۳۳/۱)

ابن سیرین نے کہا پہلے زمانہ میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس کی سند نہ پوچھتے پھر جب فتنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں روافض وخوارج مرجیہ وقدریہ کی شائع ہوئیں) تو لوگوں نے کہا اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھیں گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت ہوں گے تو ہم قبول کریں گے روایت ان کی اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی۔

«لا یکتب عن الرافضة فھم یکذبون.» (الجرح والتعدیل: ۲۸/۲)

''رافضیوں کی احادیث نہ لکھی جائیں وہ جھوٹے ہیں۔''

حدیث اور فقہ جعفریہ:

شیعہ اثنا عشریہ اس بات پر اصولی طور پر اہل سنت سے متفق ہیں کہ حدیث شرعی احکام کی اساس ہے ان کے ہاں حدیث کی اصطلاحات بھی وہی ہیں جو اہل سنت کی ہیں وہ بھی احادیث کو صحیح، مشہور، مرفوع، موقوف، متواتر اور خبر واحد میں تقسیم کرتے ہیں تاہم بعض دیگر بنیادی مسائل میں وہ اہل سنت سے مختلف نظریہ حدیث رکھتے ہیں۔

اہل سنت کے نزدیک مرفوع حدیث صرف وہ ہوتی ہے جس میں قول وفعل کی نسبت کسی صحابی کی طرف ہو اسے موقوف حدیث یا موقوف روایت کہا جاتا ہے لیکن فقہ جعفریہ میں ہر اس قول اور فعل کو مرفوع حدیث کہا جاتا ہے جس میں اس قول وفعل اور تقریر کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی بھی دیگر ''امام معصوم'' کی طرف ہو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے خود ساختہ نو ائمہ کے اقوال اور افعال کو بھی مرفوع حدیث کہتے ہیں اور جو قول وفعل ان ''ائمہ معصومین'' کے اصحاب کی طرف منسوب ہو اسے وہ موقوف

حدیث یا موقوف روایت کہتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ کے نزدیک دیگر ائمہ کی اطاعت بھی اتنی ہی فرض ہے جتنی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے اور ان کے اقوال وافعال کو بھی شرعی طور پر وہی درجہ ومقام حاصل ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال کو حاصل ہے فقہ جعفریہ کے اس اصول حدیث سے یہ بات واضح طور پر مترشح ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک اسلام صرف اللہ ورسول کی اطاعت کا نام نہیں ہے بلکہ مسلمان ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے علاوہ بارہ ''ائمہ معصومین'' پر بھی ایمان لانا اور ان کی غیر مشروط اطاعت کا صدق دل سے اقرار کرنا ضروری ہے۔

عقیدہ عصمت ائمہ اور اس کے اثرات:

اثنا عشریہ جو کہ فقہ جعفریہ کے پیروکار ہیں ان کے نزدیک عصمت ائمہ کا عقیدہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس عقیدے کے تحت انہیں یہ کہنا پڑا کہ وہ تمام صحابہ جنہوں نے امام معصوم کی موجودگی میں ایک غیر معصوم (مراد ان کی حضرت ابوبکر صدیق ہیں) کو خلیفہ منتخب کیا تھا وہ سب فاسق وفاجر یا کافر ومرتد ہو گئے تھے اسی طرح وہ تمام صحابہ جنہوں نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں امام معصوم کے خلاف جنگ کی وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اگر شیعہ اثنا عشریہ ان صحابہ کی تکفیر نہ کریں تو ان کے عقیدہ عصمت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی لہٰذا وہ صحابہ کی تکفیر کرنے پر مجبور ہیں یہی وجہ ہے کہ فقہ جعفریہ میں کسی ایسے صحابی کی روایت لینا ممنوع ہے جو سیاسی طور پر آپ کا مخالف تھا اور صرف ان ائمہ معصومین اور ان کے اصحاب کی روایات قبول ہیں اور قابل روایت ہیں شیعہ محدث شیخ حسین بن عبدالصمد عاملی لکھتے ہیں:

«قد اخذنا احادیثنا التی فیها معالم دیننا عن رسول الله ﷺ وآله واخیه علی وابنته فاطمه ولدیها الحسن والحسین واولاده التسعة صلوات الله وسلامه علیهم اجعمین.»

(وصول الاخیار الی اصول الاخبار، ص:٤٠)

احادیث جن پر ہمارے دین کی بنیاد ہے ہم نے صرف رسول اللہ ﷺ سے ان کے

بھائی علیؓ سے ان کی بیٹی فاطمہؓ سے ان کے دونوں بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد میں سے نو سے روایت کی ہیں۔

فقہ اثنا عشریہ کی کتب احادیث پانچ ہیں اور شاید ہی کوئی حدیث ایسی ہو جو ان ائمہ سے مروی نہ ہو اگر ہے تو ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جس طرح اہل سنت کے ہاں احادیث کی چھ مستند اور معتبر کتب ہیں۔ شیعہ کی کتب حدیث یہ ہیں:

(۱) الـكـافـی۔ (۲) مـن لا يحضره الفقيه۔ (۳) مدينه العلم۔ (٤) التهذيب۔ (٥) الاستبصار.

شیعہ اثنا عشر کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے بعد ان ائمہ کی اطاعت فرض ہے کیونکہ بقول ان کے یہ ائمہ معصوم عن الخطا ہیں ان ائمہ کے علاوہ سب صحابہ ''فاسق کافر اور مرتد ہیں'' ''محدث'' مذکور لکھتے ہیں:

﴿وغير هولاء الاثنى عشر ممن ولى امور المسلمين بالغصب والسيف اكثرهم بل كلهم علم منهم الفسق عند كل احد بل الكفر لمحاربتهم اهل البيت المطهرين ونصبهم العداوة. ﴾

(وصول الاخيار الى اصول الاخبار، ص:۵۰)

ان بارہ کے علاوہ جو لوگ غاصبانہ طریقہ سے اور تلوار کے زور پر برسر اقتدار آئے ان کی اکثریت بلکہ سب کے سب فاسق تھے اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے بلکہ کافر تھے کیونکہ انھوں نے ائمہ اہل بیت معصومین کے خلاف جنگ کی اور ان سے عداوت کی راہ اختیار کی۔

۳: اہل سنت کے نزدیک قطع نظر سیاسی اختلافات اور قطع نظر بشری لغزشوں کے تمام صحابہ روایت حدیث میں عادل ہیں ان کے نزدیک کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کے متعلق عمداً جھوٹ بولنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا مزید برآں قرآنِ مجید ان صحابہ کی معرفت ہی ہمیں ملا ہے اگر صحابہ روایت حدیث میں (نعوذ باللہ) جھوٹ بول سکتے ہیں تو پھر موجودہ قرآن کی صحت بھی مشکوک ہو جاتی ہے اس بناء پر تمام صحابہ

حدیث میں عادل ہیں مگر شیعہ اثنا عشر کے نزدیک صحابہ کی تین اقسام ہیں۔ وہ صحابی جن کا عادل ہونا قطعی طور پر ثابت ہے یہ صرف وہ صحابہ ہیں جنہوں نے حضرت علی کا ساتھ دیا جیسا کہ سلمان فارسی اور مقداد بن اسود وغیرہ وہ صحابہ جو (نعوذ باللہ) مرتد ہوگئے اور وہ جو مجہول الحال ہیں۔ مذکورہ شیعہ محدث لکھتے ہیں:

«هم عندنا على ثلاثة اقسام معلوم العدالة، معلوم الفسق ومجهول الحال.» (ايضاً)

''ہمارے نزدیک صحابہ کی تین اقسام ہیں ایک وہ صحابہ جن کا عادل ہونا معلوم ہے۔ دوم: وہ صحابہ جن کا فاسق ہونا معلوم ہے۔ سوم: وہ صحابہ جو مجہول الحال ہیں۔''

«اما معلوم العدالة: فكما سلمان والمقداد اما معلوم الفسق او الكفر فكمن حال عن اهل البيت ونصب لهم البغض والعداوة والحرب فهذا يدل على انهٗ لم يكن آمن وكان منافقا او انهٗ ارتد بعد موت النبى.» (وصول الاخيار الى اصول الاخبار، ص:١٦٤)

''معلوم العدالۃ جیسے سلمان (فارسی) اور مقداد ہیں وہ صحابہ جن کا فاسق ہونا یا کافر ہونا معلوم ہے یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے اہل بیت سے روگردانی کی ان کے ساتھ بغض اور عداوت کا رویہ رکھا اور ان سے جنگ کی یہ باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ دراصل ایمان ہی نہ لائے تھے اور وہ منافق تھے یا وہ رسول ''ﷺ'' کی وفات کے بعد مرتد ہوگئے تھے۔''

آگے لکھتا ہے جو متواتر روایات بیان کی ہیں وہ

«يدل على ارتدادهم بعد رسول الله ﷺ فضلًا عن فسقهم.»

(ايضاً، ص:١٦٢)

''بتاتی ہیں کہ وہ صحابہ فاسق تو کجا رسول اللہ ﷺ کے بعد مرتد ہوگئے تھے۔''

حدیث کی پہلی کڑی صحابی ہوتا ہے جب فقہ جعفریہ نے اس پہلی کڑی اور بنیاد میں ہی

کفر اور اسلام کی تفریق پیدا کر دی تو لازمی امر ہے حدیث کا پورا ڈھانچہ ہی بدل جائے لہٰذا اس اعتبار سے اہل سنت اور اہل تشیع کی احادیث میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۲: اہل سنت کے ہاں خاتم المعصومین ناطق وحی کا قول وفعل اور تقریر حدیث ہے مگر فقہ جعفریہ میں بارہ ائمہ کو معصوم قرار دے کران پر وحی کے نزول کا بھی دعویٰ کیا گیا ہے۔

۳: اہل سنت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ صاحب شریعت صرف ایک ہی ذات اقدس حضرت محمدؐ کی ہے کوئی صحابی کوئی امام شارع نہیں ان کے اقوال وافعال صرف شریعت کی تعبیر اور تفسیر ہیں لیکن شیعہ مذہب کے بارہ ائمہ معصوم ہیں ان پر وحی کا نزول بھی ہوتا ہے اس کا صاف معنی یہ ہے کہ شیعہ نہ صرف ختم نبوت کے منکر ہیں بلکہ ان کے نزدیک تیرہ افراد شریعت ساز ہیں اور اس حیثیت میں ان پر ایمان لانا اور ان کی غیر مشروط اطاعت کا اقرار واعتراف کرنا لازم وفرض ہے اور بات بدلہتہ غلط ہے کہ اسلامی شریعت کے شریعت ساز ایک کی بجائے تیرہ افراد ہیں۔

۴: شیعہ محدث عاملی نے الکافی کے حوالہ سے جو احادیث بیان کی ہیں ان میں ایک خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ ابوعبداللہ جعفر صادقؒ نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی ہے جبکہ حضرت جعفر صادق دوسری صدی ہجری کے آدمی ہیں آپ کا رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست سماع ثابت نہیں ہوسکتا آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جن افراد کا واسطہ ہے ان کے نام غائب ہیں اور یہ بات فقہ اثنا عشریہ کی کتب حدیث میں عام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تمام احادیث ناقابل اعتماد ہیں جن میں کسی ''امام معصوم'' اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطہ کا ذکر نہیں یہ ایک اہم خامی ہے جو فقہ جعفریہ کی حدیث اور کتب حدیث میں پائی جاتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ذخیرہ احادیث ناقابل اعتماد ہے پھر جب شیعہ حضرات ایسی احادیث اہل سنت سے بیان کرتے تو وہ اسے رد کر دیتے اس لیے شیعہ تقیہ سے کام لے کر من گھڑت سند کے ساتھ اس کو بیان کرتے ہیں جبکہ ان کے مذہب کی

"صحاح خمسہ" کے مقابلہ میں اہل سنت کی صحاح ستہ کا ذخیرہ احادیث بدرجہا زیادہ بہتر ہے معتبر اور قابل اعتماد ہے کہ اس میں حدیث کو باسند بیان کیا جاتا ہے اور صرف رسول اللہ ﷺ کے قول فعل اور تقریر کو ہی حدیث کہا جاتا ہے لہٰذا جو حدیث وحی الٰہی ہے وہ ان کتب احادیث میں پائی جاتی ہے جنہیں پوری احتیاط کے ساتھ ائمہ حدیث نے باسند بیان کیا ہے اور اس حدیث کی غیر مشروط اطاعت کا ہر مسلمان مکلف ہے اس کے قبول کرنے کے لیے کسی امام مجتہد، فقیہ یا کسی حجۃ اللہ کی پیشگی اجازت کی ضرورت نہیں یہی دین حق اور دین اسلام ہے جس کی طرف قرآن ہمیں دعوت دیتا ہے۔

شیعہ حضرات کے انہیں عقائد کے پیش نظر انہیں حدیث میں حجت نہیں سمجھا گیا اور نہ ان کی حدیث قبول کی گئی نہ اسے قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے شیعہ کے بتیس فرقے ہیں ائمہ محدثین نے "تشیع یسر" کے مصداق جن لوگوں سے حدیث لی ہے وہ جو تمام اصول وفروع میں اہل سنت سے متفق تھے شیخین کی فضیلت کے قائل تھے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے۔ ان سے بھی روایت لی تو اس شرط کے ساتھ کہ راوی اپنی بدعت کی مؤید اور اس کو رواج دینے والی کسی چیز کو بیان نہ کرے بیان کردہ حدیث اس کے مذہب کی تائید نہ کرے پھر باوجود اس کے یہ احتیاط بھی ملحوظ رکھی ایسے لوگوں سے عمومی خبر لی گئی اعتقادی مسائل میں ان کی روایات کو ہرگز قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا اس وضاحت کے بعد واضح ہو گیا کہ کون علمی خائن ہے۔ انصاری صاحب ان کے ممدوح قادری صاحب یا "حکیم صاحب"؟

کیا شیعہ مسلمان ہیں؟

انصاری صاحب نے کتنا بڑا ظلم کیا ایک طرف تو صحابہ کرام کو فاسق کہتے ہیں اور انہیں عادل ماننے کو تیار نہیں دوسری طرف شیعہ کو سب سے بڑا مومن مانتے ہیں صحابہ اور انبیاء کو بھی شیعہ بنا دیتے ہیں اور شیعہ سنی میں کوئی فرق نہیں سمجھتے اور یعقوب قادری صاحب کا جو مکتوب ہے وہ بھی پڑھنے کے لائق ہے میں کہتا ہوں کہ جو کوئی انصاری صاحب کی کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ جعل ساز مصنف تقیہ کی آڑ میں "حنفی بریلوی"

بنا ہوا ہے۔ کیا مصنف اتنا جاہل ہے کہ وہ مذہب شیعہ سے واقف نہیں؟ یا اس نے حضرت عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین کا باب نمبر۹ بالکل نہیں پڑھا یا اسے ''امام اہل سنت اور اعلیٰ حضرت'' احمد رضا خان بریلوی کی کتاب ردالرفضہ کی کوئی خبر نہیں؟ درحقیقت بات یہ ہے ''محمد نذیر احمد انصاری'' پولوس یہودی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں سب کے لیے سب کچھ بنے ہوئے ہیں سنیوں کے سامنے سنی اور شیعوں کے سامنے شیعہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

۱۔ رافضیوں کے اقوالِ باطلہ:

''رافضیوں کے اقوال یہودیوں سے مشابہت رکھتے ہیں رافضیوں کی محبت یہودیوں کی محبت ہے یہودی اس بات کے قائل ہیں کہ امامت حضرت داؤد (علیہ السلام) کی اولاد کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے درست نہیں اس طرح رافضی کہتے ہیں کہ امامت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے علاوہ کسی اور کی صحیح نہیں ہے۔ یہودی اس بات کے قائل ہیں ک جب مسیح دجال خروج کرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر رسی پکڑ کر اتریں گے اس وقت جہاد ہوگا اس سے پہلے جہاد نہیں ہوسکتا رافضی بھی کہتے ہیں کہ جب تک مہدی برآمد نہیں ہوں گے اور ایک منادی آسمان کی طرف سے ندا نہ کرے گا اس وقت تک جہاد نہیں ہوسکتا۔ یہودی مغرب کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھتے ہیں کہ آسمان پر ستاروں کا اجتماع ایک جال کی شکل میں نظر آنے لگے رافضی بھی مغرب کی نماز میں اسی قدر تاخیر کرتے ہیں یہودی قبلہ کی طرف سے کچھ پھرے ہوئے نماز میں ہوتے ہیں رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں یہودی فجر کی نماز صبح کے روشن ہوجانے کے بعد ادا کرتے ہیں رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں کپڑے لٹکائے رکھتے ہیں رافضیوں کی بھی یہی حالت ہے۔ یہودی ہر مسلمان کے خون کو حلال سمجھتے ہیں رافضی بھی یہی خیال کرتے ہیں۔ یہودی عورتوں کی عدت کے قائل نہیں رافضی بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔ یہودی تین طلاقوں کو بے معنی سمجھتے ہیں رافضیوں کا بھی یہی حال ہے یہودیوں نے تورات میں تحریف کی ہے رافضیوں نے قرآن میں تحریف کی رافضی کہتے ہیں

قرآن میں تغیر وتبدل کردیا گیا ہے ترکیب وترتیب میں الٹ پھیر کردیا ہے نزول کی ترتیب باقی نہیں ہے اور قرآن میں کمی وبیشی کردی گئی ہے قرآن کی قرأت ایسے طریقوں سے کی گئی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے یہودی جبرائیل سے بغض رکھتے ہیں اور کہتے ہیں وہ ہمارے دشمن ہیں رافضی گروہ بھی اسی کا قائل ہے کہ جبرائیل نے وحی پہنچانے میں غلطی کی علیؓ کی بجائے محمد ﷺ کو وحی پہنچا دی اللہ نے ان کو وحی دے کر علی کے پاس بھیجا تھا اللہ کرے یہ ہمیشہ تباہ اور غارت رہیں۔'' (غنیۃ الطالبین، باب:۹)

امام مالک:

علامہ سیّد محمود آلوسی نقل کرتے ہیں:

«ذكر عند مالك رجل ينتقص الصحابة فقرأ مالك هذه الآية فقال من اصبح من الناس وفي قلبه غيظ من اصحاب رسول الله ﷺ فقد اصابتهٗ هذه الآية ﴿ليغيظ بهم الكفار﴾ ويعلم تكفير الرافضة بخصوصهم.» (روح المعاني: ٢٦/ ١٢٨)

''حضرت امام مالک کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جو حضراتِ صحابہ کرام کی تنقیص کرتا تھا حضرت امام مالک نے یہ آیت ﴿ليغيظ بهم الكفار﴾ پڑھی اور فرمایا کہ جس شخص کے دل میں آنحضرت ﷺ کے حضرات صحابہ کے خلاف بغض ہے وہ اس آیت کی زد میں ہے اور اس سے خصوصیت سے رافضیوں کی تکفیر معلوم ہوتی ہے۔''

علامہ ابومحمد علی بن احمد ابن حزم:

علامہ ابومحمد علیؒ بن احمدؒ ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

«هي طائفة تجري مجرى اليهود والنصارىٰ في الكذب والكفر فان الروافض ليسوا من المسلمين.» (الفصل في الملل والنحل: ٧٨/٢)

''یہ فرقہ جھوٹ بولنے اور کفر میں یہود ونصاریٰ کی مانند ہے اور رافضی مسلمان

نہیں ہیں۔"

امام ابن تیمیہ:

«واما من جاوز ذلك الٰی زعم انهم ارتدوا بعد رسول الله ﷺ الا نفراً قليلًا لا يبلغون بضعة عشر نفسا او انهم فسقوا عامتهم فهذا لا ريب ايضاً فی كفره لانه مكذب لما نص القرآن فی غير موضع من الرضٰی عنهم والثناء عليهم بل يشك فی كفر مثل هذا فان كفره متعين.» (الصارم المسلول، ص:۵۹۱، ۵۹۲)

"بہرحال وہ شخص جس نے اس سے تجاوز کیا اور یہ خیال کیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بعد مرتد ہوگئے تھے مگر تھوڑی تعداد میں جو دس سے کچھ زیادہ تھی یا یہ کہ ان میں اکثر فاسق ہوگئے تھے تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ وہ قرآنِ کریم کی بے شمار نصوص کا مکذب ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر رضیٰ اور تعریف کا تذکرہ آتا ہے بلکہ جو شخص ایسے شخص کے کفر میں شک کرے تو اس کا کفر بھی متعین ہے۔"

حافظ ابوالفداء اسماعیل بن کثیر:

﴿ليغيظ بهم الكفار﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اور اس آیت کریمہ سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے جیسا کہ ان سے ایک روایت ہے کہ روافض جو حضرات صحابہ کرام سے بغض کرتے ہیں کافر ہیں کیونکہ وہ حضرات صحابہ کرام سے جلتے ہیں اور جو شخص بھی حضرات صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے اور ان سے جلتا ہے تو وہ اس آیت کریمہ کے مطابق کافر ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی علمائے کرام کے ایک طبقہ نے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اس پر ان کی موافقت کی۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲۰٤/٤)

حضرت مجدد الف ثانی:

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ خاصی بحث کے بعد فرماتے ہیں کہ شیعہ کو کافر ٹھہرانا

احادیث صحاح کے مطابق اور طریق سلف کے موافق ہے۔ (ردّ رفض، ص:۳۹) اور مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں کہ تمام بدعتی فرقوں میں بدترین فرقہ وہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے حضرات صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ان کو کفار فرمایا ہے:

«لیغیظ بھم الکفار.» (مکتوبات دفتر اوّل مکتوب نمبر ٥٤)

ملا علی القاری:

«ولو انکر خلافة الشیخین یکفر اقول وجهٔ انها ثبتت بالاجماع من غیر النزاع.» (شرح فقه اکبر، ص:١٩٨)

''اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی خلافت بالاجماع بغیر نزاع کے ثابت ہے۔''

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

«الرافضة الخارجة فی زماننا فانهم یعتقدون کفر اکثر الصحابة فضلًا عن سائر اهل السنة والجماعة فهم کفرة بالاجماع من غیر نزاع.» (مرقات: ١٣٧/٩)

''ہمارے دور کے رافضی تمام اہل سنت والجماعت کی تکفیر کا اعتقاد تو اپنی جگہ اکثر صحابہ کرام کی تکفیر کرتے ہیں لہٰذا بغیر کسی نزاع کے بالاجماع رافضی کافر ہیں۔''

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ:

«یجب اکفار الروافض ...... وھؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین.» (فتاویٰ عالمگیری: ٢٦٨/٢ طبع ھند)

''شیعہ اور روافض کو ان کے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر قرار دینا واجب ہے...... یہ سب لوگ ملت اسلام سے بالکل خارج ہیں اور ان کے بارے میں وہی احکام ہیں جو مرتدوں کے لیے ہیں۔''

احمد رضا خان بریلوی:

''روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں کما بیناہ فی رد الرفضۃ ان سے کوئی معاملہ اہل الاسلام کا سا کرنا حلال نہیں ان سے میل جول نشت وبرخاست سلام کلام سب حرام ہے۔

«قال اللہ تعالٰی: واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین.»

حدیث میں نبیؐ فرماتے ہیں: عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا ایک بد لقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا۔ سلف صالحین پر طعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہوں گے ان کے پاس نہ بیٹھنا ان سے کھانا نہ کھانا نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا نہ ان پر نماز پڑھنا نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا جو سنی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔''

(احکامِ شریعت، ص:۱۹۷)

شیعہ شر البریہ کے عقائد ونظریات:

ہمارا مقصد یہاں شیعہ شر البریہ کے عقائد ونظریات کو نقل کرنا نہیں بلکہ صرف انصاری صاحب کی شیطانی وحی کا تعاقب کرنا مقصود ہے اور بحث صرف اس قدر ہے کہ کیا شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟ یہاں ہم انصاری صاحب کے ''حجۃ الاسلام'' طاہر القادری صاحب کے حوالہ سے ثابت کریں گے کہ شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ انصاری صاحب کا حال اس چمگاڈر کی طرح ہے جسے روشنی سے کوفت ہے اور آفتاب کی چمک ودمک سے اپنے آپ کو چھپاتا ہے۔ دیدہ کور کے مصداق ہیں جسے کیا نظر آئے کیا دیکھے حالانکہ راقم نے ''علمی خباثتیں'' میں طاہر القادری صاحب کی ایک کتاب سے حوالہ نقل کیا تھا اور اس پر تبصرہ بھی کیا تھا کہ یہ عقائد شیعہ کے علاوہ اور کس کے ہیں؟ قادری صاحب نے علمی خیانت سے کام لیا ہے اور واضح کیے بغیر آگے گزر گئے مگر انصاری صاحب یہ حوالہ گول کر گئے اگر جواب دینا ہی

مقصود تھا تو انصاری صاحب دلائل کے ساتھ ثابت کرتے کہ شیعہ کا ان عقائد سے کوئی تعلق نہیں اور یہ عقائد غلط طور پر ان سے منسوب کیے جاتے ہیں بہر حال یہ حوالہ انصاری صاحب کے دائیں بائیں سے گزر گیا ہم دوبارہ نقل کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ وضاحت بھی کریں گے شاید انصاری صاحب اور ایسے لوگوں کے علم میں اضافہ کا سبب بنے۔

شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں:

طاہر القادری صاحب اپنی کتاب، کتاب البدعۃ میں لکھتے ہیں:

۱: جو حضرت علی کی الوہیت کا عقیدہ رکھیں۔

۲: وحی لانے میں حضرت جبرائیل کی غلطی مانیں کہ وحی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لانی تھی مگر وہ غلطی سے حضرت محمدؐ پر لے آئے۔

۳: قرآنِ مجید میں تحریف یا ترمیم کا عقیدہ رکھیں۔

۴: جو امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف کریں۔

۵: یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین چار صحابہ کے سوا سب مرتد ہوگئے تھے، ان سب کا کفر قطعی اور یقینی ہے کیونکہ مذکورہ کفریہ عقائد سے اساس دین میں اس قدر تغیر اور بگاڑ واقع ہو جاتا ہے کہ ان سے دین کی ہیئت بگڑ جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اسلام سے اخراج یا ارتداد لازم آتا ہے۔ (کتاب البدعۃ، ص: ۲۳۴)

راقم نے ''علمی خیانتیں'' میں یہ حوالہ نقل کر کے سوال کیا تھا کہ یہ عقائد شیعہ کے علاوہ اور کس کے ہیں؟ انصاری صاحب جرأت سے کام لیتے اور ثابت کرتے کہ ملت رافضیہ کا ان عقائد سے کوئی تعلق نہیں اس لیے ہمیں دوبارہ نقل کرنا پڑا اب کی بار ہم بالترتیب ان کی تفصیل بھی درج کر رہے ہیں۔

۱۔ جو حضرت علی کی الوہیت کا عقیدہ رکھیں:

نشانی طاہر القادری صاحب نے بتا دی نشان دہی ہم کر دیتے ہیں۔ رافضیوں کے جد امجد عبداللہ بن سبا اور اس کے گروہ نے سب سے پہلے یہ بدعقیدہ وضع کیا اس نے لوگوں کو

وہی سبق پڑھایا جو پولس یہودی نے عیسائیوں کو پڑھایا تھا اور ان کا عقیدہ یہ ہوگیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دنیا میں خدا کا روپ ہیں اور ان کے قالب میں خداوندی روح ہے اور گویا وہی خدا ہیں علامہ ابن جوزی تلبیس ابلیس میں لکھتے ہیں:

«کما لبس ابلیس علی هولاء الخوارج حتی قاتلوا علی ابن ابی طالب حمل اخرین علی الغلو فی حبه فزادوه علی الحد فمنهم من کان یقول هو الآله ومنهم من یقول هو خیر من الانبیاء ومنهم من حمله علی سب ابوبکر وعمر حتی ان بعضهم کفر ابابکر وعمر.» (تلبیس ابلیس، ص:۹۷)

”جس طرح ابلیس نے خوارج کو گمراہ کیا حتی کہ انھوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے جھگڑنا شروع کردیا اسی طرح اس نے بعض دوسرے لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کی وجہ سے راہِ ہدایت سے دور کردیا چنانچہ یہ لوگ حب علی رضی اللہ عنہ میں حدود سے بڑھ گئے ان میں سے بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ بنالیا اور بعض نے خیر من الانبیاء اور بعض نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو سب کرنا شروع کردیا۔“

معتبر شیعہ مصنف علامہ کشی لکھتے ہیں:

«انّ عبدالله بن سبا کان یهودیاً فأسلم و والی علیه السلام وکان یقول وهو علی یهودیته فی یوشع بن نون وصی موسی باالغلو فقال فی اسلامه بعد وفات رسول الله ﷺ فی علی علیه السلام مشعل ذلك وکان اوّل من اشهر القول بغرض من امامة علی واظهر البراء ة من اعدائه وکاشف مخالفیه واکفرهم فمن ههنا قال من خالف الشیعة اصل الشیع ماخوذ من الیهودیة.»

(رجال کشی، ص:۷۱ علامہ کشی)

''عبداللہ بن سبا یہودی تھا پھر وہ اسلام لایا اور اس نے علی علیہ السلام سے محبت کی اور وہ اپنے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ویسا ہی غلو کرنے لگا یہ ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے امامت علی کے فرض ہونے کو شہرت دی اور ان کے دشمنوں پر تبرا کیا اور ان کے مخالفوں سے کھیل کھیلا اور ان کی تکفیر کی یہی وجہ ہے کہ جو لوگ شیعوں کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ شیعیت کی بنیاد یہودیت سے اخذ کی گئی۔''

تیسری عبارت بڑی اہم اور دلچسپ ہے جو ان بدبختوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ باطل قول منسوب کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں خدا کا چہرہ ہوں میں خدا کا پہلو ہوں میں ہی اوّل ہوں میں ہی آخر ہوں میں ہی ظاہر ہوں میں ہی باطن ہوں میں زمین کا وارث ہوں میں خدا کا وہ راستہ ہوں جس کے ذریعے اس تک پہنچا جاسکتا ہے۔'' (رجال کشی، ص:۱۸۴)

مجھے تو یہ اقتباس بائبل سے چوری کیا ہوا لگتا ہے۔ ایک اور عبارت ملاحظہ فرمایئے:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ جب ہم اپنے ائمہ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں وہ ضرور آتے ہیں...... ہمارا عقیدہ ہے کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام زندہ ہیں اور وہ ہر ایک کے عمل کو دیکھتے اور ہر پکارنے والے کی آواز سنتے ہیں۔''

بلفظہ (عقائد شیعہ، ص۱۰۵)

شیعہ کے امام خمینی لکھتے ہیں:

''امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی حکومت تکوینی حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کے حکم واقتدار کے سامنے سرنگوں ہوتا ہے۔ (الحکومۃ الاسلامیہ، ص:۱)

اہل حق کے نزدیک تکوینی طور پر کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر اقتدار واختیار صرف خالق کائنات اللہ ذوالجلال کا ہے مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک یہ تمام الوہی صفات حضرات ائمہ کرام میں پائی جاتی ہیں تو شیعہ کے مشرک ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے، شیعہ حضرات کا اپنے ائمہ

کے بارے میں غلو مشہور عام ہے حضرت علی کو مشکل کشا حاجت روا، مختار کل سمجھا جاتا ہے ان سے فریادیں کی جاتی ہیں حتی کہ الم عباس کے سامنے سجدہ کیا جاتا ہے کربلا کی مٹی پر سجدہ کرتے ہیں جس کی سپیشل ٹکیہ بنا کر پاس رکھتے ہیں۔

۲۔ وحی لانے میں حضرت جبرائیل کی غلطی مانیں:

قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مجالس المومنین میں لکھتے ہیں:

«غلط الامين فجاوزها عن حيدر» کہ جبرائیل امین نے غلطی کی کہ وحی وشریعت محمد کو پہنچا دی۔

جبرئیل کی آمد زبر خالق بے چوں
شد پیش محمد ومقصود علی بود

۳۔ قرآن مجید میں تحریف وترمیم کا عقیدہ رکھیں:

«قال سيّد المحدث الجزائرى ما معناهٗ ان الاصحاب قد اطفقوا علٰى صِحَّةِ الاخبارِ المتواترة الدّالة بصريحها على وقوع التحريف فى القران ...... انَّ الاخبار ذلك علٰى الفى حديثا.»

(كتاب فصل الخطاب: ۳۰/ ۲۲۷)

''فرمایا محدث الجزائری نے جملہ شیعہ احباب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید کی تحریف پر احادیث متواترہ بالصراحت دلالت کرتی ہیں ......اس کی شیعہ کتب میں دو ہزار سے زائد روایتیں ہیں۔''

شیعہ کی معتبر ترین کتاب اصول کافی میں ہے کہ امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

«ان القرآن الذى جاء بهٖ جبرائيل عليه السلام الى محمد ﷺ سبعة عشر الف آية. (اصول كافى، ص:۶۷۱ طبع نولكشور مع الصافى جز.»

(اصول كافى ۶۔۷۵، طبع نونكشور مع الصافى جز ششم، ص:۷۵)

”بلا شک وہ قرآنِ کریم جس کو حضرت جبرائیل حضرت محمدؐ پر لے کر نازل ہوئے تھے اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔“

«بسیار ازاں قرآن ساقط شده ودر مصاحف مشهوره نیست.»

(الصافی: ۷۵/٦ باب النوادر طبع نولکشور)

”اصلی قرآن کا بہت سا حصہ ساقط اور غائب ہوگیا ہے اور وہ قرآن کے موجودہ ومشہور نسخوں میں نہیں۔“

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ:

«ثم قال وان عندنا لمصحف فاطمة عليها السلام وما يدريهم ما مصحف فاطمة قال فيه مثل قرآنكم هذا ثلاث مرات والله ما فيه من قرآنكم حرف واحد.» (اصول کافی: ۲۳۹/۱ طبع ایران)

”پھر انھوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس حضرت فاطمہ علیہا السلام کا مصحف ہے اور لوگوں کو کیا خبر ہے کہ مصحف فاطمہ کیا ہے امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس میں تمہارے قرآن سے تین گنا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم اس میں تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔“

امام باقر سے منقول ہے:

«وعنهٗ عليه السلام انّ القرآن قد طرح منهٗ ايٌّ كثيرةٌ ولو قرى القرآن كما انزل لا لفيتنا فيه مسمين.» (اصول کافی)

”قرآن کا بہت سا حصہ نکال دیا گیا اگر قرآن جیسا نازل ہوا ویسا پڑھا جائے تو (اے مخاطب) تو ہمارے ناموں کو اسی قرآن میں موجود پائے۔“

«عن ابى عبدالله عليه السلام لقد عهدنا الى آدم من قبلُ كلمات فى محمد وعلى وفاطمه والحسن والحسين والآئمة من ذريتهم فنسى هٰكذا والله انزلت على محمد.» (اصول کافی مرتبہ کلینی، ص:۵۰۹)

''قرآنِ مجید کی آیت میں لقد عهدنا الی آدم میں فنسی غلط ہے درحقیقت اس کے الفاظ یوں تھے فی محمد وعلی وفاطمة وحسن وحسین اوران کی اولاد سے امام خدا کی قسم خداتعالیٰ نے حضور اکرم پر یہ آیت اسی طرح نازل کی تھی۔''

برسی بیان کرتا ہے کہ یہ آیت یوں تھی ورفعنا لك ذكرك بعلى صهرك یعنی ہم نے آپ کا ذکر آپ کے داماد علی کی وجہ سے بلند کردیا نبیؐ اسے یوں ہی پڑھتے تھے اور ابن مسعود سے بھی اسی طرح ثابت ہے عثمان نے اس میں کمی کردی۔''

(البرهان فی تفسیر القرآن: ٤/ ٤٧٥)

ایران سے باقاعدہ ایک کتاب چھپی ہے جس کا نام ہے «الفصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب» اس کا مصنف ابوالحسن نوری طبرسی ہے شیعہ رافضی یہ بدبخت حب علی کا مدعی اور تحریف قرآن کا بھی دعویٰ کرتا ہے۔ ۱۹۸۶ء میں ایرانی حکومت نے تحریف سے بھرپور قرآن شائع کیا حکومت پاکستان نے اس پر پابندی عائد کردی۔

(دیکھئے سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر)

بہت سے عیسائی پادریوں کے ساتھ گفتگو کے دوران میں حیران رہ گیا کہ عیسائی حضرات قرآن کے وحیِ الٰہی نہ ہونے پر شیعوں کے عقیدہ اور روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

جو امِ المومنین عائشہ صدیقہؓ پر قذف کریں:

قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿النبی اولی بالمومنين من انفسهم وازواجه امهاتهم﴾

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو مومنوں کی مائیں کہا ہے۔

امہات المومنین جن کی عظمت یہ ہے ﴿ينساء النبی لستن كاحد من النساء﴾ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ﴿يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾ کے اعزاز سے نوازا ہے۔ ان پر سب کرنے والے ان پر قذف

کرنے والے مسلمان تو کیا میں کہتا ہوں انہیں کافر بھی اپنی صف میں کھڑا نہ ہونے دیں۔
سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا چونکہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں ہیں اس لیے ان کے ساتھ بھی شیعہ شر البریہ کو وہی عداوت ہے جو حضرات شیخین سے ہے اور ان کی روایات میں ان مطہر و مقدس ماؤں کے لیے بے تکلف منافقہ و کافرہ جیسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور ان پر وہ سنگین تہمتیں اور بہتان لگائے ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ ان کے تراشنے والے اور بیان کرنے والے ایمان ہی سے نہیں انسانیت اور اس کے خاص امتیازی جوہر عقل سے بھی محروم ہیں چہ جائیکہ ان کو خیر البریہ کہا جائے جیسا کہ انصاری صاحب کا زعم باطل ہے۔

ملا باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب (۷۴۲/۲) میں ایک مستقل باب ہے جس کا عنوان ہے: ''باب پنجاہ و پنجم دربیان احوال شقاوت مآل عائشہ وحفصہ'' یعنی باب نمبر ۵۵ عائشہ وحفصہ کے بدبختانہ حالات کے بیان میں اس باب میں اور کتاب کے کئی دوسرے مقامات پر بھی بدبخت مجلسی نے انہیں بار بار منافقہ لکھا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بیان میں لکھتا ہے:

«وعیاشی بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ عائشہ وحفصہ آنحضرت را بزہر شہید کردند.»

(حیات القلوب: ۸۷۰/۲)

''عیاشی نے معتبر سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما نے آنحضور کو زہر دے کر شہید کیا تھا۔''

ایک لمبی چوڑی خرافاتی کہانی گھڑتا ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

«پس آن دو منافق ودو منافقہ بایك دیگر اتفاق کردند کہ آنحضرت رابہ زہر شہید کنند.» (حیات القلوب: ۷۴۵/۲)

''پس ان دو منافقوں (ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما) اور دونوں منافقات

(عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما) نے اس بارے میں اتفاق کیا کہ آنحضرت ﷺ کو زہر دے کر شہید کیا جائے۔"

ایک دوسرا بدنصیب اپنی جہنم اس طرح تیار کرتا ہے۔

"جب ہمارا قائم ظہور پذیر ہوگا تو عائشہ کو زندہ کیا جائے گا اور اس پر حد قائم کی جائے گی محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقام لیا جائے گا آپ سے پوچھا گیا کہ آپ پر حد کیوں قائم کی جائے گی؟ آپ نے کہا امّ ابراہیم پر بدکاری کا الزام لگانے کی وجہ سے آپ سے پوچھا گیا اللہ قائم کو اتنا مؤخر کیوں لایا؟ آپ نے کہا اللہ نے محمد ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور قائم علیہ السلام کو زحمت ومصیبت بنا کر بھیجا ہے۔" (تفسیر الصافی سورة الانبياء: ۱۰۸/۲)

«عائشه را زنده كند تابر او حد بزند وانتقام فاطمه ما از وبكشد.»

(حق اليقين، ص:۱۳۹)

(امام مہدی) عائشہ کو زندہ کریں گے اور زندہ کر کے ان پر حد لگائیں گے اور ہماری فاطمہ کا انتقام لیں گے۔

استغفر اللہ: لاحول ولا قوۃ الا باللہ: ایسے کفریہ عقائد رکھنے والوں کے متعلق کہنا کہ یہ خیر البریہ ہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شیطان ملعون کے متعلق کہے کہ وہ تمام مخلوقات میں سے بزرگ ترین ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر شیعہ رافضی جنتی ہیں تو پھر کرۂ ارض پر کوئی بھی جہنمی نہیں اگر یہ مسلمان ہیں تو پھر کرۂ ارض پر کوئی بھی کافر نہیں شیعوں کے بنیادی عقائد رکھنے کے باوجود اگر کوئی سنی ہوسکتا ہے تو پھر اس کا قائل ہونا پڑے گا کہ تثلیث کا قائل ہونے کے باوجود آدمی مسلمان بھی ہوسکتا ہے امہات المومنین کے بارے شیعی عقائد اس قدر غلیظ ہیں کہ انہیں نقل کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اللہ ان پر لعنت کرے۔

۵۔ یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور کے وصال کے بعد تین چار صحابہ کے سوا سب مرتد ہوگئے:

شیعہ رافضیوں کی معتبر ترین کتاب رجال کشی میں ہے:

«عن ابی جعفر علیه السلام قال كان الناس اهل الردة بعد النبی ﷺ

الا ثلاثة فقلت ومن الثلاثة؟ فقال المقداد بن الاسود وابوذر الغفاری وسلمان الفارسی.» (رجال کشی، ص:٤)

''امام باقر سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہوگئے سوائے تین کے (راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا وہ کون تھے؟ تو جناب امام نے فرمایا کہ مقداد بن الاسود اور ابوذر غفاری وسلمان فارسی۔''

آگے چل کر لکھتا ہے:

«ارتد الناس الا ثلاثة نفر سلمان وابوذر ومقداد.»

(رجال کشی، ص:٨)

''یعنی سارے لوگ سوائے تین کو چھوڑ کر مرتد ہوگئے ایک سلمان دوسرے ابوذر اور تیسرے مقداد۔''

ملاں باقر مجلسی لکھتا ہے:

«بسند حسن از حضرت امام باقر علیه السلام روایت کرده است که صحابه بعد از حضرت رسول مرتد شدند مگر سه نفر سلمان ومقداد وابوذر راوی گفت که عمار چه شد؟ حضرت فرمود که اندك میلے کرد وبزودی برگشت.» (حیات القلوب:٢/٨٣٧)

مشہور شیعہ عالم مامقانی لکھتا ہے:

«علی ان اخبارنا قد تواترت بانه ارتد بعد النبی ﷺ جمیع الناس بنقض البیعة الا ثلٰثة او اربعة او خمسة.» (تنقیح المقال: ١/٢١٦)

علاوہ ازیں ہم شیعوں کی روایات اس بات پر متواتر ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت علی کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ صحابہ کے سوا باقی سب مرتد ہوگئے۔''

فروعِ کافی میں امام باقر سے (ان پر افتراء کرتے ہوئے یہ جعلی) روایت ہے کہ

«قال كان الناس اهل ردّةٍ بعد النبی ﷺ الا ثلاثة فقلت ومن الثلاثة فقال المقداد بن الاسود وابوذر غفاری وسلمان الفارسی رحمة الله علیهم وبركاتهٗ » (فروع کافی جلد۳ کتاب الروضه، ص:۱۱۵)

''انھوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب صحابہ مرتد ہوگئے تھے مگر صرف تین (راوی کا بیان ہے کہ) میں نے سوال کیا وہ تین کون تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ مقداد بن الاسود ابوذرؓ غفاری اور سلمان فارسی۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت اور برکتیں ہوں۔''

حضرت جعفر صادق سے منسوب ایک روایت کے مطابق:

«نزلت فی فلان وفلان وفلان آمنوا بالنبی ﷺ فی اول الامر وكفروا حیث عرضت علیهم الولایة فهؤلاء لم یبق فیهم من الایمان شیء.» (اصول کافی ٤٦٠ طبع ایران)

''آیت فلاں فلاں فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے پہلے وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے پھر جب ان پر (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) امامت وولایت پیش کی گئی تو وہ کافر ہوگئے (آخر میں کہا) ان میں ذرا بھر بھی ایمان باقی نہ رہا۔''

اور اصول کافی کی مشہور شرح الصافی میں ہے:

«امام گفت ایں آیت نازل شد در ابوبکر وعمر وعثمان.»

(الصافی جز سوم حصہ دوم، ص:۹۸)

''امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس آیت کا شانِ نزول ابوبکر عمر اور عثمان ہیں۔''

اور اصول کافی میں ہی ہے کہ قرآنِ کریم کی اس آیت

﴿وكره الیكم الكفر والفسوق والعصیان﴾ (الحجرات) کا

مصداق الاول والثانی والثالث. (اصول کافی: ٤٢٦/١ طبع ایران)

یعنی اوّل ابوبکر کفر اور دوم عمر فسوق اور سوم عثمان عصیان یعنی تینوں ہی عند اللہ

ناپسندیدہ ہیں۔

ملا باقی مجلسی نے حضرت زین العابدین پر افتراء باندھتے ہوئے لکھا:

«هر دو (ابوبکر وعمر) کافر بودند وهر که ایشان را دوست دارد کافر است.» (حق الیقین، ص:۵۲۲)

''حضرت ابوبکر وعمر کافر تھے اور جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی کافر ہے۔''

طاہر القادری صاحب جمہور اہل سنت کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''ان سب (شیعہ حضرات) کا کفر قطعی اور یقینی ہے کیونکہ مذکورہ کفریہ عقائد سے اساس دین میں اس قدر تغیر اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے کہ ان سے دین کی ہیئت بگڑ جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اسلام سے اخراج یا ارتداد لازم آتا ہے۔ (کتاب البدعۃ، ص:۲۴۳)

مگر طاہر القادری صاحب نے بعض اوقات سیاسی اور معاشی فوائد کی خاطر بعض جگہ علمی خیانتوں سے کام لیا اور شیعہ حضرات کی مجالس میں خطاب کرتے وقت بالکل شیعہ بن گئے بس اسی وجہ سے شیعہ حضرات کی محبوب شخصیت قادری صاحب ہیں انصاری صاحب نے قادری صاحب کی ایسی ہی غلطیوں کا فائدہ اٹھایا اور کتاب لکھ ماری، انصاری صاحب ''حجۃ الاسلام'' کی سینیے وہ بھی ان کے ایسے خبیث اور گندے عقائد کے پیش نظر کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ''ان سب کا کفر قطعی اور یقینی ہے'' ایسے بد بخت تبرائی شیعہ رافضیوں کو خیر البریہ کہنا پر لے درجہ کی جہالت، بے شرمی، بے حیائی اور بے حسی کی بات ہے اور مرتد ہونے کی نشانی ہے لہٰذا انصاری صاحب اپنے ایمان کی فکر کریں مگر میں کہتا ہوں انصاری صاحب کی یہ وکالت اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انصاری صاحب رافضی الاصل ہیں اور تقیہ کا روپ دھارے ہوئے ہیں انصاری صاحب کا جواب ہم نے ان کے ''حجۃ الاسلام، شیخ الاسلام، نابغہ عصر'' (نام لیتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کہ کوئی سابقہ یا لاحقہ چھوٹ نہ جائے) کے حوالہ سے بخوبی ثابت کر دیا کہ ''ان سب کا کفر قطعی اور یقینی ہے'' مگر یہاں ہم شیعہ مذہب کے عقیدہ امامت اور متعہ کا بھی مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

متعہ:

شیعہ مذہب میں متعہ فرض ہے اور کوئی ایسی نیکی نہیں جس کا ثواب متعہ سے بڑھ کر ہو دراصل شیعہ مذہب یہودیت سے ماخوذ ہے اور یہود ونصاریٰ کی معتبر ترین کتاب بائبل میں یہودی بدقماشوں نے انبیاء سے ایسی باتیں منسوب کی ہیں اور متعہ کو جائز قرار دیا گیا ہے تفصیل کے لیے ''بائبل اور محمد رسول ﷺ'' کا مطالعہ فرمایئے مگر شیعہ مذہب میں متعہ کو جائز ہی نہیں بلکہ فرض قرار دیا گیا ہے شریعت اسلامیہ میں متعہ اور زنا ایک ہی چیز ہے جبکہ شیعہ مذہب میں متعہ کا ثواب اس قدر ہے کہ

«هر كه يك بار متعه كند درجه او چوں حسن باشد و دوباره متعه كند درجه او چوں درجه حسين باشد وهركه سه بار كند درجه او چوں درجه على بن ابى طالب باشدو هر كه چهار بار متعه كند درجه او چوں درجه من باشد. » (تفسير منهاج الصادقين، ص:٢٥٦)

ایک دفعہ متعہ کرنے والے کو امام حسنؓ کا درجہ ملتا ہے دو دفعہ متعہ کرنے والے کو حضرت امام حسینؓ کا درجہ ملتا ہے تین بار متعہ کرنے والے کو حضرت امام علیؓ کا درجہ ملتا ہے اور چار دفعہ متعہ کرنے والے کو جناب رسولِ خدا کا درجہ ملتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

انصاری صاحب اس قدر متعہ کے فضائل ہیں اور آپ اپنی کتاب میں اسے نظر انداز کر گئے ہیں کیوں؟ اور کیا آپ کا شیعہ مذہب کی طرف جھکاؤ اسی متعہ کی وجہ سے تو نہیں؟ جب متعہ کرنے سے اتنا درجہ ملتا ہے تو پھر شریعت پر عمل پیرا ہونے کی سر دردی کوئی کیوں لے؟

ترک متعہ:

«نيز روايت است از حضرت پيغمبر كه هر كه از دنيا بيرون رفت ومتعه نه كرده باشد روز قيامت بد منظر وبد هيئت باشد آں سيكه بينى وگوش اُو بريده باشد.» (ايضاً، ص:٣٥٤)

''آنحضرت نے فرمایا کہ جو عورت اور مرد دنیا میں آیا اور متعہ کے بغیر مرگیا وہ

قیامت کے روز میدان میں اس حال میں لائے جائیں گے کہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے ہوں گے۔''

متعہ کا ثواب پڑھیے اور ترک متعہ کی سزا بھی دیکھیے باوجود اس کے

«عن زرارة قال جاء عبدالله بن عمير اليّ الٰى ابى جعفر فقال لهٗ ما تقولُ متعة النساء فقال احلَّهَا الله فى كتابهٖ وعلٰى لسان نبيّهٖ فَهِىَ حلالٌ الى يوم القيمة ...... فقال عبد الله بن عمير يسرك ان نسائك بناتك واخواتك وبنات عمّك يفعَلنَ فاعرض عنهٗ ابو جعفر حسين ذكر نساء وبنات عمهٖ.»

(فروع کافی: ۹۰/۲۔ تہذیب الاحکام، ج:۲، کتاب النکاح)

''زرارہ کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمیر امام محمد باقر کے پاس آئے اور کہا متعہ کے بارے میں کیا کہتے ہو امام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی زبان سے متعہ کو حلال کر دیا ہے تب ابن عمیر نے کہا کہ کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تیری عورتیں تیری بیٹیاں تیرے بیٹے اور تیری بہنیں متعہ کراتی پھریں پس امام باقر نے اپنی عورتوں بیٹیوں اور بہنوں کا نام سن کر منہ پھیر لیا۔''

سیّد ابوالقاسم حضرت جعفر صادق سے منسوب کرتا ہے:

«ما من رجل تمتّع ثم اغتسل الا خلق الله من كل قُطرة تقطر منهٗ سبعين ملكاً يستغفرون الى يوم القيمة. »

(برھان متعہ مولفہ سیّد ابوالقاسم)

جو شخص متعہ کرے پھر غسل جنابت کرے پانی کے ہر قطرے سے جو اس کے بدن سے گرے خدا تعالیٰ ستر ستر فرشتے پیدا کرتا ہے جو اس متعی شخص کے لیے قیامت تک مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ (خلاصہ منہج الصادقین: ۲۹۱/۲)

شاید شیعہ مذہب کی ان رنگینیوں کے سبب انصاری صاحب اور ان کے ممدوح قادری

صاحب کو ان سے کچھ خاص ہی لگاؤ ہے اور تو اور

«ولا بأس بالتمتع بالهاشمية.»

(تہذیب الاحکام: ۲۷۱/۷ مطبوعہ نجف اشرف)

''خاندانِ نبوت کی خواتین کے ساتھ بھی متعہ کرنے میں حرج نہیں۔''

آپ حضرات متعہ کا مطلب سمجھتے ہیں مگر عام قارئین کے لیے تھوڑی وضاحت ضروری ہے لغوی طور پر متعہ کا مطلب فائدہ کے ہیں اور شیعہ امامیہ کی اصطلاح میں متعہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مرد بغیر عورت کے ولی گواہوں اور نکاح خواں کے کسی بے خاوند غیر محرم عورت سے متعین وقت کے لیے خواہ دن ہو یا رات یا صرف گھنٹہ دو گھنٹے معاملہ طے کر کے اور اس وقت کے اندر وہ جماع اور ہم بستری کریں اور خوب داد عیش دیں متعہ کرنے والے مرد پر اس عورت کے نان ونفقہ لباس ورہائش وغیرہ کسی بوجھ کی ذمہ داری نہیں ہوتی بس مقرر کردہ اجرت ہی دینا پڑتی ہے اور خمینی صاحب لکھتے ہیں: ''متعہ کم سے کم مدت کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن بہرحال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے۔'' (تحریر الوسیلہ: ۲۹۰/۲)

پاکستان کے قحبہ خانوں میں ان کے مذہب کی وجہ سے باقاعدہ لائسنس دے کر بے حیائی کے فروغ کو تحفظ دیا گیا ہے۔

''پوشیدہ نہ رہے کہ زن بالغہ عاقلہ اگرچہ باکرہ ہو صحیح ترین اقوال کے مطابق اسے متعہ کرنے میں اجازت ولی کی احتیاج نہیں ہے۔'' (عجالہ حسنہ، ص: ۲۲)

اور قبل گزرنے عدت زوجہ کے سالی سے متعہ کرنا جائز ہے۔ (عجالہ حسنہ، ص: ۲۴)

ملا باقر مجلسی نے جو شیعہ حضرات کے دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے بہت بڑے مجتہد محدث اور محقق ساٹھ کتابوں کے مصنف بھی ہیں انھوں نے متعہ کی فضیلت پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جو فارسی زبان میں ہے اس کا اردو ترجمہ شیعہ عالم سیّد محمد جعفری قدسی جائسی نے کیا ہے جس کا نام عجالہ حسنہ ہے جو ۱۹۱۴ء میں امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور کا شائع کردہ ہے اس میں ایک طویل مگر من گھڑت اور جعلی حدیث حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت مقداد

بن الاسود رضی اللہ عنہا، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کی گئی ہے اور جسے صحیح بھی قرار دیا ہے اس میں ہے۔

ا: جو شخص اپنی عمر میں ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ اہل بہشت سے ہے دونوں (متعہ کرنے والے مرد وعورت) کا آپس میں گفتگو کرنا تسبیح کا مرتبہ رکھتا ہے جب مرد عورت کا بوسہ لیتا ہے خدا تعالیٰ ہر بوسہ پر انہیں ثواب حج وعمرہ بخشتا ہے جس وقت وہ عیش مباشرت میں مشغول رہتے ہیں پروردگار عالم ہر ایک لذت وشہوت پر ان کے حصہ میں پہاڑوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے وقت غسل جو قطرہ ان کے موئے بدن سے ٹپکتا ہے ہر ایک بوند بوند کے عوض میں دس ثواب عطا دس، دس گناہ معاف اور دس درجہ مراتب ان کے بلند کیے جاتے ہیں جس وقت فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں باری تعالیٰ عز اسمہ ہر قطرہ سے جو ان کے بدن سے جدا ہوتا ہے ایک ایسا مَلک (فرشتہ) خلق (پیدا) کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح وتقدیس ایزدی بجا لاتا ہے اور اس کا ثواب ان کو (یعنی متعہ کرنے والے مرد اور عورت کو) پہنچتا ہے۔"

(عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ مؤلفہ علامہ باقر مجلسی اصفہانی، ص ۱۴ تا ۱۶ مطبوعہ لاہور)

اس کے بعد ملا باقر مجلسی نے متعہ کی دوسری مختصر حدیث یہ بیان کی ہے حضرت سیّد عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے زنِ مومنہ سے متعہ کیا گویا اس نے ستر (۷۰) مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کی۔" (عجالہ حسنہ، ص:۱۶)

لواطت:

شیعہ مذہب میں لواطت تک جائز ہے چند حوالے پیش خدمت ہیں:

«سألت ابا عبدالله عليه السلام عن رجل يأتي اهله من خلفها قال هو أحد ما تيين فيه الغسل.»

(رسائل الشيعه: ۱۰۳/۷۔ الاستبصار: ۲۴۳/۲)

"میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے دبر میں وطی کرے تو کیا جائز ہے؟ تو فرمایا جائز ہے اور اس میں غسل بھی ہے۔"

«سألت ابا عبدالله عليه السلام او أخبرني من سأله عن الرجل يأتي المرأة في ذلك الموضع وفي البيت جماعة فقال بي ورفع صوته قال رسول الله ﷺ من كلف مملوكهٗ ما لا يطيق فليبعهٗ ثم نظر في وجوه اهل البيت ثم اصغى اليَّ فقال لا بأس به.»
(الاستبصار: ٣/٢٤٣۔ متمسك العروة الوثقى: ١٤/٦٢۔ وسائل الشيعه: ٧/١٠٣، باب عدم تحريم وطى الزوجه والسرية فى الدبر)

''میں نے امام جعفر صادق سے روایت کیا یا مجھے ایسے شخص نے خبر دی جس نے سوال کیا تھا کہ اپنی عورت کی دبر میں دخول کرنا کیسا ہے؟ اس وقت چونکہ آپ کے پاس بہت سے آدمی بیٹھے تھے آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اپنے غلام سے اس کی طاقت سے زیادہ خدمت لینی جائز نہیں غرض یہ تھی کہ اور لوگ یہ سمجھیں کہ اس نے غلام سے متعلق کوئی مسئلہ دریافت کیا ہے راوی کہتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے چہرہ کو دیکھ کر آپ نے اپنا چہرہ جھکا کر مجھے چپکے سے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کرلیا کرو۔''

«سألت ابا عبدالله عن الرجل يأتي المرأة في دبرها قال لا بأس به اذا رضيت.» (الاستبصار: ٣/٢٤٣۔ العروة الوثقى: ١٤/٦٢۔ رسائل سيعه: ٧/١٠٣)

''میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ کیا آدمی عورت کی دبر میں وطی کرسکتا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ عورت ایسا کرنے پر راضی ہوجائے پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔''

خمینی نے بھی لکھا ہے کہ مشہور اور قوی مذہب یہی ہے کہ اپنی عورت سے لواطت جائز ہے۔'' (تحریر الوسیلۃ، ص:۲۴۱)

عقیدۂ امامت:

شیعہ کا عقیدہ امامت انتہائی خطرناک ہے ہم حیران ہیں کہ قادیانی اگر مرزا غلام احمد

قادیانی ملعون پر وحی آنے کا عقیدہ رکھیں تو کافر مگر شیعہ رافضی اپنے بارہ ائمہ کے متعلق یہی عقیدہ رکھیں اور مسلمان؟

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: ❶ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کی شہادت۔ ❷ نماز۔ ❸ زکوٰۃ۔ ❹ حج۔ ❺ روزہ۔ (متفق علیہ)

مگر شیعہ مذہب میں بروایت امام ابوجعفر محمد باقر انھوں نے فرمایا کہ:

«بنی الاسلام علی خمس علی الصلوة والزکوة والصوم والحج والولایة ولم یناد بشیء ما نودی بالولایة.»

(اصول کافی: ۱۸/۲ طبع ایران)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور امامت اور ان ارکان میں سے کسی رکن کے بارے میں اتنا اہم اعلان اور تاکید نہیں کی گئی جتنی کہ امامت کے بارے میں۔

شیعہ کے معتبر اور مشہور راوی ''ابوبصیر نے امام باقر سے دریافت کیا کہ ان پانچ ارکان اسلام میں سے کون سا رکن افضل ہے؟ فقال الولایة افضل. (اصولِ کافی: ۱۸/۲ طبع ایران) تو انھوں نے فرمایا کہ عقیدہ امامت کا ماننا افضل ہے۔

«الامام المطهر من الذنوب والمبرء من العيوب.» (اصولِ کافی: ۲۰۰/۱)

امام تمام گناہوں اور عیوب سے پاک اور مبرا ہوتا ہے، پھر آگے فرمایا:

«فهو معصوم مؤيد موفق مسدد قد امن من الخطايا والزلل والعثار يخصه الله بذالك ليكون حجة على عباده وشاهده على خلقه.» (اصولِ کافی: ۲۰۳/۱ طبع ایران)

وہ معصوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و توفیق اسے حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے سیدھا راستہ پر رکھا ہوتا ہے بلاشبہ وہ (ہر) غلطی بھول چوک اور لغزش سے محفوظ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ

اسے معصومیت کی اس دولت سے اس لیے مخصوص کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر حجت اور اس کی مخلوق پر شاہد ہو۔

«اما علمت ان الدنیا والآخرة للامام یضعها حیث شآء ویدفعها الٰی من یشآء.» (اصولِ کافی: ۴۰۹/۱ طبع ایران)

کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ تمام دنیا اور آخرت امام کی ملکیت ہے وہ جس کو چاہیں دے دیں اور جس کو چاہیں عطا فرما دیں۔"

شیعہ رافضی مذہب کے ترجمان اعظم ان کے خاتم المحدثین علامہ باقر مجلسی نے اپنے ائمہ معصومین کی روایات کے حوالہ سے صراحت اور صفائی کے ساتھ لکھا ہے کہ امامت کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے۔ چنانچہ حیات القلوب میں لکھا ہے۔

«مرتبہ امامت بالا تر از مرتبہ پیغمبری است.» (حیات القلوب: ۱۰/۳)

امامت کا رتبہ نبوت کے مرتبہ سے بالاتر ہے آگے مجلسی بطور دلیل لکھتے ہیں کہ "چنانچہ حق تعالیٰ بعد از نبوت بحضرت ابراہیم خطاب فرمودہ کہ «انی جاعلك للناس اماما».

(حیات القلوب: ۱۰/۳)

ائمہ کے کندھے پر مہر امامت بھی ثبت ہوتی ہے۔ (چودہ ستارے)

محمد حسین ڈھکو شیعہ مجتہد لکھتا ہے:

"امام کے وہی فرائض ہیں جو ایک نبی اور رسول کے ہوتے ہیں امام امور دینی و دنیا دونوں کی اصلاح کا کفیل ہوتا ہے اس لیے اس میں تمام صفات جمیلہ کا ہونا ضروری ہے جو ایک نبی کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔" (اثبات امامت، ص: ۲۲)

شیعہ مجتہد عبدالعلی ہروی لکھتے ہیں: "امام حجۃ اللہ نمونہ صفات الٰہی و معلم بتعلیم الٰہی ہوتے ہیں۔" (مواعظ حسنہ، ص: ۲۰۵)

[illegible] "امام حاضر و ناظر ہوتا ہے۔" (مواعظ حسنہ، ص: ۲۷) "وحی شرط امامت ہے اور ہر فعل امام و قول امام تابع وحی الٰہی ہوتا ہے۔" (مواعظ حسنہ، ص: ۹۱) خمینی لکھتا ہے: "ہمارے مذہب کا بنیادی

اور اساسی عقیدہ ہے کہ ہمارے امام اس مقام و مرتبہ کے مالک ہیں جس تک کوئی فرشتہ کوئی مقرب اور نبی و مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (الحكومة الاسلاميه للخميني، ص:۷۱)

''ائمہ کو اس بات کا علم ہے کہ وہ کب مریں گے اور ائمہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں۔'' (الاصول من الكافي: ۱/۲۵۸)

''ان کے پاس ایسا علم ہے جس کا متحمل نہ کوئی مقرب فرشتہ ہو سکتا ہے نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول۔'' (ایضا: ۱/۳۹۳)

''ائمہ اطہار جناب سرور کائنات ﷺ کے دیگر تمام انبیاء اور اولوا العزم وغیرہم سے افضل و اشرف ہیں۔'' (احسن الفوائد شرح العقائد، ص: ۴۰۰ طبع پاکستان)

ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ کہ خود ساختہ ائمہ انبیاء سے افضل ہیں وحی بھی شرط امامت ہے ان کے کندھے پر مہر امامت بھی ثبت ہے اور مذکورہ تمام باتوں کے پیش نظر ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ رافضیہ اپنے اس عقیدہ کی وجہ سے فی الحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں حضرت شاہ ولی اللہ نے کتب شیعہ کے مطالعہ اور اپنی خداداد فکر و بصیرت سے یقین کے ساتھ سمجھا اور صراحت کے ساتھ فرمایا کہ

«امام باصلاح ايشان معصوم مفترض الطاعة منصوب الخلق است و وحى باطنى در حق امام تجويز نمايند پس در حقيقت ختم نبوت را منكر اندگو بزبان آنحضرت ﷺ را خاتم الانبياء ميگفته باشند.» (تفهيمات الٰهيه: ۲۲٤)

شیعہ رافضیہ کی اصطلاح اور ان کے عقیدہ میں امام کی شان یہ ہے کہ وہ معصوم ہوتا ہے اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے اور مخلوق کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتا ہے اور شیعہ رافضیہ امام کے حق وحی باطنی کے قائل ہیں لیکن فی الحقیقت وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اگرچہ زبان سے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کہتے ہیں (جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی بھی زبان سے آپ کو خاتم النبیین کہتے ہیں تدبر)

کربلا کی کعبہ پر فضیلت:

مکہ مکرمہ جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿للذی ببکة مبارکاً وهدی للعالمین﴾

لیکن شیعہ حضرات کے نزدیک کربلا کو کعبہ پر بھی فضیلت حاصل ہے چنانچہ انھوں نے حضرت جعفر صادق سے ایک من گھڑت روایت منسوب کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ بلاشبہ زمین کے مختلف خطوں نے ایک دوسرے پر فضیلت اور برتری کا دعویٰ کیا مقابلہ میں کعبۃ اللہ نے بھی کربلا پر اپنے فخر اور برتری کا دعویٰ کیا۔

«حق تعالیٰ وحی فرمود بکعبة که ساکت شود فخر کربلا مکن.»

(حق الیقین، ص:۱٤۵)

''تو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو وحی بھیجی کہ خاموش ہو جاؤ کربلا پر فخر و برتری کا دعویٰ مت کرو۔''

یہ توہین بھی انہیں کے حصہ میں آئی ہے شیطانی وحی کے پیروکاروں کو یہی باتیں زیب دیتی ہیں ممکن ہے شیعہ امیر مینائی کی بات میں یہ جواب دیں:

دیر کی تحقیر کر اتنی نہ اے شیخ حرم
آج کعبہ بن گیا کل تک یہی بت خانہ تھا

مقام کربلا کی خاک کی ٹکیہ کو سجدہ کرتے ہیں مگر حیرت ہے کہ مٹی اور پتھر کے بتوں کو سجدہ کرنے والے تو کافر ہیں اور یہ مومن کہلائیں؟

شیعہ کا عقیدہ بداء:

شیعیت کا عقیدہ بداء بھی درحقیقت بائبل سے چربہ اور یہود کی اختراع ہے شیعیت کا جد امجد عبداللہ بن سبا چونکہ یہودی تھا لہٰذا یہود کا یہ عقیدہ شیعیت میں منتقل ہو گیا جو قارئین تقابل ادیان کا ذوق رکھتے ہیں یا جنہوں نے بائبل کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ''خدا پشیمان ہوتا ہے'' ''خدا ملول ہوتا ہے'' (بعض اوقات تخلیق کا کام کر کے اس کے نتیجہ سے بے خبر ہوتا ہے مگر

نتیجہ دیکھ کر پشیمان ہوتا ہے'' ''بھول جاتا ہے'' ''خطا کرتا ہے'' یہ سب یہود کی کارستانیاں ہیں جو شیعیت میں منتقل ہو گئیں اہل اسلام کا یہ قطعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازل و ابد کو محیط ہے اور کوئی بھی ہونے والا واقعہ اس سے مخفی نہیں اور اس کے فیصلہ میں کبھی غلطی نہیں ہوئی اور نہ ہوتی ہے مگر شیعہ حضرات کے نزدیک بداء کا عقیدہ رکھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے چنانچہ اصول کافی میں ہے:

«عن احدهما عليها السلام قال ما عبد الله بشيء مثل البداء.»

(اصول کافی کتاب التوحید باب بست وچهارم باب البداء ص ۲۲۸ طبع لکھنو: ۱/۱٤٦ طبع تهران)

«ما عظم الله بمثل البداء.» (طبع تهران: ۱/۱٤٦)

یعنی اللہ تعالیٰ کی تعظیم جیسے بداء سے ہوتی ہے اور کسی چیز سے نہیں ہوتی بداء کے معنی ظہور وانکشاف کے ہیں یعنی پہلے ایک چیز معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں ہوتی پھر وہ اس پر ظاہر ہوتی ہے اور اس کا ظہور ہو جاتا ہے بالفاظ دیگر معاذ اللہ اللہ تعالیٰ ایک چیز کو نہیں جانتا اور اس سے جاہل رہتا ہے پھر وہ چیز اس پر واضح ہو جاتی ہے اور اس کو اس کا علم ہو جاتا ہے معاذ اللہ شیعی عقیدہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کو جاہل جاننا ایک بہت بڑی عبادت ہے کہ اس جیسی اور کوئی عبادت نہیں شیعہ حضرات تقیہ سے کام لیتے ہوئے عوام کو غلط فہمی اور اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بداء کا یہ معنی ومفہوم نہیں مگر یہ سب حیلے بہانے اور عام لوگوں کو تقیہ سے کام لے کر بے وقوف بناتے ہیں جبکہ ان کی معتبر ترین کتاب ''مصدقہ امام غائب'' اصولی کافی میں ہی تحریر ہے۔

«بداء الله في ابي محمد بعد ابي جعفر ما لم يكن تعرف له كما بداء له في موسىٰ بعد مضى اسماعيل ما كشف به عن حاله.»

(اصول کافی کتاب الحجة باب هفتاد وچهارم طبع لکھنو، ص۳۸۲ طبع تهران: ۱/۳۲۷)

ظاہر ہوا اللہ تعالیٰ پر ابو جعفر کے بعد ابو محمد کے بارے میں وہ سب کچھ جو اس سے پہلے اس پر منکشف نہ ہوا تھا جیسا کہ ظاہر ہوا خدا کے لیے موسیٰ کے بارے میں اسمٰعیل کے بعد (یعنی موسیٰ کاظم اور اسمٰعیل پسران جعفر بن محمد) وہ کچھ جس سے اس کا حال منکشف ہو گیا۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ایک چیز پہلے معلوم نہ تھی اور بعد کو معلوم ہوئی۔

شیعہ حضرات جب اپنے امام علی نقی اور حسن عسکری کی قبر پر حاضر ہوتے ہیں تو بتکرار یہ پڑھتے ہیں:

«السلام عليكما يامن بدا للّٰه فى شأنكما.»

''سلامتی ہو تم پر دو شخصیتو تمہارے بارے میں اللہ کے علم میں نئی بات آئی۔''

حالانکہ یہ جاہل نہیں جانتے کہ اس میں اللہ ربّ العزت کی ذات گرامی کی حکمت، ارادہ، علم اور سلطنت کی توہین ہے تنقیص ہے، ایک طرف تو حضرت علی رضی اللہ عنہ باب علم ہیں عالم الغیب ما کان وما یکون کے عالم ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے علم کی اس طرح توہین کرتے ہیں بداء کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جعفر صادق نے منجانب اللہ تعالیٰ اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کے بارے میں یہ اعلان کیا کہ وہ میرے بعد امام ہوگا گویا اللہ تعالیٰ کے اعلان کے بعد حضرت جعفر صادق کی وفات کے بعد ان کے بڑے بیٹے اسماعیل کو امامت ملنا تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ اسمٰعیل سے بعد اعلان امامت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی ایسا کام سرزد ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ پسند نہ آیا اور اسمٰعیل اپنے والد حضرت جعفر کی زندگی میں ہی وفات پا گئے اور ان کے بارے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صحیح اور درست ثابت نہ ہوا لیکن امام جعفر کے آدھے مرید و عقیدت مند اسماعیل ہی کی امامت کے قائل رہے یہی فرقہ اسماعیلی اور آغا خانی کہلاتا ہے جو شیعہ کا ایک فرقہ ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کا پہلا فیصلہ اور اعلان غلط ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسماعیل کے چھوٹے بھائی موسیٰ کاظم کو امام جعفر صادق کے بعد امامت عطا کر دی اور وہ امام قرار پائے پھر اللہ تعالیٰ کے بداء کا ظہور دوسری مرتبہ یوں ہوا کہ امام تقی کے بڑے بیٹے امام ابو جعفر محمد کی امامت کا منجانب اللہ اعلان کیا گیا کہ امام تقی کے بعد ان کے

بیٹے ابوجعفر محمد امام ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ کا اعلان اور فیصلہ اس موقع پر بھی درست اور صحیح ثابت نہ ہوا اس لیے کہ امام ابوجعفر محمد کی وفات اپنے باپ کی زندگی میں ہی ہوگئی اور امامت ابومحمد حسن عسکری کو مل گئی۔ یہ دونوں عقائد بائبل سے چربہ ہیں۔

نمبرا: پہلوٹا وارث ہوگا دوسرا یہ کہ اللہ کو بداء ہوجاتا ہے وہی یہود والی خصلت اور عقیدہ، جبکہ دوسری طرف یہ بھی عقیدہ ہے کہ

«ان الائمة علیهم السلام یعلمون ما کان وما یوکن وانهٗ لا یخفیٰ علیهم شیء صلوٰت الله علیهم.» (اصولِ کافی: ۲۶۰/۱)

بے شک حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ جو کچھ پہلے ہو چکا اس کو بھی اور جو کچھ آئندہ ہوگا اس کو بھی جانتے ہیں اور ان پر کوئی شے مخفی نہیں۔

پس معلوم ہوا ان کے نزدیک اللہ، رسول، قرآن سب کی حیثیت ثانوی ہے ائمہ اور امامت سب سے اہم ہے یہ اصل ہے باقی فرع۔

تقیہ:

پولوس یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بعد تقیہ سے کام لیا اور عیسائیت اختیار کی ''وہ سب کے لیے سب کچھ بنا ہوا تھا'' شریعت والوں کے لیے شریعت ''کا پابند'' اور بے شریعت لوگوں کے لیے بے شریعت [illegible] جھوٹ کا دوسرا نام تقیہ ہے اسلام میں (بغیر کسی شدید مجبوری کے) جھوٹ بولنا بڑا گناہ اور کبیرہ جرم ہے مگر شیعہ رافضیوں کے نزدیک اصل بات کو چھپانا جھوٹ بولنا اور تقیہ کرنا حقیقی دین ہے بلکہ ان کے نزدیک دین کے نو حصے جھوٹ اور تقیہ میں مضمر ہیں لہٰذا ان کی معتبر ترین کتاب اصول کافی میں تقیہ کا مستقل باب ہے۔ امام ابوعبداللہ جعفر صادق کا بیان لکھا ہے [illegible]

«ان تسعة اعشار الدین فی التقیة ولا دین لمن لا تقیة له [illegible]» (اصول کافی: ۲/۲۱۷ طبع تہران)

بے شک دین کے نو حصے تقیہ میں ہیں اور جو شخص تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے [illegible]

روافض کے مشہور مستند اور محقق صدوق بن بابویہ قمی اپنے رسالہ اعتقادیہ میں لکھتے ہیں:

«والتقية واجبة لا يجوز رفعها الٰى يخرج القائم فمن تركها قبل خروجه فقد خرج عن دين الله تعالٰى ومن دين الامامية وخالف الله ورسوله والائمة.»

(رسالہ اعتقادیہ مع اردو شرح احسن الفوائد، ص:۴۷۲ سرگودھا)

”تقیہ واجب ہے اور اس کا ترک کرنا جائز نہیں اس وقت تک جب تک القائم امام مہدی کا ظہور نہ ہو جس نے ان کے ظہور سے پہلے اسے چھوڑا تو وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور امامیہ (روافض) کے دین سے نکل جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور حضرات ائمہ کا مخالف ہوگا۔“

امام ابوعبداللہ جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں:

«سمعت ابی یقول لا واللّٰه ما علىٰ وجه الارض شیء احبّ الی من التقية يا حبيب انه من كانت له تقيه رفعه الله يا حبيب انه من لم تكن له تقية وضعه الله»

(اصول کافی ۲/۲۱۷ طبع ایران، ومع الصافی جز چہارم حصہ دوم، ص۱۴)

”میں نے اپنے والد محترم سے سنا انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم روئے زمین پر مجھے کوئی چیز تقیہ سے زیادہ پسند نہیں (امام جعفر صادق فرماتے ہیں) اے حبیب (بن بشر) جو شخص تقیہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا اور جو تقیہ نہیں کرے گا اسے ذلیل کرے گا۔“

شیعہ قرآن کی نگاہ میں (تمام انبیاء تک کے شیعہ ہونے کا دعویٰ):

۱: انصاری صاحب اپنے گرو قادری صاحب سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے اور لکھتے ہیں:

خدائے لم یزل نے اپنے مقدس کلام پاک میں سابقہ تمام انبیاء و رسل کی امتوں کو شیعہ کے بابرکت نام سے یاد فرمایا جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿ولقد ارسلنا من قبلك في

شیع الاولین﴾ ''اے محبوب آپ سے پہلے ہم نے سابقہ شیعوں میں رسل بھیجے۔''

۲: ﴿ثم لننزعن من کل شیعة ایهم اشد علی الرحمٰن عتیا﴾

پھر ہم چن کر الگ کرلیں گے ہر امت سے ان لوگوں کو جو خداوند رحمٰن کے سخت نافرمان تھے اس آیت کی تشریح یہ ہے کہ بروز قیامت ہر امت میں سے ان لوگوں کو علیحدہ کردیا جائے گا جو جہنمی اور دوزخی ہیں (یہاں انصاری صاحب کو مشکل پیش آئی لہٰذا تاویل یوں کرتے ہیں) اور یہ کل مجموعی نہیں بلکہ انفرادی ہے اور من کل شیعۃ کا ترجمہ من کل امۃ ہے۔ جناب حزقیل جناب موسیٰ کے شیعہ تھے۔

۳: ﴿وجاء رجل من اقصا المدینة یسعی قال یموسی ان الملا یاتمرون بك یقتلوك فاخرج انی لك من الناصحین﴾

اور ایک آدمی شہر کے آخری گوشہ سے دوڑتا ہوا آیا اس نے آکر بتایا اے موسیٰ سردار لوگ سازش کررہے ہیں کہ آپ کو قتل کرڈالیں لہٰذا یہاں سے نکل چلو بے شک میں آپ کا خیر خواہ ہوں امام بغوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں (وجاء رجل) من شیعہ موسیٰ یعنی جناب موسیٰ کی امداد کرنے والے کو شیعہ کہا گیا ہے۔

۴: جناب ابراہیم جناب نوح کے شیعہ تھے:

وان من شیعتہ لابراھیم بے شک جناب ابراہیم جناب نوح کے شیعہ تھے حضرت عباس فرماتے ہیں کہ ان من شیعتہ لابراھیم کا معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اصلی دین سے تھے۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کی سنت اور ان کے طریقے پر تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلیل اللہ کو شیعہ کہہ دیا قرآن میں ربّ نے
وہ شیعہ بھی نبی کا ہے حدیثوں نے بتایا

اگر شیعہ ہیں کافر تو نیا کعبہ بنا لو ناں
کہ یہ کعبہ تو دو معصوم شیعوں نے بنایا ❶

۵: ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خیر البریة﴾ اس آیت سے نتیجہ نکالا کہ شیعہ تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ (خادم دین متین)

جواب نمبرا:

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں شیعہ نقلی دلائل پیش کرنے میں اکذب الناس ہیں اور عقلی دلائل کے ذکر و بیان میں اجہل الناس ہیں یہی وجہ ہے کہ علماء انہیں اجہل الطوائف کہتے چلے آئے ہیں۔ (المنتقی من منهاج السنه، ص:۲۸)

اس کا عملی مشاہدہ انصاری صاحب کے عقلی ونقلی دلائل ہیں جن صاحب کا مبلغ علم یہ ہے کہ لفظ ''شیعہ'' اور ''رافضیہ امامیہ شیعہ'' کا فرق کرنا نہیں جانتے وہ علمی خیانتیں کا جواب لکھنے بیٹھ گئے ہیں دراصل لغت میں ہر جماعت ہر گروہ کو شیعہ کہا جاتا ہے اگر گروہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے تو شیعان موسیٰ علیہ السلام اور اگر گروہ فرعون کا ہے تو شیعان فرعون حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ کے گروہ کو شیعان علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو شیعان معاویہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا بعد میں یہی لفظ سبائیوں نے اپنے لیے پسند کیا اور شیعہ کہلوانے لگے یہ وہی ''سبائی رافضی امامیہ شیعہ ہیں'' جن کا جد امجد عبداللہ بن سبا تھا۔

مشہور شیعہ علامہ طبرسی لکھتے ہیں:

۱۔ «الشیعه الفرق وکل فرقة شیعة علیحدة وشیعة فلان اتباعه.»

(مجمع البیان: ۳۱٤/۲)

❶ انصاری صاحب کے نقل کردہ اشعار کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں اور ہم کچھ کیوں کہیں جبکہ اللہ کے قرآن سے ہمیں معلوم ہوتا ہے: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ (الشعراء:۲۲٤) ''اور شاعروں کی اتباع گمراہ ہی کرتے ہیں۔'' ہر اس میدان میں شاعر لوگوں کو اپنا کلام پیش کرتے ہیں جس کا انھیں کچھ علم نہیں ہوتا شاعر جتنا بڑا جھوٹ کہے جتنی دور کی کوڑی لائے اور جتنی ناممکن العمل بات کرے اتنا ہی فنکار سمجھا جاتا ہے شاعروں کا کلام تو یہ ہے

ع اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں چاک

''شیع فرقوں کو کہتے ہیں اور ہر ایک الگ الگ فرقہ کو شیعہ کہا جاتا ہے اور شیعہ فلاں بول کر اس کے اتباع مراد لیے جاتے ہیں۔''

اگر یہ کہا جائے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہیں لہٰذا ہم شیعان علی رضی اللہ عنہ ہیں تو یہ جھوٹ اور کذب بیانی ہے شیعہ رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن اور مخالف ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیّدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ان کی امامت میں نمازیں پڑھیں حج کیے اپنی بیٹی امّ کلثوم کا نکاح سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا وہ قرآنِ مجید کو لاریب سمجھتے تھے اور بعض لوگ جو اس عقیدہ کے تھے جو امامیہ شیعوں کا ہے انہیں جلا دیا تھا۔

۲: «الشيعة الجماعة المتعاونون على امرا والمتبعون لعقيدة.»

(الميزان في تفسير القرآن: ۸۹/۱٤)

''شیعہ اس جماعت کو کہتے ہیں جو کسی ایک امر میں ایک دوسرے کے معاون ومددگار یا کسی خاص عقیدے کے پیروکار ہوں۔''

مذہب پر شیعہ کا لفظ کہیں بھی استعمال نہیں ہوا فاضل شیعہ کی اس پیش کردہ وضاحت میں لفظ شیعہ اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے گروہ کے لیے استعمال ہوا مذہب پر شیعہ کا لفظ کہیں بھی استعمال نہیں ہوا۔

۳: مشہور شیعہ عالم نوبختی ''فرق الشیعہ'' میں لکھتے ہیں شیعہ علی بن ابی طالب کی جماعت کو کہتے ہیں حضرت علی کے زمانہ میں انہیں شیعہ علی کہا جاتا تھا اس کے بعد صرف شیعہ کہا جانے لگا۔ یہ حضرت علی کی امامت کے قائل ہیں شیعہ تین فرقوں میں بٹ گئے ہیں ایک فرقہ کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی امام ہیں ان کی اطاعت فرض ہے۔ اور ان کے بعد بھی امامت کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ قریب اور حقدار تھے اور یہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو صحیح قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے خود اقتدار ان کے سپرد کیا تھا اور اس بات پر خوش

تھے اور علی نے مجبور ہو کر نہیں بلکہ خوش دلی سے دونوں کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔"

(فرق الشیعہ ابومحمد حسن بن موسیٰ نو بختی، ص:۳۹ تا ۴۲ مطبع الحیدریہ)

۴: مشہور عربی زبان دان ابن منظور افریقی لکھتے ہیں "شیعہ لوگوں کے اس گروہ کو کہا جاتا ہے جو کسی ایک چیز پر اتفاق رکھتے ہوں لیکن اب زیادہ تر ان کے بارے میں بولا جانے لگا ہے جو حضرت علی اور ان کے اہل بیت کے (نام نہاد) پیروکار ہیں۔"

(لسان العرب: ۱۸۸/۸)

۵: ہر وہ گروہ جو کسی ایک چیز پر متفق ہو جائے اسے شیعہ کہا جائے گا جو بھی کسی دوسرے آدمی کی مدد کرے یا اس کے گروہ میں شامل ہو جائے اسے کہا جائے گا "شیعة لـه" شیعہ مشایعة سے ماخوذ ہے جس کے معنی اطاعت گزاری اور اتباع کے ہیں۔

(تاج العروس: ۴۰۵/۵)

آپ نے دیکھا شیعہ باقاعدہ کسی مذہب کا نام نہیں دراصل شیعہ امامیہ سبائی رافضی ہیں لہٰذا سبائی کہلانے سے ہر سننے والا جان لیتا ہے کہ یہ عبداللہ بن سبا کے پیروکار ہیں ان کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں لہٰذا سبائیوں نے تقیہ سے کام لے کر سبائیت کی بجائے شیعیت نام اختیار کر لیا اسی طرح رافضی کہنے سے بھی ہر صاحب علم سمجھ لیتا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگنے والے ان سے غداری کرنے والے اور ان کو قتل کرنے والے ہیں۔ لہٰذا رافضیوں نے اپنے لیے لفظ شیعہ مشہور کیا اور "شیعہ امامیہ" کے نام سے الگ مذہب بنا لیا حقیقت میں یہ عبداللہ بن سبا کا گروہ ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ عیسائیوں کا بھی دعویٰ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا گروہ ہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے پولوس (Paul) یہودی کے پیروکار ہیں عیسائیوں نے عموماً اپنی بستیوں کا نام "اللہ کی بستی"، "خدا کی بستی"، "پاک لوگوں کی بستی" رکھا ہوتا ہے حالانکہ ان کی حقیقت واصلیت سے سبھی واقف ہیں لہٰذا صرف دعویٰ تو کوئی بھی کر سکتا ہے اصل چیز تو عقائد ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فلاں گروہ کس کا پیروکار ہے۔

سبائیت:

شیعہ امامیہ دراصل عبداللہ بن سبا یہودی کے پیروکار ہیں جنہوں نے تقیہ کا لبادہ اوڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آل علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا جھوٹا دعویٰ کیا اصل مقصد اسلام کا حلیہ بگاڑنا تھا۔

«ان عبدالله بن سبا كان يهوديا فاسلم والى عليه السلام وكان يقول وهو علٰى يهوديته فى يوشع بن نون وصى موسٰى باالغلو فقال فى اسلامه بعد وفات رسول الله ﷺ فى على عليه السلام مشعل ذلك وكان اوّلُ من اشهر القول بغرض من امامة علىّ واظهر البراءةَ من اعدائه وكاشف مخالفيه واكفرهم فمن هٰهُنا قال من خالف الشيعة اصل الشيع ماخوذ من اليهودية.» (رجال كشى، ص: ۱۰۸ علامه كشى۔ فرق الشيعه، صص۳۰۔ تنقيح المقال، ص:۸۷۔ بحار الانوار: ۲۸۷/۲۵)

”عبداللہ بن سبا یہودی تھا پھر وہ اسلام لایا اور اس نے علی علیہ السلام سے محبت کی اور وہ اپنے زمانہ یہودیت میں یوشع بن نون وصی موسیٰ کے بارے میں غلو کیا کرتا تھا پھر وہ اپنے اسلام کے زمانہ میں حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ویسا ہی غلو کرنے لگا یہ ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے امامت علی علیہ السلام کے فرض ہونے کی شہرت کی اور ان کے دشمنوں پر تبرا کیا اور ان کے مخالفین سے کھیل کھیلا اور ان کی تکفیر کی یہی وجہ ہے کہ جو لوگ شیعوں کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ شیعیت کی بنیاد یہودیت سے ماخوذ کی گئی۔“

شیعہ حضرات کی بہت سی معتبر ترین کتب میں عبداللہ ابن سبا کی تفصیل ملتی ہے بہرحال جس طرح حضرت عیسیٰ کے بعد ان کے حقیقی وارثوں حواریوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے پولوس یہودی نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ کر عیسائیت کا حلیہ بگاڑ دیا شریعت کو لعنت کا نام دے کر عیسیٰ کی الوہیت کا راگ پیٹنے لگا، بعینہٖ عبداللہ بن سبا نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر شیعہ امامیہ کو جنم دیا جنہوں نے اسلام کا حلیہ بگاڑنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی مگر انہیں پولوس کی طرح

کامیابی نہ مل سکی اگرچہ انھوں نے کافی حد تک اسلام کو نقصان پہنچایا اور پہنچا رہے ہیں۔ عبداللہ بن سبا صنعا یمن کا یہودی عالم تھا ان لوگوں نے ''حب علی رضی اللہ عنہ'' کے پرفریب نعروں سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو مظلوم شہید کرایا جمل وصفین کی ہولناکیوں کے پس پردہ یہی لوگ تھے اسی گروہ کے ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ملت کے دشمن اسی کے حواریوں نے سبط پیغمبر نواسہ رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت وبیعت کر لینے کی وجہ سے ''مذل المومنین'' اور ''مسود المسلمین'' ''مومنوں کو ذلیل کرنے والے''، ''مومنوں کو روسیاہ کرنے والے'' القابات سے نوازا ان پر خنجر کا وار کیا۔

(جلاء العیون باقر مجلسی)

انہیں بدبخت سبائیوں نے ریحانہ بتول حضرت حسین رضی اللہ عنہ مظلوم کو خط لکھ کر بلایا پھر مظلوم بے یار ومددگار انہیں شہید کر دیا اور قافلہ اہل بیت سے بددعائیں لے کر رونا پیٹنا اپنا مقدر بنا لیا عبداللہ بن سبا اور اس کی پیروکار ذریت کے یہ اسلام سوز مسلم کش کارنامے تاریخ کی سب معتبر کتب کے علاوہ شیعہ کی علم اسماء الرجال اور دیگر دوسری کتب میں صراحت سے موجود ہیں اس نے اپنی پر تقیہ خفیہ تحریک سے صحابہ واہل بیت کے قتل ہی کا کام نہ لیا بلکہ اسلام کے اساسی عقائد پر تیشہ چلایا عبداللہ بن سبا نے اپنے شیعوں کو یہ سبق بھی پڑھایا کہ فرشتے نے وحی لانے میں بھول کی ہے اور یہ بھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دنیا میں خدا کا روپ ہیں حضرت علی کے علم میں یہ بات آئی تو انھوں نے اس گروہ کے بعض لوگوں کو جس کا انہیں علم ہوسکا زندہ جلا دیا تھا جیسے صحیح بخاری اور امام ابن تیمیہ کی منہاج السنہ میں صراحت ہے شیعہ کی رجال کشی میں حضرت جعفر صادق نے ستر (۷۰) آدمیوں کے جلانے کا ذکر کیا ہے جو بچ گئے انھوں نے تقیہ اختیار کیا اور ابن سبا مردود کو حضرت ابن عباس کے مشورہ سے جلایا نہیں گیا بلکہ اسے بددعا دے کر جنگل میں ہانک دیا اصل میں یہ لوگ شیعہ ابن سبا ہیں اس کی ذریت اس کا گروہ اور اس کے پیروکار ہیں پس اگر ہمت ہے تو ''سبائیت'' کا لفظ قرآن سے دکھائیں؟

رافضی:

اہل تشیع کا اپنے آپ کو شیعہ کہنا ان کی کتابوں سے ثابت نہیں بلکہ "امام جعفر صادق" نے ان کو رافضی کے نام سے ملقب کیا ہے ان سے سوال کیا گیا:

«قال ابو عبدالله عليه السلام الرافضة؟ قال قلت نعم قال لا والله ما هم سمو كم.» (روضة الكافى: ٤٧/١)

"کیا اہل تشیع کا نام رافضی ہے فرماتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم تمہارا یہ نام خدا نے رکھا ہے انھوں (مخالفوں) نے نہیں رکھا۔"

پس اگر ہمت ہے تو رافضی کا نام قرآن سے دکھائیں۔

پہلی امتوں کے شیعہ ہونے کا دعویٰ:

﴿ولقد ارسلنا من قبلك فى شيع الاولين﴾ اے محبوب آپ سے پہلے ہم نے سابقہ شیعوں میں رسل بھیجے۔ انصاری صاحب نے یہاں تحریف معنوی سے کام لیا آیت کا صحیح ترجمہ یوں ہے آپ سے پہلی امتوں میں ہم نے رسل بھیجے، اس کی تائید قرآنِ کریم کے دوسرے مقام سے ہوتی ہے: ﴿وان من امة الا خلا فيها نذير﴾ انصاری صاحب اتنے جاہل ہیں کہ یہ تک نہیں جانتے کہ "شیعہ امامیہ" مذہب کی ابتداء کب ہوئی؟ اور سابقہ تمام امتوں کو شیعہ بنا دیا حالانکہ پہلی امتوں کی اکثریت گمراہی میں مبتلا رہی انھوں نے انبیاء کو جھٹلایا قتل ناحق کیا مثلاً قوم نوح، یہود و نصاریٰ، قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ثم لننزعن من كل شيعة ايهم على الرحمن عتيا﴾ پھر ہم چن کر الگ کر لیں گے ایسے گروہوں کو جو رحمٰن کے سخت نافرمان ہیں۔ اگر یہاں ہم انصاری صاحب والی تکنیک اپنائیں تو پھر یہ ترجمہ بھی صحیح ہے۔ "پھر ہم چن کر الگ کر لیں گے تمام شیعوں کو جو رحمٰن کے سخت نافرمان تھے۔ یہ پوری آیت اس طرح ہے:

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ٥ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ

عِتِيًّا﴾ (مریم:٦٩)

''تیرے ربّ کی قسم! ہم ضرور ان سب کو اور ان کے ساتھ شیاطین کو بھی گھیر لائیں گے پھر جہنم کے گرد لا کر انہیں گھٹنوں کے بل گرا دیں گے پھر ہم نکال لیں گے دوزخ میں ڈالنے کے لیے پہلے ان شیعوں سے جو رحمٰن کے مقابلہ میں سخت سرکش بنے ہوئے تھے۔''

حضرت حزقیل نبی کے شیعہ ہونے کا دعویٰ:

۳.... ﴿وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۫ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ۝﴾

(القصص:۲۰)

یہاں تو کوئی ایسی بات ہے نہیں جیسا کہ انصاری صاحب نے استدلال کیا مگر اس سے پہلے آیت نمبر ۱۵ ہے جس سے انصاری صاحب استدلال کر رہے ہیں وہ آیت اس طرح ہے:

﴿وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫﴾

(القصص:۱۵)

''اور موسیٰ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب اہل شہر غفلت میں تھے وہاں موسیٰ نے دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک تو موسیٰ کی اپنی قوم سے تھے اور دوسرا دشمن قوم سے جو موسیٰ کی اپنی قوم سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے خلاف فریاد کی جو دشمن سے تھا موسیٰ نے اسے مکا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا۔''

ان آیات سے استدلال انصاری صاحب کی جہالت ہے پھر انہیں قرآن کریم کی سمجھ کیسے آئے جبکہ ان کے نزدیک یہ قرآن محرف و مبدل ہے اصلی قرآن تو مہدی کے پاس ہے مہدی آئے تو انہیں سمجھائے انصاری صاحب نے سورہ قصص کھولنے کی بھی زحمت نہیں کی

ورنہ وہ یہ استدلال کبھی نہ کرتے اسی ایک آیت کے فہم کے معاملہ میں انصاری صاحب نے کئی جہالتوں سے کام لیا ہے۔ سورہ قصص کی ابتداء میں ہی ہے:

﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَ جَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا﴾ (القصص : ٤)

''بلاشبہ فرعون نے ملک (مصر) میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اپنی رعیت کو شیعہ شیعہ بنا دیا تھا۔''

انصاری صاحب نے سورہ قصص کی آیت نمبر ۱۵ چھوڑ کر جس میں لفظ شیعہ ہے آیت نمبر ۲۰ کو کیوں اختیار کیا؟ وجہ اس کی یہ ہے جس کے بارے میں هذا من شيعته کہا گیا ہے وہ منافق و مشرک تھا اور اسی گروہ میں سے تھا جو اس سے پہلے گوسالہ پرستوں کا استاد تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے دن بھی اسی شیعہ کو لفظ ''مجرمین'' میں شمار کیا اور دوسرے دن تو اس کی نسبت صاف فرما دیا انك لغوى مبين یعنی تو ایک مفسد بدخواہ بظاہر گمراہ ہے۔ شیعہ رافضیوں کی بھی یہی صفت ہے بظاہر حب علی رضی اللہ عنہ کا نام جپنے والے حقیقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آل علی رضی اللہ عنہ کے دشمن اسی ایت سے استدلال میں انصاری صاحب کی تیسری جہالت یہ ہے کہ انصاری صاحب لکھتے ہیں: ''وہ آدمی حضرت حزقیل تھے'' یعنی جاہل انصاری اتنا بھی نہیں جانتا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت حزقیل کے زمانہ کے درمیان کتنا بُعد ہے۔ اس دعویٰ سے قبل تحقیق کر لیتے قصص القرآن، کھول کر دیکھ لیتے، بائبل کا مطالعہ کر لیتے یا راقم کی کتاب بائبل اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو اس جہالت کے ارتکاب سے بچ جاتے۔

''حزقیال بن بوزی کاہنوں کی نسل میں سے تھا بنو کد نصر اس کو ۵۹۸ ہجری قبل مسیح یکن یاہ بادشاہ اور بہت یہودیوں کے ساتھ بابل کو لے گیا اور وہاں اسیری میں رہا خدا نے اس کو ۵۹۳ ق م نبی ہونے کے لیے منتخب کیا وہ ۵۷۱ ق م تک نبوت کرتا رہا وہ ارمیا نبی کا ہمسفر تھا۔''

(حاشیہ کیتھولک بائبل، ص: ۱۰۸۸)

اگر وہ حضرت حزقیل ہوتے تو موسیٰ ان کے بارے یہ نہ فرماتے ''انك لغوى مبين''۔ قرآن کریم میں جس شخص کے بارے میں ہے کہ وہ موسیٰ کے گروہ سے تھا اسی کے

بارے میں ہے "انك لغوی مبین" لہٰذا انصاری نے اسی خوف سے ان آیات کی بجائے آیت نمبر ۲۰ کو نقل کیا مگر تفسیر آیت نمبر ۱۵ کی کرتا رہا۔ یہ ہے ان کا مبلغ علم واقعتاً یہ لوگ اجہل الناس ہی نہیں اجہل الطوائف ہیں۔ پھر جس نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی مدد کے لیے پکارا تھا وہ شخص حضرت موسیٰ کا دوست نما دشمن تھا یعنی منافق اسی کی وجہ سے آپ کو شہر چھوڑ کر مدین کی طرف بھاگ جانا پڑا کئی سال اپنے وطن سے جلا وطن رہے غرض اس آیت سے شیعہ امامیہ کا مدعا پورا نہیں ہوتا بلکہ ان کی تردید ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ منافق ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوست نما دشمن ہیں انہیں کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینۃ النبی چھوڑ کر بے وفاؤں کے شہر کوفہ جانا پڑا پھر انہیں لوگوں نے آپ پر وار کیا اور شہید کر دیا۔

حضرت ابراہیم کے شیعہ ہونے کا دعویٰ:

﴿وان من شيعة لابراهيم﴾

ا: یہ دعویٰ درحقیقت یہود و نصاریٰ سے مستعار ہے یہودی کہتے ہیں کہ ابراہیم یہودی تھے عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ عیسائی تھے اللہ نے خوب جواب دیا اور یہ دلیل قائم کی اس زمانہ میں نہ یہود تھے نہ نصاریٰ لہٰذا ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس وقت یہود سے پیدا ہونے والے سبائی تو درکنار خود یہود کا بھی وجود نہ تھا مشہور شیعہ مفسر علامہ طبرسی لکھتے ہیں:

«الشيعة صارت فی العرف اسما لمتبعی امير المومنين على سبيل الاعتقاد لامامته بعد النبی بلا فصل من الامية والزيدية وغيرهم.»

(تفسير مجمع البيان: ۲/۳۱۵)

عرف میں لفظ شیعہ کا اطلاق ان امامیہ وزیدیہ وغیرہ فرق پر ہوتا ہے جن کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلا فصل حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

علامہ طبرسی کے بیان کے مطابق ثابت ہوا کہ باقاعدہ کسی مذہب پر اس لفظ کا اطلاق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد ہوا ہے۔ لہٰذا انصاری صاحب کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیعہ امامیہ

مذہب کا ایک فرد ثابت کرنا نہ صرف پرلے درجے کی جہالت بلکہ توہین پیغمبر بھی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا﴾ (آلِ عمران:٦٧)

''حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ سب (شیعوں) سے بیزار صرف اللہ کے فرمانبردار تھے۔''

ہمارے یہ نادان فاضل محض لفظ شیعہ دیکھ کر خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں ان کو اتنی بھی عقل نہیں کہ شیعہ امامیہ مذہب کا وجود تو اس وقت سے ہے جب سے بقول ان کے ''الوہی صفات سے متصف مولا علی مشکل کشا خود مشکل میں پھنس گئے بے بس اور لاچار ہو گئے اور ان کی خلافت چھن گئی اور مجبوراً انہیں بیعت کرنا پڑی۔'' وہ شیعہ امامیہ کہلاتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور خلافت کے غصب ہونے کا سب سے پہلے دعویٰ کرنے اور اس کی تشہیر کرنے والا پہلا شخص عبداللہ بن سبا تھا اور اسی کے پیروکار شیعہ امامیہ کہلاتے ہیں جنہیں رافضی اور سبائی بھی کہا جاتا ہے پھر پہلے پیغمبروں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کا شیعہ ہونے کا دعویٰ چہ معنی دارد؟ جبکہ نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے نہ باقی یاران نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲: انصاری صاحب کا اس آیت سے استدلال اس لیے بھی غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیم مستقل نبی تھے وہ کسی کے تابع نہیں تھے اور شیعہ کا مفہوم آپ کی اصطلاح میں تابعداری کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ لہٰذا جو تابع ہو وہ مستقل نبی نہیں ہو سکتا۔

۳: بالفرض اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو آیت سے حضرت ابراہیم کا شیعہ نوح علیہ السلام ہونا ثابت ہوگا اور آپ کا دعویٰ شیعان علی رضی اللہ عنہ کے مذہب کا اثبات ہے پس جو کچھ ثابت ہوا وہ آپ کا مقصود نہیں اور جو آپ کا مقصود ہے وہ ثابت نہ ہوا لہٰذا استدلال باطل ہے اور صرف جہالت ہے۔

اب آیئے ذرا ان آیات قرآنی پر بھی غور کیجیے:

۴: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ﴾ (الانعام:۱۵۹)

جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ (اے میرے حبیب ﷺ) آپ کا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ فرمایئے جب رسول اللہ ﷺ ہی کا آپ کے گروہ سے کوئی تعلق نہیں تو آپ کے مذہب کی کیا حیثیت رہی؟

۵: ﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ط﴾ (الروم:۳۱، ۳۲)

''نہ بنو تم ان مشرکین میں سے جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بن گئے شیعہ۔''

بتایئے جناب انصاری صاحب یہاں خلعت شیعیت سے کن لوگوں کو نوازا گیا ہے جد انبیاء حضرت ابراہیم کے تذکرے میں تو ایک آیت لکھ کر اپنے آپ کو خوش فہمی میں مبتلا کر لیا مگر ادھر نظر نہ کی ذرا شیعہ امامیہ مذہب کی تشریح بھی دیکھئے:

«اختلف في معنى هذه الاية على اقوال احدها انهم الكفار واصناف المشركين وثانيها انهم اليهود والنصارى لانهم يكفر بعضهم بعضا وثالثها انهم اهل الضلالة واصحاب الشبهات والبدع من هذه الامة.» (تفسير مجمع البيان: ۲/۲۸۹)

''آیت کا مفہوم تعین کرنے میں علماء کا اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ یہاں شیعہ سے تمام کفار اور مشرک مراد ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں شیعہ سے یہودی و نصاریٰ مراد ہیں کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ یہاں شیعہ سے امت کے تمام گروہ اور بدعتی مراد ہیں۔''

ہم جناب انصاری صاحب سے عرض کریں گے کہ آپ ہی کے شیعہ مفسر نے تین معنی بیان کر دیے ہیں۔ آپ ان تینوں میں سے جو معنی بھی اپنے لیے پسند کریں اختیار کر لیں ہم آپ کو سچا شیعہ مان لیں گے اور اگر آپ ان تینوں قسم کے شیعہ بننے کے لیے تیار نہ ہوں۔ تو پھر شیعہ مذہب کی حقانیت اور قدامت کے لیے قرآن کی کسی آیت سے آیت کو تختہ مشق نہ

بنائیں۔ اور جد انبیاء کو گروہ انبیاء میں ہی رہنے دیں، ان کو خواہ مخواہ کھینچ کر اپنے شیعہ مذہب میں نہ لائیں۔

۶: ﴿وَ لَقَدۡ اَهۡلَكۡنَاۤ اَشۡيَاعَكُمۡ﴾ (القمر:۵۱) ''ہم نے ہلاک کیا ہے تمہارے شیعوں کو۔''

اشیاع شیعہ کی جمع ہے علامہ طبرسی لکھتے ہیں:

«ای اشیاعکم ونظائرکم فی الکفر من الامم الماضیة وعن الحسن سماهم اشیٰعهم لما وافقوهم فی الکفر وتکذیب الانبیآء.»

(مجمع البیان: ۵/۱۹٤)

یعنی گزشتہ قوموں میں سے جو کفر اختیار کرنے میں تمہارے جیسے تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کو اشیاعہم کے لفظ سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ وہ کفر اختیار کرنے اور تکذیب انبیاء میں ان کے ہم مشرب تھے۔ مقصد یہ ہے کہ یہاں بھی پہلے زمانے کے معذب کفار کو خلعت شیعیت سے نوازا گیا ہے۔

۷: ﴿وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ فِيۡ شِيَعِ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝ وَ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝﴾ (الحجر:۱۰،۱۱)

''(اے ہمارے حبیب) ہم آپ سے پہلے بہت سے گزرے ہوئے شیعوں میں رسول بھیج چکے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور انھوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔''

اگر اس خصوصیت کو آپ خیر البریہ کے نام سے یاد کرتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ایسے ''خیر البریہ'' دنیا میں بہت سے گزر چکے ہیں۔''

۸: ﴿قُلۡ هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِكُمۡ اَوۡ يَلۡبِسَكُمۡ شِيَعًا﴾ (الانعام:۶۵)

''اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ بھیج دے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے

سے یا تم کو شیعہ شیعہ بنا کر آپس میں لڑا دے۔''

۹: ﴿كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ﴾

(السباء : ٥٤)

''جیسا کہ اس سے پہلے بھی ان جیسے شیعوں سے کیا گیا یہ بڑے گمراہ کن شک میں پڑے ہوئے تھے۔''

مذکورہ تمام آیات میں لفظ شیعہ کا اطلاق کفار و مشرکین فتنہ باز، فسادیوں یہود و نصاریٰ سرکش گمراہ اور شیطان صفت گروہ پر ہوا ہے پھر انصاری صاحب خود ہی سوچیں کہ کیا وہ اس لفظ کا مصداق بننا گوارا کریں گے؟ اگر آپ کو لفظ شیعہ پر بڑا ناز ہے تو لیجیے ان آیات مذکورہ کا مصداق بننا بھی گوارا کریں آخر قرآنی الفاظ ہی تو ہیں۔

مشہور شیعہ مصنف احمد بن ابی طالب طبرسی لکھتے ہیں:

«وانظر امن قبلكم من شيعة عثمان ومحبيه.»

(احتجاج طبرسی، ص:١٦٥ مطبوعہ نجف اشرف)

''آپ سے پہلے عثمان کے شیعوں اور ان کے محبین کو دیکھو۔''

مشہور شیعہ مصنف یعقوب کلینی لکھتے ہیں:

«قلت وكيف النداء قال ينادى مناد من السماء اوّل النهار الا انّ علياً وشيعته هم الفائزون وقال ينادى مناد أخر النهار الا انّ عثمان وشيعته هم الفائزون.» (فروع کافی کتاب الروضة، ص:١٤٤)

''میں نے امام سے کہا آسمان سے کیسی نداء آتی ہے؟ آپ نے فرمایا دن کے پہلے حصے میں آسمان سے نداء دینے والا نداء دیتا ہے خبردار تحقیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اس کے شیعہ کامیاب ہیں اور دن کے آخری حصے میں نداء دیتا ہے خبردار یقیناً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے شیعہ کامیاب ہیں۔''

ملاں باقر مجلسی لکھتے ہیں:

«اعتقاد مادر برأت آن است کہ بیداری جویند از بت ہائے چہارگانہ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ وزنان چہارگان یعنی عائشہ وحفصہ وزہرا وامّ حکم واز جمیع اشیاع واتباع ایشان.» (حق الیقین، ص:۵۹۹)

معتبر شیعہ سے معلوم ہوا کہ شیعہ کا لفظ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تابعداروں پر بھی استعمال ہوا ہے اور امامیہ شیعہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیروکار نہیں۔ ان کا دعویٰ تو جھوٹا ہے ان کے عقائد ان کے بطلان کو واضح کر دیتے ہیں ہم ان کے عقائد کا ذکر کر چکے ہیں۔ اگر شیعہ کا مطلب پیروکار ہے تو ''شیعہ امامیہ'' تو عبداللہ بن سبا کے پیروکار ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی پیروکار اہل سنت ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت خلافت وامامت کی ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائد مانا ان کی بیعت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا سب باہم محبت سے رہے ایک دوسرے کو مسلمان جانتے تھے پس معلوم ہوا کہ ''شیعہ امامیہ'' عبداللہ بن سبا کے شیعہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ سے نہیں۔ ان کا دعویٰ باطل اور سراسر کذب بیانی ہے۔

شیعہ کی من گھڑت روایتیں:

گزشتہ صفحات میں ہم ''کیا شیعہ حدیث میں حجت ہیں'' کے عنوان سے کافی کچھ لکھ چکے ہیں یہ مضمون بھی اسی سے متصل ہے۔ شیعہ امامیہ مذہب کا انحصار ایسی من گھڑت روایتوں پر ہے جو ان کے آباء واجداد نے گھڑ رکھی ہیں قادری اور انصاری صاحبان کی مستدل روائتیں بھی وہی ہیں جو ان کے متقدمین اہل بدعت کی تھیں امام شاطبی ان کی مستدل روائتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«اعتمادهم على الاحاديث الواهية الضعيفة والكذب فيها على

رسول اللّٰہ ﷺ لا یقبلها اهل صناعه فی البناء علیها.»

(الاعتصام ۱_۱۵۲)

اہل بدعت کا اعتماد ضعیف سخت کمزور اور ان روایات پر ہے جنہیں ماہر محدثین قبول نہیں کرتے۔

امام شاطبی کا یہ تجزیہ حرف بہ حرف درست اور صحیح ہے انصاری صاحب نے بھی ایسی روایتوں پر اعتماد کیا ہے جو سب کی سب رافضی ٹکسالی میں گھڑی گئی ہیں یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ وضع حدیث کی ابتداء سبائیوں نے کی تھی بعد میں یہی لوگ شیعہ امامیہ کے نام سے مستقل مذہبی طائفہ کی صورت اختیار کر گئے اب انھوں نے جو کچھ کیا وہ سیاست کی بجائے مذہب کے نام سے کیا حب آل بیت کا نعرہ پہلے ہی لگا رہے تھے اب اس کے ساتھ خلافت امامت اور وراثت کا بھی اضافہ کرلیا عام مسلمانوں سے بچنے کے لیے تقیہ جیسے مفروضہ کو مذہب کا حصہ بنایا جس کے ذریعے ہر قسم کے جھوٹ کو جائز قرار دیا بس پھر کیا تھا انھوں نے مطلب براری اور مشن کی تکمیل کے لیے موضوع روایات کے انبار لگا دیے جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے نہایت خطرناک ثابت ہوئیں۔ انھوں نے کتنی مقدار میں روایات وضع کی ہیں اس کا صحیح علم تو اللہ کی ذات کو ہے بہرحال جس قدر ان لوگوں نے اس میدان میں پیش قدمی کا مظاہرہ کیا ہے ان کا کوئی دوسرا مقابل نہیں۔

حافظ ابن القیم فرماتے ہیں:

«وما وضعة الرافضة فی فضائل علی فاکثر من ان یعد.»

(المنار المنیف ص۱۱۶)

رافضیوں کی فضائل علی رضی اللہ عنہ میں وضع کردہ روایات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ گنی نہیں جا سکتی حافظ ابو یعلی خلیلی نے ان کی وضع کردہ روایات کی تعداد کا ایک محتاط اندازہ یوں بیان کیا ہے:

«وضعت الرافضة فی فضائل علی واهل البیت نحو ثلاث مائة

الف حدیث.»

ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی فضیلت میں موضوع روایات کی تعداد تقریباً تین لاکھ ہے۔

امام ابن القیم مذکورہ تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«ولا تستبعد هذا فانك لو تتبعت ماعندهم من ذلك لوجدت الامر كما قال.» (المنار المنیف ص۱۱٦)

آپ اس تعداد کو بعید از قیاس نہ سمجھیں اس بارہ میں ان کے پاس جتنی روایات ہیں اگر آپ ان کی تتبع اور جستجو کریں تو معاملہ ایسے ہی پائیں گے جیسا کہ حافظ خلیلی نے فرمایا ہے۔

صرف یہی نہیں کہ رافضیوں نے اپنی انتقامی حکمت عملی کے پیش نظر مسلمانوں کو دو حصوں میں بانٹ کر ایک کی تعریف اور دوسرے کی برائی میں روایات گھڑیں بلکہ انھوں نے اسلامی عقائد و اعمال کے ہر ہر گوشہ سے متعلق ایسی ایسی گھناونی متضاد اور ناقابل فہم روایات بھی وضع کیں جن سے اسلامی تعلیمات کا چہرہ مسخ ہو کر رہ گیا۔

صحیح احادیث میں اضافہ:

ویسے تو شیعہ حضرات نے ہر پہلو سے روایات وضع کی ہیں مگر ان کے وضع کا ایک نہایت خطرناک انداز ہے وہ یہ کہ صحیح احادیث میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے اسے بڑھا دیتے ہیں۔ وہ کسی ایسے واقعہ کو لیتے ہیں جو لوگوں میں پہلے ہی مشہور ہوتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسے کمال طریقے سے جھوٹ کی آمیزش کرتے ہیں جس سے گمان ہوتا ہے کہ واقعہ بالکل درست ہے معروف محقق علامہ محب الدین الخطیب ان کی تلبیسانہ چال کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«انهم كانوا يعمدون الى حادثة وقعت بالفعل فيور دون منها ما كان يعرفهُ الناس ثم يلصقون بها لصيقا من الكذب والافك يوهمون انه اصل الخبر ومن جملة عناصره.» (حملة رسالة الاسلام ص ٣٤)

رافضی ایک ایسے واقعہ کو لیتے ہیں جو لوگوں میں پہلے سے مشہور ہوتا ہے پھر اس واقعہ کے ساتھ جھوٹ ملا دیتے ہیں جس سے وہم ہوتا ہے کہ انھوں نے جو اپنی طرف سے آمیزش کی ہے وہ بھی اصل واقعہ میں سے ہے۔

اس کی مثالیں دیکھنی ہوں تو ایسے واقعات جو حدیث کی معروف کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہیں وہ دیکھیں اور پھر ان کی کتب میں وہی واقعہ پڑھیے تو آپ دونوں میں بعد المشرقین پائیں گے۔ غدیرخم کا واقعہ ہی لیجیے جس کو انھوں نے ایک لمبی چوڑی داستان بنا دیا ہے اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ دیکھ لیں اس پر داستان کا رنگ کتنا غالب ہے کہ اصل حقیقت پرائی ہوکر رہ گئی ہے۔

امام المحدثین امام زہری فرماتے ہیں:

«واخرج الحديث من عندنا شبراً فيرجع الينا من العراق زراعاً.»

(تدریب الراوی ۱۔٦٤)

ہمارے پاس (حجاز) سے حدیث ایک بالشت نکلتی ہے مگر جب عراق سے ہوکر واپس ہماری طرف پہنچتی ہے تو ایک بازو ہو جاتی ہے۔

معروف تابعی حضرت طاؤس فرماتے ہیں:

«اذا حدثك العراقى مائة حديث فاطرح تسعة وتسعين.»

''جب کوئی عراقی (شیعہ) سو حدیثیں روایت کرے تو ان میں سے ننانوے (۹۹) کو پھینک دو۔''

امام ہشام بن عروہ فرماتے ہیں:

«اذا حدثك العراقى بألف حديث فالق تسعمائة وتسعين وكن من الباقى فى الشك.» (تدریب الراوی ۱۔٦٤)

''عراقی (شیعہ) اگر ہزار حدیث روایت کرے تو ان میں سے نو سو نوے (۹۹۰) کو پھینک دو اور جو باقی (دس) ہیں ان کے بارہ میں بھی شک میں رہو۔''

بس یہی وجہ ہے کہ محدثین نے شیعہ راویوں سے اجتناب کیا اور انہیں حدیث میں حجۃ نہیں سمجھا امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«فكان ابن سيرين يرى ان عامة مآيروى عن على الكذب .»

(صحيح البخارى كتاب المناقب، مناقب علىؓ)

''ابن سیرین نے کہا عام لوگ (شیعہ روافض) جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات کرتے ہیں اکثر جھوٹی ہیں۔''

معروف شیعہ عالم ابن ابی الحدید اعتراف حقیقت کے طور پر لکھتے ہیں۔

«ان اصل الكذب فى حديث الفضائل جاء من جهة الشيعة.»

(شرح نهج البلاغه ٢-١٣٤)

بلاشبہ فضائل کی حدیث میں اصل جھوٹ شیعہ کی طرف سے آیا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں بڑا جامع تجزیہ کیا ہے فرماتے ہیں:

«لاتكلمهم ولا ترو عنهم فانهم يكذبون.» (ميزان الاعتدال ١-١٥)

''تم ان سے نہ کلام کرو اور نہ ان (شیعہ روافض) سے روایت لو بلاشبہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔''

امام شافعی عراق میں کئی دفعہ تشریف لے گئے جس وجہ سے انھوں نے شیعہ روافض کا قریب سے مطالعہ کیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔

«ما رايت فى اهل الاهواء قوما اشد بالزور من الرافضة.»

(الباعث الحثيث ص:٨٤)

''میں نے رافضیوں سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا۔''

امام شریک رحمہ اللہ جن کی تمام تر زندگی عراق میں گذری وہیں پروان چڑھے اور بالآخر مسند قضا پر براجمان ہوئے قاضی ہونے کے ناطے سے تحقیق و تفتیش ان کی ذمہ داری تھی انھوں نے پوری تحقیق سے یہ معلوم کیا تھا کہ یہ لوگ قابل اعتماد نہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

«احمل العلم عن کل من لقیتهٔ الا الرافضة فانهم یضعون الحدیث ویتخذونهٔ دینًا.» (منهاج السنه ۱۔۱٦)

''ہر شخص سے علم حاصل کرو مگر رافضیوں سے نہیں کیونکہ یہ لوگ وضع حدیث کر کے پھر اس کو دین بنا لیتے ہیں۔''

بلاشبہ قاضی شریک رحمہ اللہ کا تجزیہ سو فیصد درست ہے ان کے مذہب کی بنیادی روایات اکثر وضع کے قبیل سے ہیں، معروف محدث امام یزید بن ہارون فرماتے ہیں:

«یکتب عن کل صاحب بدعة اذا لم یکن داعیة الی الرافضة فانهم یکذبون.» (میزان الاعتدال ۱۔۲۸)

''ہر اس بدعتی کی روایت لکھ لیا کرو جو بدعت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو مگر رافضیوں سے روایت نہ لکھو کیونکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔''

حافظ ابن القیم فرماتے ہیں:

«انهم اکذب خلق اللّٰه.» (المنار المنیف ص ۵۲)

''اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے یہ (رافضی) سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔''

ان ائمہ عظام کے مذکورہ اقوال و تجربات کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے قارئین کے سامنے ان کذابین کی چھوٹی سی فہرست پیش خدمت ہے۔

داؤد بن زبرقان بن سفیان، داود بن یزید، جابر جعفی، کلبی، سدی، تلید، داود بصری، ابو سمع، براء بن سفیان، سعد بن عمر، حسن بن زیاد لولوی، اباہ بن جعفر، ابراہیم بن اسماعیل، ابراہیم بن زکریا، ابراہیم بن عبدالواحد، زیاد بن میمون، زیاد بن ابی زیاد، احمد بن عبداللہ الکندی، ابوعمرو زیاد، ابو داود نخعی، اسحاق بن نجیح، وہب بن وہب، محمد بن القاسم، محمد بن زیاد، اجلح، بریدہ، جعفر بن سلیمان، احمد بن محمد بن سری، جعفر بن زیاد الاحمر کوفی، جمیع بن عمیر تمیمی، داود بن ابی عوف، عباد بن یعقوب، اختصار کے پیش نظر یہ چند نام ہیں۔ ان تمام کے تفصیلی حالات دیکھنے کے لیے میزان الاعتدال، لسان المیزان اور دیگر کتب رجال دیکھئے جو لوگ

فرمان رسول میں آمیزش کرنے میں من گھڑت حدیثیں بیان کرنے سے گھبرائے نہ شرمائے تاریخی افسانے تو انھوں نے خوب گھڑے۔

حدیث	تاریخ
۱: کتب حدیث میں ہے کہ تمام لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔	۱: تاریخ کہتی ہے کہ سعد بن عبادہ نے نہ بیعت کی نہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔
۲: کتب حدیث میں ہے کہ فاروق اعظمؓ نبی کی دعا کی برکت سے سورہ الحاقہ کی آیات انہ قول رسول کریم سن کر ایمان لائے۔	۲: تاریخ نے داستان گھڑ دی کہ فاروق اعظمؓ نبیؐ کے قتل کرنے کیلئے نکلے پہلے بہن اور بہنوئی کو پیٹا اور پھر وہ اسلام لائے۔
۳: جنگ احد میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور دوسرے دن انھوں نے کفار کا تعاقب کیا۔ (آل عمران)	۳: تاریخ کہتی ہے کہ مسلمانوں کو فاش شکست ہوئی۔
۴: سیدنا خالد سیف اللہ غزوہ موتہ سے فتح یاب ہوکر واپس لوٹے۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی)	۴: تاریخ کہتی ہے کہ خالد باقی ماندہ لشکر کو بچا لائے اور جب یہ لشکر مدینہ پہنچا تو لوگوں نے ان کے سروں پر خاک ڈالی بعض مورخین نے اسے تباہی بخش ہزیمت کہا۔
۵: فتح مکہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف ابی العاص کے بیٹے نواسہ رسول سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔	۵: مگر تاریخ نے نہایت چابکدستی سے وہاں سیدنا علی بن ابی طالب کو آگے بڑھا دیا۔

۶: شعب بنو ہاشم میں رسول ﷺ کو ضروریات زندگی کا سامان پہنچانے والے آپ کے داماد سیدنا ابی العاص تھے۔	۶: مگر تاریخ نے شعب بنو ہاشم کو شعب ابوطالب بنا دیا۔
۷: احادیث کی روشنی میں نبی ﷺ کے کفیل آپ کے تایا زبیر تھے۔	۷: لیکن داستانیں آج تک سہرا ابوطالب جیسے مفلس کے سر باندھ رہی ہیں۔
۸: ملعونین علی لسان محمد ﷺ وہ لوگ تھے جنہوں نے سیدنا ذوالنورین کو شہید کر دیا۔	۸: مگر تاریخ نے مجاہدین حرہ پر یہ روایت چسپاں کر دی۔
۹: حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کیا اور فتح کی خوشخبری سنائی اور خیبر فتح ہو گیا۔	۹: تاریخ میں ہے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ ناکام لوٹے پھر عمر رضی اللہ عنہ ناکام لوٹے وہ فوج کو برا کہتے فوج ان کو برا کہتی پھر جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا تو خیبر فتح ہو گیا۔
۱۰: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بزبان رسالت ہادی و مہدی ہیں۔	۱۰: تاریخ نے انہیں باطل پرست اور عادی مجرم گرداننے میں ذرہ بھر ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔

یہ چند مثالیں ہم نے پیش کی ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ جو لوگ حدیثیں گھڑنے میں اتنے بے باک تھے انھوں نے تاریخ میں کیا کیا گل کھلائے ہیں۔

یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ تاریخ نویسی کا آغاز خلافت عباسیہ میں ہوا پھر ہماری تاریخ کے ابتدائی دور کے پینتیس (۳۵) مورخوں میں سے اکتیس (۳۱) مورخ سبائی ذہنیت اور سبائی پروپیگنڈا سے متاثر تھے پھر تاریخ نویسی میں کسی تحقیق سے کام نہیں لیا گیا بلکہ سینہ بہ سینہ گردش کرتی باتیں متعصب سبائیوں کی من گھڑت روائتیں اور قصے خصوصاً خلافت راشدہ، اور عہد بنو امیہ کی تاریخ لکھتے وقت یہ مورخین اپنی اسلام دشمنی اور عربوں سے نفرت کو باوجود کوشش کے نہیں چھپا سکے ان مورخوں نے قرآن مجید کی تعلیمات کو مسخ کرنے کی انتہائی مذموم کوشش کی

ہے اور وہ ہستیاں جن کا تزکیہ نفس اور تعلیم و تربیت معلم کائنات نے کی ان کے بارے میں ایسی بے سروپا روایات تاریخوں میں شامل کردیں کہ ان کی سیرت اور کردار کو مشکوک بنانے کی انھوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ خیر القرون کی جو تاریخ مرتب کی گئی ہے ان میں انھوں نے یہی تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ قرآن مجید جس معاشرے کا داعی ہے نبی اکرم ﷺ وہ معاشرہ پیدا کرنے میں ناکام رہے پھر ہمارے غیر ذمہ دار علماء خصوصاً خطباء، وضاع، ان کذاب راویوں کی روایتوں اور عجمی مورخین کی تاریخوں پر اعتماد کرکے غیر شعوری طور پر اکابر صحابہ کی کردار کشی کررہے ہیں۔ محض تاریخی داستانوں کی وجہ سے اکابر صحابہ کی کردار کشی کرنا نہ صرف ناجائز بلکہ انتہائی خطرناک ہے جو لوگ جھوٹی حدیثیں گھڑنے میں بھی خوف یا شرم محسوس نہ کرتے تھے، داستانیں بیان کرنے میں کیا انھوں نے کمی چھوڑی ہوگی۔ اوپر حدیث اور تاریخ کے تقابل کی چند مثالیں آپ دیکھ چکے۔

انصاری صاحب کی مستدل روائتیں اور طریقہ استدلال:

انصاری صاحب نے ایسی ہی من گھڑت روائتیں نقل کی ہیں جو شیعہ امامیہ کی وضع کردہ ہیں جن میں سے چند ایک کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں۔ انصاری صاحب نے بعض من گھڑت روایتوں کو صرف اس لیے صحیح کہا کہ اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں۔ حالانکہ کسی کا بخاری و مسلم کا راوی ہونا اس بات کے لیے کافی نہیں کہ اس کی دیگر روایات بھی صحیح ہوں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

«لا يلزم من كون رجال الاسناد من رجال الصحيح ان يكون الحديث الوارد به صحيحاً احتمال ان يكون فيه شذوذاً وعلةً.»

(تہذیب التهذیب ۹-۱۷۵)

''کسی راوی کا رجال صحیح بخاری میں ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس کی دوسری روایات بھی ضرور صحیح ہوں ممکن ہے اس کی دوسری روایات میں شذوذ اور علت ہو۔''

امام بخاری نے عبیداللہ بن موسیٰ یا ایسے کسی بھی راوی سے کوئی روایت نقل نہیں کی جس

سے مذہب شیعہ کی تائید ہوتی ہو یا وہ بدعت کی مؤید ہو بخاری و مسلم ایسے شیعہ راوی سے روایت لیتے ہیں جس سے دیگر رواۃ بھی روایت کر رہے ہوں، اس لیے امام بخاری نے عبیداللہ بن موسیٰ کی مناقب اہل بیت یا دیگر صحابہ کی مذمت میں کوئی روایت نہیں لی امام بخاری و مسلم ان شیعہ راویوں سے عام طور پر ایسی روایات لیتے ہیں جو دوسرے صحیح راوی بھی روایت کر رہے ہیں ہاں اگر اسے صرف شیعہ راوی روایت کر رہا ہو اور اس شیعہ سے جھوٹ بولنا بھی ثابت نہ ہو اور وہ روایت شریعت کے کسی اصول کے خلاف بھی نہ ہو تو اس شیعہ راوی کی روایت محدثین نے لکھ لی ہے اگرچہ زیادہ تر محدثین کا فیصلہ یہی ہے کہ شیعہ راوی کی کسی قسم کی کوئی روایت قابل قبول نہیں لکھنے کے بھی قابل نہیں اس لیے کہ وہ تقیہ نامی جھوٹ کو عین دین اور کار ثواب سمجھتے ہیں اس کے برعکس خارجی معتزلی، مرجئی، وغیرہ جھوٹ کو جائز نہیں سمجھتے۔ اس لیے ان کی روایات شیعہ کی نسبت زیادہ صحیح ہوتی ہیں۔ پھر امام بخاری و مسلم نے حزم و احتیاط اور چھان پھٹک سے جس قدر کام لیتے وہ اپنی مثال آپ ہے لہٰذا صرف یہ کہہ دینا کہ کسی حدیث کا راوی صحیحین کا راوی ہے اس لیے اس کی تمام روائتیں صحیح ہیں جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

حدیث ثقلین:

صحیح حدیث میں کتـــاب الــلّـــه و سنتی کے الفاظ ہیں۔ جیسا کہ مؤطا امام مالک مستدرک حاکم، دار قطنی، سیرت ابن ہشام و ابن ابی الدنیا میں ابوسعید خدری سے روایت ہے اور تاریخ ابن حریر طبری ابی نجیح سے دار قطنی میں ابوہریرہ سے مستدرک حاکم میں ابن عباس سے سنن الکبری بیہقی میں حضرت عباس سے ابونعیم اصبہانی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں تم میں کتاب اللہ اور اپنی سنت چھوڑ چلا ہوں۔ صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ کی کتاب ہے، مگر یہی حدیث جب شیعہ امامیہ کے پاس پہنچی تو کتاب اللہ کے ساتھ ''عترتی'' کا اضافہ کر دیا اور پھر عترت سے مراد اپنے خودساختہ بارہ ائمہ کو لیا گیا۔

عترتی کے الفاظ والی روایت ترمذی میں ہے مگر اس روایت کے نقل کرنے میں زید بن حسن انماطی متفرد ہوا ہے محدث ابو حاتم نے انماطی کو منکر الحدیث کہا ہے۔

انصاری صاحب اپنے مقصد کے لیے صحیح احادیث میں بھی کیڑے نکالتے ہیں صحابہ کرام پر بھی جرح کرنے بیٹھ جاتے ہیں مگر دوسری طرف من گھڑت روایات لیتے ہیں۔

حدیث سفینہ:

''میرے اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو پیچھے رہا وہ ڈوب گیا۔''

یہ حدیث صحیح نہیں من گھڑت اور بے اصل ہے یہ حدیث کی کسی قابل اعتماد کتاب میں موجود نہیں۔ اس کا تذکرہ موضوعات کی کتب میں ملتا ہے۔ شیعہ ٹکسال کا کارنامہ ہے۔

اے علی تم جناب عیسیٰ کی مثل ہو:

«فيك مثل عيسى ابغضته اليهود حتى بهتوا امهٗ واحبتهٗ النصارى حتى انزلوه بالمنزلة التي ليس لهٗ.» (احمد)

ارشاد رسالت ہے یا علی علیہ السلام تم جناب عیسیٰ کی مثل ہو یہود نے جناب عیسیٰ علیہ السلام سے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ ان کا رتبہ ایسا بڑھایا جو ان کے لیے نہیں تھا (یعنی خدا بنا دیا)۔

(خادم دین متین ص ۱۴۴)

میں کہتا ہوں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ کا مذہب باطل ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کرنے والے بھی شیعہ ہیں اور انھوں نے غلو کی انتہا کر دی۔ اور حضرت علی سے بغض رکھنے والے اور ان کی تنقیص کرنے والے بھی شیعہ ہی کے بعض فرقے ہیں۔

مسلمانوں میں کوئی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت کسی بھی صحابی سے بغض نہیں رکھتے اور جہاں تک معاملہ ہے رافضیوں کا تو انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں بالکل عیسائیوں

کی طرح غلو کیا پیغمبروں سے بھی اعلیٰ حتی کہ الوہیت کے مقام تک پہنچا دیا، اور اس مذموم مقصد کے لیے قرآن کریم کو بھی جعلی کہہ دیا نبی ﷺ کی وحی کو فرشتہ کی بھول کا نام دیا صحابہ کو مرتد کہا اہل بیت رسول کی توہین کی اور انہیں اہل بیت ماننے سے انکار کر دیا بنات رسول کا انکار کر گئے اور صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تسلیم کیا وہ بھی اس لیے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں، اور غلو کی انتہا تک جا پہنچے اور اسلام سے خارج ہو گئے طاہر القادری صاحبؒ کے نزدیک غلو کرنے والے شیعہ روافض ہیں اور تنقیص علی کرنے والے خوارج ہیں قادری صاحب علامہ ابن جوزی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''جس طرح ابلیس نے خوارج کو گمراہ کیا حتی کہ انھوں نے سیدنا علی سے جھگڑنا شروع کر دیا اسی طرح اس نے بعض دوسرے لوگوں کو حضرت علی کی محبت میں غلو کی راہ ہدایت سے دور کر دیا۔ چنانچہ یہ لوگ حب علی میں حدود سے بڑھ گئے ان میں سے بعض لوگوں نے حضرت علی کو الہ اور بعض نے خیر من الانبیاء اور بعض دوسروں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرنا شروع کر دیا۔

(کتاب البدعۃ مولفہ طاہر القادری ص ۲۲۳)

دوسرا گروہ خوارج کا ہے وہ بھی اسلام سے خارج ہو گئے خوارج بھی شیعہ تھے جنگ صفین کے بعد یہ الگ ہو گئے حضرت علی سے بغض رکھا ان سے جنگ کی ان کی توہین اور تنقیص کی، الحمد للہ اہل سنت کا مسلک اعتدال کا ہے کسی کے بارے بھی غلو یا بغض کو گناہ عظیم تصور کرتے ہیں تمام صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں۔

(۲)...... جہاں تک معاملہ ہے اس حدیث کا تو یہ من گھڑت ہے ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اگر اس کے راوی دیکھیں تو حکیم بن عبدالملک، خالد بن مخلد۔

حکیم بن عبدالملک:

یحییٰ بن معین کا بیان ہے یہ ثقہ نہیں بلکہ یہ کچھ بھی نہیں ابوداود فرماتے ہیں۔ یہ منکر الحدیث ہے (میزان ۱۔۵۸۶) یہ قوی نہیں۔ (کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۳۰)

خالد بن مخلد:

امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کی روایات منکر ہوتی ہیں خالد منکر الحدیث ہے شیعہ رافضی ہے تشیع میں انتہا کو پہنچا ہوا تھا علانیہ سب وشتم کیا کرتا تھا۔ چنانچہ کسی نے پوچھا مناقب صحابہ کی بھی حدیثیں تمہارے پاس ہیں کہنے لگا برائیوں کی پوچھو۔ (جوز جانی)

سفیان بن وکیع:

امام نسائی کا بیان ہے یہ کچھ نہیں ابن عدی کہتے ہیں جب اسے بات کی تلقین کی جاتی تو یہ وہی رستہ اختیار کر لیتا ابوزرعہ کا بیان ہے کہ یہ جھوٹ کے ساتھ متہم ہے۔

(العلل المتناهیه ۱۔۲۲۷)

ان تین راویوں کے علاوہ اس روایت کے اور بھی راوی ناقابل اعتبار ہیں مثلاً حارث بن حصیرہ، رجعت پر ایمان رکھتا ہے ابو صادق اور ربیعہ بن ناجد یہ سب لوگ مجہول ہیں یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے اس کا راوی عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ہے جو اپنے دادا کے نام سے موضوع روایات نقل کرتا ہے اسے حجت میں پیش کرنا جائز نہیں (العلل المتناهیه ۱: ۲۲۸) دارقطنی کا بیان ہے کہ اسے مبارک بھی کہا جاتا ہے یہ متروک الحدیث ہے۔ (میزان ۳۔ ۳۱۵) باقی انصاری صاحب نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب من گھڑت شعر نقل کیا ہے ذرا اس کا بھی حوالہ لکھ دیتے؟ اہل سنت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برابر فضیلت دے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس میں نہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنقیص کی جائے جیسے رافضیوں کا وطیرہ ہے یا پھر جیسے انصاری صاحب نے کیا ہے کہ ایک کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے دوسروں کی تنقیص شروع کر دی۔

اے علی امت تیرے ساتھ غداری کرے گی:

«ان مما عهد الی النبی ان الامة ستغدربی بعدهٗ.»

''مولا علی کا فرمان ہے کہ سرکار رسالت نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میرے بعد

میری امت تم سے بے وفائی کرے گی۔"

«ان الامة ستغدر بك بعدی وانت تعیش علی ملتی وتقتل علی سنتی من احبك احبنی ومن ابغضك ابغضنی.»

"ارشاد رسالت ہے اے علی یہ امت میرے بعد تیرے ساتھ غداری کرے گی جبکہ تو میری ملت پر زندگی بسر کرے گا اور میری سنت پر شہید ہوگا تیرا حبدار میرا حبدار ہے اور تم سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے اور نصیری مثل نصاری ہیں جو علی کو غلط سمجھے تو خدا سمجھے۔"

غلط نظر بھی علی میں نہ پاسکی پستی
علی خدا نظر آئے اگر غلط دیکھا

(خادم دین متین ص ۱۴۴، ۱۴۵)

انصاری صاحب کی نقل کردہ یہ "حدیث" بھی من گھڑت ہے اس کے راوی کامل بن العلا السعدی، ثعلبہ بن یزید الحمانی شیعہ ہیں۔ کامل بن العلا السعدی کوفی ہے امام نسائی فرماتے ہیں یہ قوی نہیں ابن حبان کا بیان ہے یہ حدیث کی سندات میں تبدیلیاں کرتا ہے اور صحابی کے قول کو حدیث بنا کر پیش کرتا ہے کامل نے یہ روایت حبیب بن ابی ثابت سے نقل کی ہے اور حبیب نے ثعلبہ بن یزید الحمانی سے، ثعلبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں پولیس افسر تھا اور غالی قسم کا شیعہ تھا امام بخاری کہتے ہیں اس کی روایت پر اعتراض ہے یعنی اے علی امت تیرے ساتھ غداری کرے گی اس روایت کو ثعلبہ سے حبیب نے نقل کیا ہے اور کوئی اس روایت کو نقل نہیں کرتا۔" (میزان الاعتدال ۱۔ ۳۷۱)

پھر انصاری صاحب کی گمراہی ملاحظہ فرمائیے:

علی خدا نظر آئے اگر غلط دیکھا

ہم کہتے ہیں: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ (الشعراء:۲۲٤) "اور شاعروں کی اتباع گمراہ ہی کرتے ہیں۔"

انما ولیکم اللّٰہ اور حالت رکوع میں زکوٰۃ:

شیعہ حضرات امامت علی کے لیے قرآن سے دلیل لیتے ہیں انصاری صاحب نے بھی کچھ ایسا ہی کیا ہے ﴿ انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون﴾ (المائدہ : ۵۵) شیعہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کے بارے میں ہے اور دلیل یہ ہے کہ ''ثعلبی ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضورؐ سے اپنے کانوں سے سنا اور اگر نہ سنا ہو تو یہ بہرے ہو جائیں فرماتے تھے علی نیکیوں کے قائد اور کفار کے قاتل ہیں جو ان کی مدد کرے گا ان کی مدد کی جائے گی اور جو ان کو رسوا کرے گا اسے رسوا کیا جائے گا میں نے ایک دن حضور کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی اتنے میں ایک سائل نے آ کر سوال کیا مگر کسی نے اسے کچھ بھی نہ دیا...... حضرت علی رکوع کی حالت میں تھے انگوٹھی کی طرف اشارہ کیا سائل نے انگوٹھی اتار لی آنحضورؐ یہ ماجرا دیکھ رہے تھے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا...... اے اللہ میرے گھر کے ایک آدمی (علی رضی اللہ عنہ) کو میرا وزیر بنا دے۔''

شیعہ مفسرین کی تفسیریں ایسی ہی ہوتی ہیں بلکہ اس سے بھی عجیب غریب کبھی بیل کے سینگوں پر زمین رکھ دیتے ہیں تو کبھی خیبر کے دروازے کو ڈھال بنا لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو حالت رکوع میں بھی زکوٰۃ دیں مگر شیعہ رافضی کسی حالت میں بھی زکوٰۃ نہ دیں بلکہ اپنے آپ کو شیعہ کہہ کر زکوٰۃ سے مستثنیٰ ٹھہرالیں آخر کیوں؟ پھر انصاری صاحب نے اس آیت قرآنی اور مذکورہ تفسیر کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت فی الامت کا اثبات کیا ہے یہ بالکل وہی استدلال ہے جو منہاج الکرامہ کے رافضی مصنف نے کیا ہے پھر اس رافضی مصنف کی شیخ الاسلام نے منہاج السنہ میں جو خبر لی ہے دنیا جانتی ہے۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی شیعہ کی بیان کردہ روایت صاف جھوٹ ہے ثعلبی کی تفسیر موضوعات کا طومار ہے ثعلبی اور اس کا تلمیذ واحدی دونوں ''حاطب لیل'' (رات کا لکڑہارا جو خشک و تر میں تمیز کیے بغیر ہر قسم کی

لکڑیاں جمع کرتا ہے) تھے...... شیعہ مصنف نے اپنی تائید میں ثعلبی کا حوالہ دیا ہے ہم کہتے ہیں کہ ثعلبی نے حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی نیز ثعلبی نے عبدالملک سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابوجعفر باقر سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو انھوں نے فرمایا اس سے سب مومن مراد ہیں میں نے عرض کیا بعض لوگ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد لیتے ہیں یہ سن کر امام باقر نے فرمایا اہل ایمان میں علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں ضحاک سے بھی یہی مروی ہے علی بن ابی طلحہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا ''سب مومن و مسلم اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں'' ہم شیعہ کے ادعاء اجماع کو معاف کرتے اور ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں ایک سند صحیح ہی پیش کر دیں ثعلبی سے ذکر کردہ روایت ضعیف ہے اور اس کے راوی متہم بالکذب ہیں باقی رہا فقیہ ابن المغازلی واسطی تو اس کی کتاب اکاذیب کا پلندہ ہے اس حقیقت سے ہر وہ شخص آشنا ہے جو علم حدیث سے معمولی واقفیت بھی رکھتا ہے اگر آیت کا یہ مطلب لیا جائے کہ حالت رکوع میں بھی زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے تو یہ موالات کی شرط ٹھہرے گی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی مسلمان ولی نہیں بن سکے گا بنا بریں حسن رضی اللہ عنہ، و حسین رضی اللہ عنہ بھی امام نہیں ہوں گے علاوہ ازیں اس آیت میں یقیمون الصلوۃ جمع کا صیغہ ہے لہٰذا فرد واحد اس کا مصداق نہیں ہو سکتا علاوہ ازیں تعریف کسی اچھے کام پر کی جا سکتی ہے اگر یہ اچھا کام ہوتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے اور اس کی ترغیب دیتے نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ بار بار یہ فعل سرانجام دیتے ظاہر ہے کہ نماز میں ایک طرح کا انہماک ہوتا ہے لہٰذا یہ فعل نماز کے منافی ہے پھر یہ کہنا کس حد تک درست ہے کہ ولی وہی شخص ہوگا جو حالت رکوع میں زکوٰۃ دے علاوہ ازیں ''ویوتون الزکوۃ'' کے الفاظ وجوب زکوٰۃ پر دلالت کرتے ہیں حالانکہ عہد رسالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تنگدست تھے اور زکوٰۃ ان پر فرض نہ تھی چاندی کی زکوٰۃ اس شخص پر فرض ہوتی ہے جو نصاب کا مالک ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ صاحب نصاب نہ تھے مزید برآں اکثر علماء کے نزدیک زکوٰۃ میں انگوٹھی کا دینا کافی نہیں حقیقت یہ ہے کہ شیعہ

مصنف کی ذکر کردہ آیت مندرجہ ذیل آیت کی مانند ہے اور ان میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾

(البقرہ: ٤٣)

﴿اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِيْ وَ ارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ (آل عمران: ٤٣)

متنازعہ آیت کی صحیح تفسیر:

مفسرین کے یہاں یہ بات عام طور سے معروف ہے کہ زیر نظر آیت موالات کفار سے روکنے اور اہل اسلام کے ساتھ دوستانہ مراسم استوار کرنے کے سلسلہ میں نازل ہوئی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاق کلام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ تم میں سے جو شخص ان سے دوستی لگائے گا وہ انہی میں سے ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ:۵۱،۵۲)

اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کے بعد فرمایا ''جن لوگوں کے دل میں کھوٹ ہے آپ دیکھتے ہیں کہ وہ بھاگ بھاگ کر ان (یہود و نصاریٰ) کی طرف جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں (ان کے ساتھ دوستی نہ لگانے کی صورت میں) کسی مصیبت میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ عنقریب ہی کسی فتح یا کسی اور بات کی بشارت سنائے گا جس سے وہ ان باتوں پر نادم ہوں گے جو انھوں نے اپنے جی میں پوشیدہ رکھی تھیں'' اس کے بعد یہ فرمایا ''انما ولیکم اللہ '' اس سے معلوم ہوا کہ یہ مومنین کا عام وصف ہے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ اور سابقین اولین صحابہ ان میں بالا ولیٰ داخل ہیں جو شخص حدیث نبوی میں غور کرے گا اس پر شیعہ مصنف کی دروغ گوئی واضح ہوگی اور اگر شیعہ کی ذکر کردہ تفسیر صحیح ہوتی تو جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور ان کی مدد کا حق ادا نہیں کیا تھا وہ ذلیل و خوار ہو جاتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ مظفر و منصور ہوئے اور انھوں نے بلاد فارس و روم اور قبط کو فتح کیا شیعہ کا دعویٰ ہے کہ شہادت عثمان تک سب امت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا یہ تاریخ کی مسلمہ حقیقت ہے کہ امت

مسلمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک ہر میدان میں کامیاب و کامران رہی ایسا غلبہ بعد میں کبھی حاصل نہیں ہوا حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امت کا شیرازہ بکھر گیا ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معاون تھا اور دوسرا مخالف تیسرا گروہ غیر جانبدار تھا۔''

(المنتقی من، منہاج السنۃ)

امام ابن تیمیہ کی اس وضاحت کے بعد شیعہ صاحبان کا استدلال باطل اور انصاری صاحب کا زعم فاسد ہوگیا اب ہم اس روایت کے راویوں کا مختصر ذکر کرتے ہیں اس کا راوی عیسیٰ بن عبداللہ ہے یہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتا ہے دارقطنی کہتے ہیں متروک الحدیث ہے امام ذہبی نے اس کی متعدد روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ اپنے باپ دادا سے موضوع روایات نقل کرتا ہے (میزان ۳۔ ۳۱۵) یہ روایت ابن مردودیہ، ابن جریر، اور عبدالرزاق بن ہمام نے بھی نقل کی ہے اس کی ایک سند حسب ذیل ہے عبدالرزاق، عبدالوہاب بن مجاہد، مجاہد بن جبیر، ابن عباس امام ذہبی رحمہ اللہ عبدالوہاب بن مجاہد کے حالات میں رقم طراز ہیں کہ ابن ابی مریم نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ اس عبدالوہاب کی روایت نہ لکھی جائے امام احمد نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ یہ کچھ بھی نہیں ضعیف ہے امام بخاری نے وکیع سے نقل کیا ہے کہ اس عبدالوہاب نے اپنے والد سے کوئی روایت نہیں سنی ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام روایات ایسی ہوتی ہیں جن کی کوئی متابعت نہیں کرتا (میزان ۲۔۶۸۲) عبدالرزاق آخر عمر میں رافضی ہوگیا تھا اور ۲۰۰ میں نابینا بھی ہوگیا تھا، حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں یہ روایت کسی سند سے بھی صحیح نہیں اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوئی ہے اور ان لوگوں (رافضیوں) نے جو یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ'' انما انت منذر ولکل قوم ھاد '' اور'' یطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیماً واسیرا '' اور اسی طرح'' اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن امن باللّٰه والیوم الاخر '' اور اسی طرح کچھ اور آیات جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب کی جاتی ہیں ان میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں اور اس طرح ابن عباس کا یہ قول کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جتنا قرآن نازل ہوا

اتنا کسی کے بارے میں نازل نہیں ہوا نیز یہ روایت کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تین سو آیات نازل ہوئیں ان میں سے کوئی روایت بھی صحیح نہیں اور نہ یہ اور نہ وہ۔''

(البدایہ والنہایہ ۷۔ ۳۵۸)

حدیث طیر:

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ وہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے پاس ایک پرندے کا گوشت آیا آپ نے دعا فرمائی اے اللہ مخلوق میں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اسے میرے پاس بھیج دے تا کہ وہ میرے ساتھ شریک ہو کر اس پرندے کا گوشت کھائے اتنے میں علی رضی اللہ عنہ آ گئے اور انھوں نے آ کر حضور کے ساتھ وہ گوشت کھایا۔ یہ حدیث سب محدثین کے نزدیک من گھڑت ہے مشہور محدث امام حاکم سے ''حدیث الطیر'' کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا ''یہ حدیث صحیح نہیں'' حالانکہ حاکم تشیع کی جانب منسوب ہے باوجود اس کے امام حاکم نے کہا یہ صحیح نہیں ہے محدثین میں سے کوئی عالم ایسا نہیں جو حضرت علی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دیتا ہو اس روایت کی کوئی ایک سند بھی ایسی نہیں جو صحیح ہو اس کا حال تو تار عنکبوت جیسا ہے جو کچھ انصاری صاحب نے لکھا ذرا وہ بھی پڑھ لیجیے۔

۱: انصاری صاحب لکھتے ہیں ''امام دارقطنی نے فرمایا اس حدیث کو عیسیٰ بن عمر نے سدی سے بیان کیا ہے۔ اس حدیث کے اور بھی شواہد ہیں۔ حدیث قطن بن نسیر بسنده عن عبدالله بن المثنیٰ عن عبدالله بن انس بن مالك عن ابيه (دیکھئے: الکامل لابن عدی ۲۔ ۵۰۷ دوسرا نسخہ ۲۔ ۳۸۵) اس میں قطن بن نسیر جمہور کے نزدیک ضعیف ہے اور باقی سند حسن لذاتہ ہے۔

۲: حدیث الطبرانی بسنده عن يحيیٰ بن ابی كثير عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ (المعجم الاوسط ۲۔ ۴۴۲، ۴۴۳) اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے اول امام طبرانی کا استاد ابوبکر احمد الجعد الوشاء نامعلوم التوثیق ہے دوئم یحییٰ بن ابی کثیر کی سیدنا انس سے

روایت منقطع و مدلس ہے۔

۳: حدیث الطبرانی بسندہ عن سفینہ (المعجم الکبیر ۷۔ ۸۲ ح ٦٤٣٧)اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے اول طبرانی کے استاد عبید العجلی کی توثیق نامعلوم ہے۔ دوئم سلمان بن قرم ضعیف ہے۔

۴: حدیث طیر کی بہت سی سندوں میں سے تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۹۲/۴۵) میں امام دارقطنی والی روایت حسن لذاتہ ہے اس روایت کی مختصر تحقیق درج ذیل ہے:

۵: ابن عساکر کے استاذ ابو غالب بن البنا ثقہ تھے۔(سیر الاعلام النبلاء ۱۹۔ ٦٠٣)

٦: ابن البناء کے استاذ ابوالحسین بن الابنوی ثقہ تھے۔(النبلاء ۱۷۔ ۸۵)

۷: ابن آبنوی کے استاذ امام دارقطنی مشہور ثقہ امام تھے۔

۸: امام دارقطنی کے استاذ محمد بن مخلد بن حفص الجوہری ثقہ تھے۔(تاریخ بغداد ۳۔ ۳۱۱)

۹: محمد بن مخلد کے استاذ حاتم بن اللیث بن الحارث الدوری ثقہ تھے۔

(تاریخ بغداد ۸۔ ٢٤٥)

۱۰: حاتم بن اللیث کے استاد عبیداللہ بن موسیٰ بن باذام العبسی الکوفی صحیحین کے راوی اور ثقہ وصدوق تھے حافظ ابن حجر نے کہا "ثقه وكان يتشيع" وہ ثقہ تھے تشیع کے قائل تھے (تقریب التهذیب ٤٣٤٥) ثقہ وصدوق عندالجمہور راوی پر تشیع وغیرہ کی جرح سے اس کی حدیث ضعیف نہیں ہوتی بلکہ حسن یا صحیح رہتی ہے لہٰذا یہاں تشیع وغیرہ کی جرح مردود ہے۔

۱۱: عبیداللہ بن موسیٰ کے استاذ عیسی بن عمر الاسدی الہمدانی ابو عمر القاری الاعمیٰ صاحب الحروف ثقہ تھے۔(تقریب التهذیب)

۱۲: عیسی بن عمر القاری کے استاذ اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ (سدی کبیر) صحیح مسلم کے راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث تھے (تقریب التہذیب ا۔ ۱۳٦) آپ پر تشیع کا الزام ہے جو کہ جمہور کی توثیق کے

بعد یہاں مردود ہے جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی پر اگر بدعتی ہونے کا اعتراض ہو اور اس کی روایت بظاہر اس کے مسلک کی تائید میں ہو تب بھی صحیح یا حسن ہوتی ہے(التنکیل بما فی تأنیب الکوثری من الاباطیل ١۔ ٤٢ تا ٥٤)اور اس سلسلے میں جوزجانی بدعتی کا اصول صحیح نہیں ہے لہٰذا روایت مذکور میں تشیع کا الزام لگا کر رد کرنا صحیح نہیں۔'' (خادم دین متین)

جاہل انصاری کی جہالتیں آپ نے ملاحظہ فرمائیں اور جو اس نے علمی خیانتیں کی ہیں ہم اس کی بے کسی و بے بسی اور لاچاری کے سبب نظر انداز کر رہے ہیں۔ انصاری صاحب نے پہلی سند نقل کی تو اس میں قطن بن نسیر کذاب تھا دوسری منقطع و مدلس اور تیسری میں طبرانی کے استاد کی توثیق نامعلوم ہے پھر سلمان بن قرم کذاب ہے اور پھر جو بزعم خود بڑی معتبر سند نقل کی اس میں رافضی کذاب تھے۔ اسماعیل بن عبدالرحمٰن (سدی کبیر) رافضی کذاب ہے اور شیخین کو سب کرنے میں اس قدر مشہور ہے کہ محتاج بیان نہیں مشہور غالی رافضی ہے۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں اس کی روایات میں ضعف ہوتا ہے ابو حاتم کہتے ہیں اس کی حدیث حجت نہیں، عبدی بن مہدی کا بیان ہے کہ یہ سدی ضعیف ہے لیث فرماتے ہیں کہ کوفہ میں دو شخص سب سے زیادہ جھوٹے ہیں ایک سدی اور ایک کلبی، حسین بن واقد کا بیان ہے کہ میں سدی کے پاس روایات سننے گیا ابھی میں اس کی مجلس سے اٹھا بھی نہ تھا کہ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں (میزان الاعتدال) سدی سے یہ کہانی نقل کرنے والا عبیداللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی ہے شیعہ ہے صحیح بخاری میں اس سے روایات مروی ہیں محدثین کے نزدیک مختلف فیہ ہے یحییٰ بن معین اور ابو حاتم رازی نے اسے ثقہ کہا ہے لیکن ابو حاتم یہ بھی فرماتے ہیں کہ عبیداللہ سے زیادہ محتاط تو ابونعیم ہے ابوداود سجستانی فرماتے ہیں وہ تو ایک آگ لگانے والا شیعہ ہے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں یہ احادیث میں خلط ملط کرتا ہے اس نے بدترین قسم کی احادیث روایت کی ہیں اور ان بلاؤں کا موجد وہ خود ہے میں نے اسے مکہ میں دیکھا تھا لیکن میں نے اس سے حدیث سننا پسند نہیں کیا ذہبی کہتے ہیں بظاہر بہت

عابد زاہد تھا اور حرام سے بہت پرہیز کرتا تھا ۲۱۳ میں اس کا انتقال ہوا۔ (میزان ۳۔۱۶)

اس کا ایک راوی سفیان بن وکیع ہے اس کا کاتب اس کی روایات میں اضافہ اور خلط ملط کرتا رہتا اور یہ اپنے خرابی حافظہ کے باعث وہ روایت جیسی لکھی پاتے اسے جوں کا توں بیان کر دیتے اور یہ بھی امکان ہے کہ یہ اپنے والد وکیع بن الجراح الکوفی کی طرح شیعہ مذہب رکھتے ہوں اور اپنے جھوٹ کو کاتب کے سر منڈھتے ہوں۔ الغرض اس روایت کی سند میں چار مجروح ہیں اس لیے ابن جوزی رحمہ اللہ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ اور سراج قزوینی نے حاشیہ ترمذی میں اسے موضوع کہا امام ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں اس کا خوب آپریشن کیا ہے علامہ محمد طاہر پٹنی لکھتے ہیں کہ اس کی تمام سندات باطل ہیں خطیب بغدادی نے اس روایت اور ایسی ہی فضائل کی روایتوں کے سبب حاکم مصنف مستدرک کو رافضی قرار دیا ہے کہ انھوں نے باوجود علم رکھنے کے یہ موضوع ہے یہ روایت المستدرک میں نقل کی۔

علاوہ ازیں اس من گھڑت روایت کے برعکس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہونا اور سب سے افضل ہونا ایسی صحیح احادیث سے ثابت ہے جو روز روشن کی طرح واضح اور احد پہاڑ کی طرح مضبوط ہیں اور ان کی سندات اس قدر اعلیٰ نہایت وزنی اور ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں کہ اپنی مثال آپ ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ ہم فضائل ابوبکر صدیق کے تذکرہ میں کر چکے ہیں۔

انصاری صاحب کی بے بسی اور زچ ہونا:

انصاری صاحب نے اس باطل روایت کو حسن ثابت کرنے کے لیے جان جوکھوں سے کام لیا مگر پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے جو سندیں انھوں نے نقل کیں کسی میں شیعہ رافضی کذاب ہیں کوئی منقطع و مدلس ہے کوئی سخت ضعیف کسی کی توثیق نامعلوم ہے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر جب کامیابی نہ مل سکی تو بے بسی میں زچ ہو کر غصہ نکالا محدثین اور صحابہ کرام پر پہلے منہ سے ''پھول جھڑے'' تو ''فرمایا'' جوزجانی بدعتی ہے پھر بھی مقصد حل نہ ہوا تو صحابہ کرام کی عصمت وعدالت پر حملہ کیا اور اپنے گندے ذہن گھٹیا سوچ اور گندے قلم سے لکھتا ہے ''بعض

علماء کہتے ہیں سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ صحابہ عدول نہیں جو مولا علی سے لڑے ہیں کیونکہ وہ صحابہ فاسق ہیں امام برحق پر خروج کرنے کی وجہ سے...... بنانے کو تو محدثین نے یہ اصول بنا دیا ہے کہ سب صحابہ عدول ہیں لیکن یہ اصول کتاب وسنت کے نصوص سے متصادم ہے۔

(خادم دین متین ص ۱۲۹، ۱۳۰)

''عمار کو معاویہ کے باغی گروہ نے قتل کیا تھا'' (ص ۱۳۱) عمرو بن العاص کی حدیث (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے) یہ حدیث ان احادیث صحیحہ (جن کا ذکر ہم کر چکے جو سب موضوع ہیں ثاقب) کے متعارض ہے لہٰذا ساقط ہے...... امام حاکم المستدرک میں اور حافظ ذہبی تلخیص میں بی بی عائشہ کا یہ قول بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح تسلیم کرتے ہیں کہ بی بی عائشہ نے نہ صرف عمرو بن العاص کی تکذیب کی بلکہ اس پر لعنت کی (رافضیوں کی اختراع ہے بالکل جھوٹ ہے) فقالت لعن الله عمرو بن العاص فانهٔ زعم لي انه قتله بمصر (المستدرک ۴۔۱۳) اس کے بعد بھی جب جاہل انصاری کو اپنے ہی نقل کردہ دلائل گلی کے تنکوں کی طرح فضول لگے تو اس گھبراہٹ میں انصاری صاحب اپنا دعویٰ بھی بھول گئے صحابہ کے دشمنوں کی عقل اللہ اسی طرح سلب کر لیتا ہے جب انصاری اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی حدیث طیر صحیح ثابت نہ کر سکا تو خود اپنے ہی دعویٰ کی تردید کرنے لگتا ہے اور چند احادیث نقل کرتا ہے پھر یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے'' ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہ بن زید سرکار کو تمام لوگوں سے محبوب تھے سوائے پاک بتول کے۔'' (ص ۱۳۲)

جبکہ جناب کا دعویٰ تھا کہ حضرت علی سرکار کو سب لوگوں سے محبوب تھے۔

تمہیں تقصیر اس بت کی جو ہے میری خطا لگی
ارے لوگو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے:

«انا مدينة العلم وعلي بابها» حد درجہ ضعیف ہے اگرچہ اسے ترمذی نے روایت کیا

ہے تاہم یہ موضوعات میں شمار کی جاتی ہے ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے جملہ طرق موضوع ہیں اس کا متن خود اس کے موضوع ہونے کی شہادت دیتا ہے جب آپ کی ذات علم کا شہر ہوئی اور اس کا دروازہ ایک (حضرت علی) ہوا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضور ﷺ کے اقوال و ارشادات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنحضور ﷺ کے اقوال و ارشادات کو لوگوں تک پہنچانے والے اتنے کثیر التعداد لوگ ہونے چاہیں کہ جن سے خبر متواتر حاصل ہو اس لیے کہ خبر واحد سے وہ علم حاصل نہیں ہوتا جو قرآن و احادیث متواترہ سے حاصل ہوتا ہے یہ بات بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ آنحضور نے کتاب و سنت کا جو علم اکناف عالم میں پھیلایا تھا اس سے سب کرہ ارض معمور ہو چکا ہے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منفرد روایات آنحضور ﷺ سے حد درجہ قلیل ہیں پھر یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضور کے علم کا واحد دروازہ تھے اگر یہ کہا جائے جیسا کہ انصاری نے کہا ہے کہ اس سے مراد علم باطنی ہے تو یہ بھی بالکل کذب بیانی ہے باطنیت گمراہی کا دوسرا نام ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کسی بات میں خاص نہیں کیا جس میں لوگوں کو عام کیا ہو۔ اسی طرح ایک دوسری روایت ''انا دارالحکمۃ وعلی بابھا'' مذکورہ حدیث کو ابونعیم نے حضرت علی سے مرفوعا روایت کیا ہے امام ابن الجوزی فرماتے ہیں موضوع ہے۔

نور الدین علی بن سلطان المعروف حضرت ملا علی قاری نے اس کا ذکر موضوعات کبیر میں کیا ہے لکھتے ہیں۔

> ''یہ حدیث منکر ہے سخاوی کہتے ہیں اس کی صحت کی کوئی وجہ موجود نہیں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ بالکل جھوٹ ہے اس کی کوئی اصل نہیں ابو حاتم اور یحییٰ بن سعید القطان کی بھی یہی رائے ہے ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں نقل کیا ہے ذہبی وغیرہ نے اسے موقوف قرار دیا ہے ابن دقیق العید کہتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ باطل ہے۔'' (موضوعات کبیر ص ۱۱۴)

حضرت علی میرے وصی ہیں:

رسول اللہ ﷺ سے منسوب کیا جاتا کہ آپ نے فرمایا ''علیؓ بن ابی طالب میرا بھائی میرا وزیر میرے کنبہ میں سے میرا دوست اور میرے بعد میرے قرض کو ادا کرنے والے ہیں اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔''

جمہور محدثین کے نزدیک یہ موضوع ہے محدث ابن جوزی نے ''کتاب الموضوعات'' میں یہ روایت حضرت انس سے بیان کی ہے اور فرماتے ہیں من گھڑت اور بے اصل ہے محدث ابن حبان فرماتے ہیں موضوع ہے مطر نامی راوی موضوعات روایت کرتا ہے اس سے روایت کرنا حلال نہیں ابن عدی کے واسطہ سے بھی یہ روایت اسی طرح بیان کی گئی ہے اس روایت کا مدار مطر نامی راوی پر ہے جو کذاب ہے اس میں ''خلیفتی ووصی '' کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ ''خلیفتی فی اھلی '' کے الفاظ ہیں ''وصیی و موضع سری وخلیفتی فی اھلی وخیرہ من اخلف بعدی علی ابن ابی طالب '' ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ موضوع ہے جیسا کہ صغانی نے درالملتقط میں لکھا ہے۔ یہ شیعوں کی مفتریات میں سے ہے اللہ تعالیٰ کی ان پر مار پڑے کیسی کیسی تہمتیں لگاتے ہیں۔'' (موضوعات کبیر ص ۴۴۳) امام عبدالغنی نے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے امام جوزقانی نے کہا یہ حدیث باطل و بے اصل ہے۔ ''ھذا وصی واخی والخلیفة من بعدی فاسمعواله واطیعوا له '' یہ (علی) میرا بھائی میرا وصی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے یہ من گھڑت ہے پھر یہ کذاب اس بات کے قائل ہیں کہ تمام صحابہ نے اس کو چھپایا اور اسے بدل دیا اور سب کے سب مخالفت پر متفق ہو گئے تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو ایسے ہی ان کی یہ روایات کہ حضرت علی ؓ کے لیے عصر کے بعد سورج لوٹا دیا گیا اور تمام لوگ اس کا مشاہدہ کرتے تھے اور اتنی بڑی بات کے باوجود بھی لوگوں میں اس واقعہ کی شہرت نہ ہوسکی اور اسماء بنت عمیس کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہوا (یہ سب رافضیوں کی اختراعات ہیں)۔ (موضوعات کبیر ص ۳۹۸)

«سُئِلَ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم من وصيه؟ فقال من كان وصى.»

«موسٰی ؟ قال یوشع قالَ فَاِنَّ وَصِيِّ ووارثی یقضی دینی وینجز موعدی وخیر من اَخْلَفُ بعدی علی.»

من گھڑت اور بے اصل ہے میزان الاعتدال میں مذکور ہے کہ یہ روایت مکذوب ہے امام حاکم نے اسے بریدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کی سند میں ایک وضاع راوی ہے۔ (الفوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ امام شوکانی)

حضرت علی کی شناخت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم نے اللہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہچانا ہے یا اللہ کے واسطہ سے محمد کو فرمایا میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف محتاج نہیں ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نفس سے پہچانا ہے جیسے اس نے بلا کیف چاہا۔

من گھڑت ہے اس کا راوی محمد بن سعید ہروی اس روایت کے وضع میں متہم ہے۔

(الفوائد المجموعہ ص ۴۵۵)

اولین و اخرین کا علم:

«لما غسلت النبی علیه الصلوة والسلام اقتلصت میاه محابر عینیه ای ارتفعت میاه حدقته فشربته فورشت علم الاولین والاخرین.»

(کشف الخفا رقم:۲۰۷۷)

یعنی جب (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تو پانی آپ کی آنکھوں کے گڑھوں پر بلند ہو گیا میں نے اسے پی لیا تو مجھے اولین و اخرین کا علم دے دیا گیا۔

من گھڑت اور بے اصل ہے شیعہ رافضیوں کی وضع کردہ ہے امام نووی فرماتے ہیں یہ باطل ہے صحیح نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں رافضیوں کا قول ہے اور یہ کلام بلحاظ اصل اور بلحاظ فرع ہر دو طرح سے باطل ہے۔ (موضوعات کبیر ص ۲۵۹)

لا سیف الا ذوالفقار لافتی الاعلی:

ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں اور علی کے علاوہ کوئی جوان نہیں۔ ملا علی قاری کہتے ہیں اس کا بطلان انہی الفاظ سے ظاہر ہے کہ اگر بدر کے روز آسمان سے یہ ندا آتی تو اسے صحابہ کرام سنتے اور ان سے بڑے بڑے ائمہ نقل کرتے ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بدر کے روز نقاروں کی آواز کو اب زمانہ زیادہ گزر جانے کے باعث فرشتوں کی جانب منسوب کیا جاتا ہے یہ عقلاً بھی باطل ہے اور نقلاً بھی' (موضوعات کبیر ص ۳۵۲) شیعہ رافضیوں کی وضع کردہ ہے اس کا تذکرہ موضوعات کی کتب میں ملتا ہے۔

علی دنیا و آخرت کا بھائی ہے:

«یاعلی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ.» ''اے علی تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔'' یہ حدیث موضوع ہے ترمذی نے اس کو (۴۔ ۳۲۸) میں ابن عدی ؒ نے (۱۔۵۹،۱۔۶۹) اور حاکم نے (۳۔۱۴) میں حکیم بن جبیر کے طریق سے اس نے جمیع بن عمیر سے اس نے سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں وارد ہوئے تو آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان رشتہ مواخات قائم کیا تو علی ؓ آئے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے اپنے صحابہ کرام کے درمیان رشتہ مواخات قائم کیا ہے جبکہ مجھے کسی کے ساتھ اس رشتہ میں نہیں ملایا تو اس کو نبی ﷺ نے مخاطب کر کے فرمایا اے علی ؓ تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے جبکہ ترمذی کے شارح علامہ مبارکپوری ؒ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے واضح کیا کہ حکیم بن جبیر ضعیف ہے شیعہ رافضی ہے میں کہتا ہوں (علامہ محمد ناصر الدین البانی) جرم اس اکیلے حکیم کے ذمہ لگانا انصاف نہیں ہے اس کے دو اسباب ہیں پہلا سبب یہ ہے کہ اس کا شیخ جمیع بن عمیر متہم ہے ذہبی نے کہا کہ ابن حبان ؒ نے کہا وہ رافضی ہے احادیث وضع کرتا تھا اور ابن نمیر نے کہا ہے وہ بہت زیادہ جھوٹ کہنے والا تھا بعد ازاں اس کی حدیث کو ذکر کیا ہے جبکہ دوسرا سبب یہ ہے کہ ابن جبیر

اس روایت کے ساتھ جمیع سے متفرد نہیں ہے تو بلاشبہ سالم بن ابی حفصۃ نے اس کی متابعت کی ہے اور وہ ثقہ ہے لیکن اس کی سند میں اسحاق بن بشر کاہلی ہے ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ اور موسی بن ہارون نے اس کو کذاب (رافضی) کہا ہے جبکہ دار قطنی رحمہ اللہ نے کہا ہے اس کا شمار ان لوگوں سے ہے جو حدیث وضع کیا کرتے ہیں اس نے حاکم کے طریق سے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے جمیع راوی متہم ہے اور کاہلی راوی تباہ و برباد شخص ہے اور مزید اس کی متابعت کثیر النواء نے کی ہے ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کو روایت کیا ہے تو اس حدیث میں اصل آفت یہ جمیع راوی ہے جبکہ ابن عدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس کی اکثر روایات ایسی ہیں جن کی متابعت اس کے علاوہ کسی نے نہیں کی اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی ﷺ کا علی سے رشتہ مواخات قائم کرنا جھوٹی بات ہے نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کو مختصر (منہاج السنۃ ۳۱۷) میں برقرار رکھا ہے۔الاحادیث الضعیفة والموضوعة۔(از علامہ البانی ۳۔۶۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں:

«من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر» جو آدمی یہ نہ کہے کہ حضرت علی سب سے افضل ہیں وہ کافر ہے۔اس کو حافظ خطیب نے حضرت علی سے مرفوعا روایت کیا من گھڑت اور بے اصل ہے اس کے وضع کا مجرم محمد بن کثیر کوفی ہے۔

امام حاکم نے اس کو حضرت ابن مسعود سے مرفوعا نقل کیا ہے۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل نے کہا کہ اے محمد ﷺ علی خیر البشر ہیں جو اس بات سے انکار کرے اس نے کفر کیا اس حدیث کی سند میں محمد بن علی جرجانی پر وضع حدیث کا الزام ہے نیز اس کی سند میں دوسرا راوی بھی محمد بن شجاع ثلجی کذاب ہے اور سند کا تیسرا راوی عمر بن حفص کوفی ہے اور ساقط الاعتبار ہے اس کو حافظ خطیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی لفظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے مگر اس میں حضرت جبرائیل کا ذکر نہیں یہ بھی من گھڑت ہے میزان الاعتدال میں حافظ ذہبی نے اس حدیث کو باطل کہا ہے اس سے ملتی جلتی ایک روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «علی خیر البریہ» علی سب سے زیادہ بہتر ہیں اسے امام عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کی سند میں احمد بن سالم ابوسمرہ ساقط الاعتبار ہے میزان الاعتدال میں اسے کذاب کہا گیا ہے حافظ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے، ہم حیران ہیں کہ انصاری صاحب شیعہ روافض کا پورا ٹکسال ہی اٹھا لائے ہیں اور سب موضوعات کو اکٹھا کر لائے ہیں۔

جنت کا رفیق علی رضی اللہ عنہ:

«یا علی انت أخی وصاحبی ورفیقی فی الجنۃ.» ''اے علی تو میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے اور جنت میں میری رفاقت میں ہوگا۔'' یہ حدیث موضوع ہے الخطیب نے اس حدیث کو (۱۲۔۲۶۸) میں عثمان بن عبدالرحمٰن کے طریق سے روایت کیا ہے اس نے بتایا کہ ہمیں محمد بن علی بن حسین نے اپنے باپ سے اس نے سیدنا علی سے مرفوع روایت کیا ہے میں کہتا ہوں (علامہ ناصر الدین البانی) اس کی اسناد من گھڑت ہیں اس کی اسناد میں عثمان بن عبدالرحمان قرشی (راوی) کذاب ہے متعدد بار اس کا تذکرہ ہو چکا ہے جبکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بھائی چارے کی سبھی احادیث جھوٹ کا پلندہ ہیں علامہ ذہبی نے مختصر المنہاج میں (۴۶۰) پر اسے برقرار رکھا ہے۔ (الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ، البانی ۳۔۶۳)

علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وحی:

«ان اللّٰہ تعالیٰ اوحی الی فی علی ثلاثۃ اشیاءٍ لیلۃ أسریٰ بی أنّہٗ سید المومنین وامام المتقین وَقَائِد الغرّ المحجلین.»

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں میری جانب اس رات کو تین باتوں کی وحی کی ہے جس رات مجھے اسراء کرایا گیا کہ علی رضی اللہ عنہ ایمانداروں کا سردار ہے اور پرہیزگاروں کا امام ہے اور ان لوگوں کا قائد ہے جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔

یہ حدیث موضوع ہے امام طبرانی نے اس کو المعجم الصغیر (ص ۲۱۰) پر ذکر کیا ہے اس کی اسناد اس طرح ہیں کہ امام طبرانی مجاشع بن عمرو سے اس نے کہا ہمیں عیسیٰ بن سوادہ النخعی نے بیان کیا اس نے کہا ہمیں ہلال بن ابی حمیدوز نے بیان کیا اس نے عبداللہ بن حکیم الجہنی سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ اس اسناد میں مجاشع (راوی) متفرد ہے میں کہتا ہوں (علامہ البانی) وہ تو کذاب ہے اور اسی طرح اس کا استاذ عیسیٰ بن سوادہ کذاب ہے اور صرف اسی کے باعث ہیثمی رحمہ اللہ نے (۹۔۱۲۱) میں اس کو معلون قرار دیا ہے اور اس پر اکتفا کیا ہے جبکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس شخص کے ہاں موضوع بھی ہے جس کا تعلق معمولی سا بھی فن حدیث کے ساتھ ہے اس کی نسبت ہرگز رسول اللہ ﷺ کی جانب کرنا درست نہیں اور ہم کسی کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ مسلمانوں کا سردار ہو اور پرہیز گاروں کا امام ہو اور سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کا لیڈر ہو سوائے ہمارے نبی محمد ﷺ کے آپ کو ہی یہ سب عظمتیں حاصل ہیں جبکہ لفظ بھی مطلق ہے اس لیے کہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ ''میرے بعد ہو'' امام ذہبی رحمہ اللہ نے مختصر المنہاج میں (۴۷۳) میں اس کو باقی رکھا ہے۔ (الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ص ۶۳)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس کا رد کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ ''اب سوال یہ ہے کہ (بقول شیعہ) جب سب مسلمان کافر و فاسق ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کس کی قیادت کریں گے؟ آنحضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے بروز قیامت وضو کے آثار کی وجہ سے میری امت کے لوگوں کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے اور میں حوض کوثر پر تمہارا پیشوا اور راہنما ہوں گا'' مذکور صدر حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو شخص وضو کرتے وقت اپنا منہ اور ہاتھ پاؤں دھوتا ہے وہ بروز قیامت ان لوگوں میں سے ہوگا جن کے ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے اس کے مصداق شیعہ کے سوا آپ کی جمہور امت ہے کیونکہ شیعہ وضو کرتے وقت پاؤں نہیں دھوتے لہٰذا ان کے پاؤں سفید نہیں ہوں گے لہٰذا سرور کائنات اور حضرت علی بروز قیامت ان کی قیادت بھی نہیں کریں گے۔ (المنتقی من منہاج السنۃ ص ۲۹۷)

مرحب کا قاتل اور خیبر کا دروازہ:

سیرۃ النبی کی کتابوں میں ابن اسحاق کی سیرۃ غالباً قدیم ترین ہے یہ شخص مدینے میں ۸۵ھ میں پیدا ہوا تھا اور بغداد میں ۱۵۱ھ میں فوت ہوا عقائد کے لحاظ سے شیعہ تھا اس کی تصنیف موسومہ سیرۃ رسول ﷺ کو ابن ہشام نے ایڈٹ (مرتب) کیا جو بصرے میں پیدا ہوا تھا اور ۲۱۸ھ میں فسطاط (مصر) میں فوت ہوا ابن اسحاق کی سیرت آج کل ابن ہشام کے نام سے معروف ہے ابن اسحٰق غزوہ خیبر کے سلسلے میں لکھتا ہے ''عبداللہ بن سہیل نے مجھ سے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا کہ مرحب یہودی مسلح ہو کر قلعے سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں رجز پڑھنے کے بعد اس نے سب مسلمانوں کو دعوت مبارزت دی اس کے جواب میں کعب بن مالک نے یہ رجز پڑھا خیبر جانتا ہے کہ میں کعب ہوں۔ رجز خوانی کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اس شخص کا مقابلہ کون کرے گا؟ محمد ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مرحب کا مقابلہ میں کروں گا کیونکہ اس شخص نے کل میرے حقیقی بھائی کو قتل کیا تھا یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے انہیں مرحب کے مقابلے میں جانے کی اجازت دی اور ان کی فتح یابی کے لیے دعا کی جب مرحب اور ابن مسلمہ ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے پہلے مرحب نے وار کیا جسے ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ڈھال پر روکا اس کے فوراً بعد انھوں نے وار کیا اور مرحب کو قتل کر دیا ہشام بن عروہ نے بیان کیا کہ مرحب کے قتل کے بعد اس کے بھائی یاسر نے دعوت مبارزت دی تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ مقابلے پر نکلے ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا دشمن میرے بیٹے کو قتل کر دے گا؟ آپ نے جواب دیا نہیں بلکہ تمہارا بیٹا انشا اللہ اپنے دشمن کو قتل کرے گا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے خیبر جانتا ہے کہ میں زبار ہوں اور ان لوگوں کا سردار ہوں، جو غیر فرار ہیں چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے یاسر کو قتل کر دیا۔ بریدہ بن سفیان بن فروہ نے مجھ سے (ابن اسحٰق سے) کہا کہ میرے باپ نے الاکوع سے سنا کہ آنحضرت ﷺ نے (اب دیکھیے مصنف کو کیسے رافضیت کا دورہ پڑتا ہے) ابوبکر کو خیبر کے قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح کرنے کو بھیجا لیکن وہ قلعہ فتح کیے بغیر واپس آ گئے دوسرے دن آنحضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا

لیکن وہی ہوا جو ان سے پہلے ہو چکا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کل جھنڈا اس کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اللہ اس کے ذریعے سے فتح عطا کرے گا.وہ بھاگنے والا نہیں ہے چنانچہ دوسرے دن آپ نے حضرت علی کو بلایا جو آشوب چشم میں مبتلا تھے آنحضرت ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگا دیا اور جھنڈا دے کر فرمایا اسے لے کر جاؤ یہاں تک کہ اللہ تمہارے ذریعے سے فتح عنایت کرے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بعجلت تمام قلعے کے نزدیک پہنچے اور پتھروں کے ڈھیر میں جھنڈا اگاڑ دیا قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے انہیں دیکھ کر نام پوچھا جب انھوں نے نام بتایا تو اس نے کچھ ایسے الفاظ کہے کہ موسیٰ کی وحی کے مطابق تم کامیاب ہو گے...... عبداللہ بن الحسن نے مجھ (ابن اسحٰق) سے کہا کہ میرے خاندان کے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میں ابو رافع (حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام) سے سنا کہ جب آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا دے کر بھیجا اور وہ قلعے کے نزدیک پہنچے تو اس کے محافظ باہر نکلے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی ایک یہودی نے ان پر حملہ کر دیا جس سے ان کی ڈھال ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جلدی سے دوڑ کر ایک در (کواڑ) اٹھالیا جو قلعے کے پاس پڑا تھا اور اس سے ڈھال کا کام لیا جب فتح حاصل ہوگئی تو اسے پھینک دیا میں نے اسے یعنی اس دروازہ کو سات آدمیوں کے ساتھ مل کر اٹھانے کی کوشش کی مگر ہم اسے نہ اٹھا سکے (سیرت ابن اسحاق یعنی ابن ہشام) یہ اقتباسات ابن اسحٰق یعنی ایک شیعہ مصنف اور اس کا شاگرد ابن ہشام جس نے کتاب کو مرتب کیا وہ بھی شیعہ ہے ابن اسحاق اس قدر راسخ العقیدہ شیعہ تھا کہ اس نے اپنی تصنیف میں حضرت ابان بن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی تصنیف کتاب المغازی سے جو اس موضوع پر اولین تصنیف ہے اپنی تصنیف میں کوئی روایت قبول نہیں کی ہے اور نہ اس کا تذکرہ کیا ہے صرف اس لیے کہ حضرت ابان داماد رسول خلیفہ راشد امام مظلوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید فی سبیل اللہ کے بیٹے تھے۔ بہر حال ان اقتباسات سے حسب ذیل حقائق اظہر من الشمس ہیں:

۱: مرحب کو حضرت علی نے قتل نہیں کیا بلکہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے قلعوں میں سے صرف ایک قلعہ فتح کیا تھا۔

۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا بالکل صاف جھوٹ ہے حافظ بزار نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یوم خیبر میں پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ کے بھیجنے اور اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہونے کا جو قصہ ہے اس کے سیاق میں غرابت ہے اور نکارت ہے اور اس کی اسناد میں ایک ایسا شخص ہے جو شیعہ رافضی ہونے کے ساتھ متہم ہے۔

۴: دروازے کو ڈھال بنا لیا اس کو سات آدمی بھی اٹھا نہ سکتے تھے بالکل گپ ہے حاکم اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس دروازے کو چالیس آدمی بھی مل کر نہ اٹھا سکے ابن کثیر لکھتے ہیں یہ روایت بھی ضعیف (نا قابل اعتبار) ہے جابر سے روایت ہے ستر آدمیوں نے اٹھانے کی کوشش کی تھی ابن کثیر فرماتے ہیں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ستر کے ''متبرک'' عدد پر حاملین باب خیبر کی تعداد کا اختتام ہوگیا واضح ہو کہ سات، چالیس، ستر کا شدید اختلاف وضاحت کا محتاج نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے محمد بن اسحاق نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے اور بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے۔ امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے تمام طریقے واہیات ہیں۔

۶: اختصار بقدر ضرورت (البدایہ والنہایہ ۴۔ ۱۸۷ تا ۱۹۰ مطبوعہ مصر) پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق کے زمانہ میں افسانہ تراشوں نے ابھی مرحب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑائی کا افسانہ نہیں تراشا تھا یہ بعد کی اختراع ہے ورنہ ابن اسحاق نے جس نے دروازے کو ڈھال بنانے کا افسانہ تراشا ہے وہ ضرور مرحب کا قاتل بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتا مگر افسوس اہل سنت کے غیر ذمہ دار مصنفین پر جو اس من گھڑت افسانے کو اپنی کتابوں میں نقل کرتے رہے۔ حالانکہ ابن اسحاق شیعہ کی گواہی سے ثابت ہے کہ مرحب کا قتل محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کیا لہٰذا وہ تمام افسانے جو مرحب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس فرضی جنگ کے سلسلے میں تصنیف کیے گئے ہیں خود بخود باطل اور بے اصل و بے

بنیاد قرار پاتے ہیں یہ روائتیں جیسا کہ محدثین اور محققین مثلاً علامہ سخاوی نے لکھا ہے سراسر لغو ہیں۔ (سیرۃ النبی شبلی نعمانی ا۔۴۸۸)

حضرت علی قسیم النار والجنۃ ہیں:

مولا علی کا یہ ارشاد حضرت شاذان فضلی نے رد الشمس میں روایت کیا ہے قاضی عیاض الشفاء میں لکھتے ہیں ''وقد خرج اھل الصحیح والائمۃ ما اطلع بہ اصحابہ من الغیوب وانہ قسیم النار یدخل اولیاءہ الجنۃ واعداوہ النار'' اصحاب اصحاح اور ائمہ حدیث نے وہ احادیث روایت کیں جن میں سرکار رسالت نے اپنے اصحاب کو غیب کی خبریں دیں مولا علی قسیم النار ہیں اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے شفا شریف کی شرح نسیم الریاض میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ ابن اثیر نے نہایہ میں بیان کیا کہ میں دشمنوں کو آگ میں تقسیم کرنے والا ہوں ''انا قسیم النار'' (خادم دین متین ص ۱۴۸، ۱۴۹) اگر صحاح ستہ اور معتبر ائمہ احادیث نے سرکار رسالت ﷺ کی کوئی حدیث نقل کی ہوتی کہ حضرت علی قسیم النار والجنۃ ہیں تو کذاب انصاری صحاح ستہ سے نقل کرتا اور بڑے فخر سے نقل کرتا کیا وجہ ہے کہ اس نے اسے صحاح ستہ سے نقل نہیں کیا معتبر ائمہ محدثین سے نقل نہیں کیا؟ صرف ایک رافضیوں کا من گھڑت قول نقل کیا اور امام شافعی سے منسوب ایک من گھڑت قول نقل کیا پھر امام احمد بن حنبل پر بہتان باندھا اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو امام احمد اسے اپنی مسند میں نقل کرتے ''ینابیع المودۃ'' کس کی کتاب ہے؟ اس کا مصنف کون ہے؟ اور اس کے کذب و افتراء پر مبنی حوالے کس اہمیت کے ہیں؟ پھر یہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے، اور شیعہ رافضیوں کے اقوال ہیں۔

شیعہ شجر نبوت کے پتے ہیں:

جاہل انصاری لکھتا ہے ''ابن جوزی الموضوعات میں لکھتے ہیں ارشاد رسالت ہے میری مثال ایک درخت کی سی ہے میں اس درخت کی اصل ہوں علی اس کی فرع ہیں اور حسنین شریفین اس کے پھل ہیں اور شیعہ اس کے پتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں سے پاکیزہ چیزیں ہی

نکلتی ہیں۔ مقام حدیث: بقول ابن جوزی یہ حدیث بوجہ عباد بن یعقوب موضوع و من گھڑت ہے کیونکہ عباد رافضی ہے اور صاحب مناکیر تھا اور بقول ابن حبان وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی احادیث کو ترک کیا جائے۔ قول: حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں ''صدوق رافضی حدیثه فی البخاری مقرونا بالغ ابن حبان فقال یستحق الترك'' اس سے امام بخاری نے صحیح بخاری میں امام ترمذی نے جامع ترمذی میں اور ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ میں روایت کی ہے۔'' (خادم دین متین ص ۱۴۶)

جاہل انصاری کو یہ من گھڑت افسانہ نقل کرنے کے لیے حدیث کی کوئی کتاب نہ ملی تو موضوعات کے طومار سے اسے اٹھالیا پھر خود اعتراف کیا کہ عباد بن یعقوب رافضی ہے اور یہ حدیث اس کے مذہب کی تائید کرتی ہے اسی لیے ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار فرمایا رہی بات یہ صحیح بخاری کا راوی ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس کی وضاحت ہم کر چکے ہیں اگر ان کے نزدیک یہ صحیح ہوتی تو اسے بھی اپنی کتاب میں شامل کرتے۔ اسی طرح کی ایک اور روایت انصاری صاحب نے نقل کی ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ایک درخت کی طرح ہوں فاطمہ اس کی جڑ ہیں علی اس کی شاخ ہیں حسن و حسین اس کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے ورق ہیں۔'' (مستدرک حاکم)

یہ شیعہ رافضیوں کی وضع کردہ ہے اسے مینا بن ابی مینا یا ہمام نے وضع کیا حاکم نے مینا کو صحابی بتایا ہے حالانکہ یہ صحابی نہیں تابعی ہے امام ذہبی نے تلخیص میں حاکم کی اس بات پر خوب خبر لی ہے کہ مینا صحابی نہیں بلکہ تابعی ہے پھر مجروح ہے ابو حاتم کا بیان ہے یہ جھوٹ بولتا ہے یحیٰی بن معین اور امام نسائی کا بیان ہے کہ ثقہ نہیں دارقطنی کہتے ہیں متروک ہے، شیعہ رافضی ہے صحابہ پر طعن کرتا تھا (میزان ۴۔ ۲۳۷) اس کا دوسرا راوی ابو عبدالغنی جس کا نام حسن بن علی بن عیسی ہے ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کرتا اس کی روایت کسی حال میں لینا جائز نہیں (میزان ا۔ ۵۰۵) مینا سے یہ روایت لینے والا ہمام بن نافع ہے عقیلی کا بیان ہے کہ اس کی احادیث محفوظ نہیں اور ہمام سے اس کے بیٹے

عبدالرزاق کے علاوہ کسی نے روایت نہیں لی ہمام سے یہ داستان نقل کرنے والا عبدالرزاق رافضی ہے اور عبدالرزاق سے عبدالغنی کذاب نے یہ روایت نقل کی ہے۔ انصاری صاحب لکھتے ہیں یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے ابوبکر محمد بن عمر بن علی بن خلف الوراق حدثنا ابوبکر محمد بن السری بن عثمان التمار حدثنا نصر بن شعیب حدثنا موسیٰ بن نعمان حدثنا لیث بن سعد عن ابن جریج عن مجاہد۔ (خادم دین متین ص ۱۴۸) ابن جوزی فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے موسیٰ بن نعمان سے کوئی واقف نہیں (موضوعات ۲۔۵) امام ذہبی فرماتے ہیں موسیٰ بن نعمان سے کوئی واقف ہی نہیں اس نے لیث بن سعد سے ایک باطل روایت نقل کی ہے (میزان ۴۔۲۲۵) ابن حجر نے بھی موسیٰ بن نعمان پر جرح کی ہے۔ نصر بن شعیب اس نے یہ روایت موسیٰ سے نقل کی ہے یہ اپنے باپ کے واسطے سے جعفر بن سلیمان سے روایات نقل کرتا ہے اور بالاتفاق ضعیف ہے (میزان ۴۔۲۵۱)

محمد بن السری: یہ تمار کے لقب سے موسوم ہے یہ غلام خلیل وغیرہ سے روایت کرتا ہے منکرات اور بلاؤں کا ناقل ہے یہ کچھ نہیں۔ (میزان ۳۔۵۵۹)

الغرض اس روایت کے تین راوی بیکار اور ردی ہیں اسی صورتحال کے پیش نظر انصاری صاحب کو حدیث کی بجائے شیعہ رافضیوں کے شاعرانہ تخیل سے کام چلانا پڑا اور لکھتے ہیں:

تاریخ کے اک باب میں یہ بات ملی ہے
اسلام کے گلشن میں اک شجر جلی ہے
ہے اصل اس شجر کی وہ اللہ کا نبی ہے
حسنین اس کے پھل تو فرع علی ہے
توحید کی پہچان کا یہ ذریعہ ہوگئے
اس شجر کے جتنے پتے تھے وہ شیعہ ہوگئے

انصاری صاحب سے تو یہ رافضی شاعر اچھا نکلا جس نے اسے حدیث رسول بتانے کی بجائے اقرار کیا کہ یہ تاریخ کے اک باب کا افسانہ ہے انصاری صاحب کا دجل فریب کذب و

افتراع آپ نے ملاحظہ فرمایا مگر بے چارے انصاری صاحب ان کی تمام نقل کردہ روائتیں من گھڑت اور باطل ہیں اسی خوف کے پیش نظر شاعرانہ تخیل پر اکتفا کر کے رہ گئے۔

﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ (الشعراء:۲۲٤)

''اور شاعروں کی اتباع گمراہ ہی کرتے ہیں۔''

بلا حساب جنت میں داخل ہونے والے شیعہ ہیں:

انصاری صاحب لکھتے ہیں:

«يدخل الجنة من امتی سبعون الفا حساب عليهم ثم التفت الى علی فقال هم شيعتك وانت امامهم قلت وهذه الزيادة موضوعة.»

ارشاد رسالت ہے میری امت میں سے ستر ہزار امتی بلا حساب جنت میں جائیں گے پھر سرکار رسالت مولا علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا وہ ستر ہزار بلا حساب جنت میں جانے والے شیعان علی ہوں اور مولا علی ان کے آگے امام بن کے جا رہے ہوں گے اس حدیث کے تمام راوی ابن حجر کے بقول ثقہ ہیں مگر پھر بھی وہ فرماتے ہیں کہ حدیث کے یہ الفاظ تو صحیح ہیں کہ میری امت سے ستر ہزار امتی بلا حساب جنت میں جائیں گے اور اگلے الفاظ غلط ہیں یہ ابن حجر کا ذاتی قیاس ہے جو ثقہ راویوں کی بیان کردہ حدیث کے مقابلہ میں مردود ہے لہذا یہ حدیث صحیح ہے اور قابل احتجاج ہے ایک سرائیکی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کیویں کیس قتل دا پیش کراں
مقتول دا قاتل جج اے

(خادم دین متین ص ۱۵۸)

واہ سبحان اللہ ابن حجر کا ذاتی قیاس ایک طرف رکھیے اور پھر کوئی ایک معتبر محدث کے حوالے سے ہی لکھ دیتے کہ یہ رافضی اضافہ نہیں بالکل صحیح ہے یہی تو ان کی عادت ہے کہ وہ ایک صحیح اور مشہور حدیث کو لیتے ہیں اور اس کے آگے اپنی خباثت کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ انصاری صاحب کا اعتماد ایسی ہی من گھڑت اور بے اصل روایتوں پر ہے جنہیں وہ قیامت کی

صبح تک صحیح ثابت نہیں کر سکتے یہ سب وہی من گھڑت اور بے اصل روائتیں ہیں جن کے بارے محدثین لکھتے ہیں:

«وضعت الرافضة فی فضائل علی واهل البیت نحو ثلاث مائة الف حدیث.»

''روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے فضائل سے متعلق تین لاکھ کے لگ بھگ روائتیں گھڑی ہیں۔''

ہم امام شاطبی کے اس تبصرہ پر یہ بات ختم کرتے ہیں:

«اعتمادهم علی الاحادیث الواهیة الضعیفة والکذب فیها علی رسول الله ﷺ لا یقبلها اهل صناعه فی البناء علیها.»

(الاعتصام ۱۔۱۵۲)

''اہل بدعت کا اعتماد ضعیف سخت کمزور اور ان روایات پر ہے جنہیں ماہر محدثین قبول نہیں کرتے۔''

کیا قاتلان حسین رضی اللہ عنہ خیر البریہ ہوسکتے ہیں؟

انصاری صاحب نے کس قدر ظلم کیا ہے اور کیسی علمی خیانت اور دھوکہ سے کام لیا ہے روشن دلائل کو چیلنج کرنے کی بجائے جواب یہ دیا کہ حکیم صاحب ''یزیدیت کے حامی ہیں'' اور مجھ پر ناحق الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں ''امام عالی مقام کے خلاف زہر اُگلتے ہیں'' میں کہتا ہوں اللہ اس پر لعنت کرے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف زہر اُگلتا ہے اللہ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کرے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے نہیں میں اس سے بڑھ کر کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اس شخص کا حشر فرعون اور ابوجہل کے ساتھ کرے جو رسول اللہ ﷺ کے کسی ایک بھی صحابی سے بغض رکھے کسی ایک بھی صحابی کے خلاف زہر اُگلے حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے قاتل وہی شر البریہ ہیں جنھوں نے تقیہ کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور ان سے محبت کے جھوٹے دعوے جتاتے

ہیں یہی شیعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول کے قاتل ہیں اور ناحق یزید رحمہ اللہ کو مطعون کرتے ہیں اور انہیں الزام دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک عراقی شیعہ سوال کرتا ہے کہ اگر احرام والا شخص مکھی مار ڈالے تو؟ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:

«اهل العراق يسألون عنِ الذباب وَقَدْ قَتَلُوا ابن ابْنَةِ رسول الله ﷺ وقال النبي ﷺ هُمَا رَيحانَتَايَ من الدنيا.»

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب حسن و حسین)

''عراق والے (کوئی شیعہ) مکھی کو مار ڈالنا کیسا ہے؟ یہ پوچھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے نواسے حضرت حسین کو انھوں نے (بے تکلف) مار ڈالا (اللہ کا کچھ ڈر نہ کیا) حالانکہ آنحضرت ﷺ نے دونوں نواسوں کی نسبت فرمایا تھا یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

اس وقت موجود صحابہ میں سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقام اور فضیلت مسلمہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسی نابغہ عصر شخصیت نے شہادت دی کہ قاتلان حسین کوفہ کے شیعہ ہیں اس وقت کتنے صحابہ کرام موجود تھے کسی ایک صحابی سے ثابت کر دیجیے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل یزید ہے اور نہیں تو خانوادہ حسین رضی اللہ عنہ سے ثابت کر دیجیے زین العابدین تو چشم دید گواہ ہیں ان سے پوچھ لیجیے وہ بھی فرماتے ہیں ہمیں قتل کرنے والے شیعہ ہیں اور انھوں نے تو یزید کی بیعت بھی کی اس کے گھر میں رہے ہدیے اور نذرانے وصول کیے رشتہ داریاں بھی کیں اب ذرا شیعہ کتب سے دیکھیے کہ قاتلان حسین کون ہیں؟ صرف شیعہ کی من گھڑت داستانیں جو تاریخ کا حصہ ہیں پھر مورخین نے بھی انہیں جھٹلا دیا ہے انہیں قبول کرکے آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بے وفائی کر رہے ہیں اور ان کے حقیقی قاتلوں کو تو خیر البریہ کہہ رہے ہیں اور ان کے عزیز و اقارب اور باقی لٹے ہوئے قافلے کو تحفظ دینے والے یزید رحمہ اللہ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں اب شیعہ مذہب کی معتبر کتب دیکھیے۔

مجتہد عصر ملا باقر مجلسی شیعی لکھتے ہیں:

''کہ جب اہل کوفہ کو یہ خبر پہنچی کہ امام حسین مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو شیعان کوفہ نے سلمان بن صُرد خزاعی کے گھر جمع ہو کر دوبارہ وفات معاویہ و بیعت یزید پر گفتگو کی سلمان نے کہا کہ امام حسین بیعت یزید سے انکار کر کے مکہ معظّمہ گئے ہیں اور تم ان کے شیعہ اور ان کے پدر بزرگوار کے شیعہ ہو اگر ان کی نصرت بہ جان و مال کر سکو گے تو ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھ کر یہاں بلا لوں شیعوں نے کہا جب اس شہر کوفہ کو اپنے نورِ قدوم سے منور کریں گے تو ہم سب بقدم اخلاص ان سے بیعت کریں گے۔'' (جلاء العیون ص ۴۴۰)

''اور جب مبالغہ و اصرار ان کا از حد ہوا اور متعدد قاصد حضرت کے پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط آ گئے حضرت نے ان کے آخری خط کا جواب لکھا یہ خط حسین بن علی کا مومنوں مسلمانوں شیعوں کی طرف ہے۔'' (جلاء العیون ص ۴۳۱)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسین بن علی کی طرف جو اپنے اور اپنے والد امیر المومنین کے گروہ کی طرف سے امیر المومنین ہیں سلام اللہ علیک اما بعد لوگ آپ کے منتظر ہیں آپ کے سوا ان کی کوئی رائے نہیں اے رسول اللہ کے بیٹے جلدی کیجیے جلدی۔'' (کشف الغمہ ۲۔۳۲، الارشاد ص ۲۰۳)

ایک اور خط میں لکھا کہ'' اما بعد باغات سر سبز ہو چکے ہیں پھل تیار ہو چکے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ مضبوط لشکر کی طرف آ جائیے۔ والسلام

(الارشاد للمفید ص ۲۰۵، اعلام الوریٰ طبرسی ص ۲۲۳)

آخری خط جو حضرت حسین کی طرف گیا ''جمع شیعانِ مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی طرف سے بخدمت امام حسین بن ابی طالب ہے واضح ہو کہ اس وقت ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں پس آپ ہماری طرف توجہ فرمایئے اور ہمارے شہر (کوفہ) میں قدم رنجہ فرمایئے ہم سب آپ کے مطیع ہیں اور نعمان بن بشیر حاکم کوفہ نہایت ذلیل خوار دارالامارات میں بیٹھا ہے ہم جمعہ اور عیدین کی نماز وہاں پڑھنے نہیں جاتے۔'' (جلا العیون ص ۴۳۰)

جب شیعہ کی طرف سے پے در پے خطوط اور ان کے نمائندے مسلسل آپ کے پاس پہنچنے لگے تو آپ نے اپنے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل کو ان کے پاس بھیجا کوفہ والے بے تابانہ آپ کے پاس پہنچ گئے آپ کے گرد جمع ہو گئے سب نے روتے ہوئے آپ کی بیعت کی ان کی تعداد اٹھارہ ہزار سے متجاوز تھی (الارشاد للمفید ص ۲۰۵)'' کچھ دنوں بعد مسلم بن عقیل نے آپ کو خط لکھا آپ کے ساتھ ایک لاکھ تلواریں ہیں تاخیر نہ کیجیے۔ (الارشاد للمفید)

جب شیعان کوفہ کا اصرار والحاح حد سے بڑھ کر انتہا کو پہنچا تو امام حسین نے مسلم کو بھیجا مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار کوفی بشرف بیعت امام حسین ہوئے چنانچہ امام حسین کو امام مسلم نے خط لکھا کہ اہل کوفہ تہ دل سے آپ کے خواہاں ہیں آپ بلا دریغ تشریف لائیے۔ (جلاء العیون ۴۳۲)

آپ رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل اور کوفہ والوں کو جواب میں لکھا:

میں منگل کو ذی الحجہ کے مہینے میں ترویہ کے روز روانہ ہوں گا جونہی میرا نمائندہ تم تک پہنچے تم اپنے کام کے لیے مستعد ہو جاؤ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ (الارشاد ص ۲۲۰)

حضرت حسین عازم سفر ہوئے آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ کو پتہ چلا تو آئے۔'' اور وہاں حسین کو موجود پایا تو ان سے کہا کہ میری رائے میں اس وقت خروج کا خیال مناسب نہیں حضرت حسین نے یہ رائے قبول نہ کی اور محمد بن حنفیہ نے اپنی اولاد میں سے کسی کو ان کے ساتھ نہیں بھیجا جس پر حسین کو ان سے رنج ہوا اور کہا کہ تم اپنی اولاد کو میری جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں آپ اور وہ آپ کے ساتھ مصیبت میں پڑیں اگرچہ یہ اپنی جگہ صحیح ہے کہ آپ کی مصیبت میرے لیے ان کی مصیبت سے بڑھ کر ہے۔'' (البدایہ والنہایہ ۸۔ ۱۶۵)

روکنے والے روکتے رہے مگر حضرت حسین نکل پڑے پھر حضرت حسین کے ساتھ جو شیعان کوفہ نے سلوک کیا وہ خود کتب شیعہ میں مذکور ہے۔ حالات بدل گئے شیعہ اپنی سابقہ عادت ودستور کے مطابق بدل گئے مسلم بن عقیل قتل کر دیے گئے جب حضرت حسین کو آپ کی

موت کی خبر پہنچی تو آپ نے واپسی کا قصد کر لیا مگر مسلم بن عقیل کے بھائیوں کے اصرار اور ضد نے مجبور کر دیا۔ جب آپ کا عمرو بن سعد سے سامنا ہوا تو تین باعزت شرائط پیش کیں (۱)...... مجھے واپس جانے دو (۲)...... یزید کے پاس جانے دو میں اس کی بیعت کر لوں (۳)...... یا کہو تو سرحدوں کی طرف نکل جاؤں۔ یزید کے پاس جانے کی شرط قبول کی گئی آپ کوفہ کی بجائے شام کو روانہ ہوئے آدھا رستہ طے کیا تھا کہ کربلا کے مقام پر آپ کو اس خوف سے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے گہرے مراسم ہیں اگر انھوں نے بیعت کر لی تو ان کے پاس موجود خطوں کے سبب جن میں ہمارے نام لکھیں ہیں بغاوت کے جرم میں ہم مارے جائیں گے چنانچہ انہیں کوفیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔" اس کے بعد اہل عراق میں سے بیس ہزار افراد نے حسین کی بیعت کی انہی لوگوں نے آپ کو دھوکہ دیا اور آپ کو چھوڑ کر اور آپ کی بیعت کو اپنی گردنوں میں ڈالے چلے گئے اور پھر آپ کو مار ڈالا۔" (اعیان الشیعہ ص ۳۴)

حضرت حسین فرماتے ہیں:

"تمہارے ارادوں پر لعنت ہو اے جفا کار غدار و تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔"

(جلاء العیون ص ۴۶۸)

آخر کار انہیں شریر النفس بے وفایان مکاروں غداروں کے ہاتھ سے امام مغفور نے جام شہادت پایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (جلاء العیون ۶۹۰) حالانکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی فرمایا: "آپ تہبند باندھے جوتا پہنے اور چادر اوڑھے ان کے پاس گئے اللہ کی حمد وثنا کی اس کے بعد کہا اے لوگو میں نہیں آ رہا تھا تم نے خطوط لکھے کہ ہمارے پاس آیئے ہمارا کوئی امام نہیں شاید آپ کے ذریعہ اللہ ہمیں حق و ہدایت پر جمع کر دے اگر یہی بات تھی تو میں تمہارے پاس آ گیا ہوں مجھے وہ کچھ دو جس پر میں نے تمہارے وعدوں اور یقین دہانیوں کی وجہ سے بھروسہ کیا تھا اگر تم ایسا نہیں کر سکتے میرا آنا تمہیں ناپسند ہے تو میں تمہیں چھوڑ کر واپس چلا جاتا ہوں جہاں سے آیا تھا۔" (الارشاد ص ۲۲۴)

شیعہ مورخ یعقوبی لکھتا ہے کہ جب اہل کوفہ نے آپ کو قتل کر دیا تو آپ کے خیمے لوٹ

لیے عورتوں کو گرفتار کر کے انہیں کوفہ لے جایا گیا جب یہ کوفہ پہنچیں تو کوفہ کی عورتیں چیختی چلاتی اور روتی ہوئی نکلیں یہ دیکھ کر علی بن حسین نے کہا یہ ہمارے حال پر روتی ہیں تو ہمیں قتل کس نے کیا ہے؟ (تاریخ الیعقوبی ۱۔۲۳۵)

حضرت حسین کے اپنے بھائی اور قریبی آپ کے ساتھ نہ گئے بلکہ آپ منع کرتے روکتے رہے محمد بن حنفیہ نے آپ کو منع کیا اور اپنے بچوں میں سے کسی کو ساتھ نہ جانے دیا عبداللہ بن عباس نے منع کیا عمرو بن سعید نے منع کیا راستے میں فرزوق، حر بن تمیمی نے منع کیا مگر آپ نے کسی کی نہ سنی آپ کو منع کرنے والے کیوں منع کرتے تھے؟ وہ جانتے تھے شیعہ جھوٹے غدار اور مکار ہیں اور قبل ازیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ دھوکہ کر چکے ہیں نیز جلاء العیون ہی میں ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بخدا اس جماعت (شیعہ) سے میرے لیے معاویہ بہتر ہے یہ لوگ دعوی کرتے ہیں کہ ہم (آپ کے) شیعہ ہیں اور میرا ارادہ قتل کیا میرا مال لوٹ لیا۔"

(جلاء العیون ص ۴۴۵)

اور کتاب سیر الائمہ ترجمہ کشف الغمہ میں مرقوم ہے:

"پس دست بغاوت دراز کردند آنچہ از نقد و جنس یافتند بتاراج بردند حتیٰ کہ مصلیٰ کہ آنحضرت کہ برآں نشتہ بود از زیر آن کشیدند و بردند۔" (کشف الغمہ)

شیعوں نے حضرت امام حسن کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی اور بے وفائی کی کہ بغاوت کر کے آپ کا مال و متاع لوٹ لیا حتیٰ کہ مصلیٰ نماز ہی ان بدگوہر، بدکردار شیعوں نے زبردستی نیچے سے کھینچ لیا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جب ان کی بے وفائی دیکھی تو فرمایا: قد خذلنا شیعتنا (خلاصۃ المصائب ۴۹) یعنی ہمارے شیعوں نے ہمیں ذلیل کیا، اور پھر یہی شیعہ مصنف لکھتا ہے:

«لَیْسَ فیھم شامی ولا حجازی بل جمیعھم من اھل الکوفه.»

(خلاصه المصائب ص ۲۰۱)

"یعنی وہ امام کے قاتل سب کوفی تھے ان میں نہ کوئی شامی تھا نہ کوئی حجازی۔"
شیعہ رافضیوں کا جب بھید حضرت علی رضی اللہ عنہ پر واضح ہوا تو فرمایا:

«واللہ لو ددت ان معاویہ صارفنی بکم صرف الدینار بالدرھم فأخذ منی عشرۃ منکم واعطانی واحداً منھم»

(احتجاج طبرسی ۱۔ ۱۷٤، نہج البلاغہ ۱۔ ۹۹)

خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مجھ سے دس درہم لے لے اور ایک درہم دے دے یعنی میرے بے وفا سپاہی مجھ سے دس لے لے اور اس کے بدلے میں ایک جواں مرد وفادار دے دے اور حضرت علی نے ہی ان بے وفا شیعوں کو بد دعا دی تھی اور فرمایا تھا علامہ طبرسی لکھتے ہیں:

«ما اعز اللہ نصر من دعاکم والاستراح قلب من قاسأکم ولا قرت عین من اواکم.» (احتجاج طبرسی ۱، ۱۷۳)

"اللہ اسے غالب نہ کرے جو تمہیں مدد کے لیے بلائے اور اللہ اس کا دل نہ خوش کرے جو تمہیں غم خوار بنائے اور اللہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے جو تمہیں جائے پناہ دے۔" (آمین)

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے انہیں بے وفا غدار شیعوں سے کہا تھا:

چنانچہ وفا نہ کردید برائے کسیکہ از من بہتر بود چہ گونہ اعتماد کنم بر گفتہائے شما و حال آنکہ با پدر من چہ کردید پس از منبر فرود آمد سوار شد و متوجہ لشکر گاہ گردید چوں بار سید اکثر آنہا کہ اظہار اطاعت کردہ بودند حاضر نہ شدند پس خطبہ خواند فرمودہ مرا فریب دادید چنانچہ امام پیش از مرا فریب دادید۔ (جلاء العیون ص ۲۵۱)

حضرت حسن نے فرمایا جب تم نے اس سے وفا نہیں کی جو مجھ سے بہتر تھا اب میں تم پر کیسے اعتماد کروں اور تمہاری باتیں کس طرح تسلیم کروں حالانکہ میرے باپ حضرت علی سے تم کیا کر چکے ہو؟ پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سوار ہو کر لشکر گاہ کی طرف چلے گئے

جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ جن لوگوں نے فرمانبرداری کا اعلان کیا تھا بے وفا ثابت ہوئے اور حاضر نہ ہوئے پس آپ نے خطبہ فرمایا اور فرمایا تم نے مجھے اسی طرح فریب دیا ہے جس طرح کہ تم نے پہلے امام (حضرت علی) کو فریب دیا تھا۔ پھر جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر شیعہ کی حقیقت واضح ہوگئی تو آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر جب ان کی حقیقت واضح ہوئی تو شام کو روانہ ہوئے تاکہ یزید کی بیعت کرلیں مگر انھوں نے رستہ میں انہیں مظلوم قتل کردیا حضرت حسین نے ان کے لیے بددعا فرمائی۔

''چوں امام حسین بے باکی و بے حیائی ایشاں را مشاہدہ نمود از روئے رضا و تسلیم دست نیاز بدرگاہ خداوند علیم برداشت و دعا خواند۔'' (جلاء العیون ص ۳۸۸)

''جب سیدنا حسین نے بلانے والوں کی بے باکی اور بے حیائی کو ملاحظہ فرمایا تو از روئے رضا و تسلیم نیاز کے ہاتھ خداوند علیم کی درگاہ میں اٹھائے اور دعا فرمائی۔''

موقع کے گواہ

آیئے ذرا دیکھئے جن لوگوں نے اپنے قاتلوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ کیا کہتے ہیں۔

حضرت حسین کی گواہی:

حضرت حسین نے جب دیکھا کہ یہ ہمارے قتل کے درپے ہیں تو فرمایا:

لعنت ہو تم پر اور تمہارے عقائد پر اے بے وفا ظالمو مجھے پریشانی کے وقت تم نے بلالیا اور تم نے مجھ سے مدد طلب کی جب میں نے تمہاری بات مان لی اور تمہاری ہدایت اور مدد کے لیے آ گیا تو تم نے کینے کی تلوار ہمارے منہ پر چلا دی اور تم نے اپنے دشمن (ابن زیاد) کی ہمارے خلاف مدد کی تم پر تباہی ہو کیسے تم نے بغیر دشمنی کینہ اور جھگڑے کے عداوت کی تلوار انتقام کے نیام سے نکالی اور بلا سبب اہل بیت کے قتل پر کمر بستہ ہوگئے اور بدبختیوں کے دستر خوان پر مکھیوں کی طرح جمع ہوگئے اور بیباک پروانوں کی طرح اپنے وجود کو تم نے آگ میں دھکیل دیا خدا تمہاری شکلیں بدل دے اے امت کے گمراہو کتاب اللہ کو چھوڑنے والو شیطان کے پیروکارو رسول مکرم کو چھوڑنے والو پیغمبروں کی اولاد کو قتل کرنے والو اہل بیت کی اولاد اور

محبین کو ہلاک کرنے والو بغیر باپ کے حرامیو مومنوں کو تکلیفیں دینے والو ظالموں کی مدد کرنے والو خدا تمہیں تباہ برباد کرے۔(جلاء العیون ص ۴۰۹) آمین ثم آمین۔

حضرت زینب کی گواہی:

اے کوفی غدارو تم ہم پر روتے ہو حالانکہ تمہارے ظلم سے ابھی ہماری آنکھوں کا پانی ختم نہیں ہوا اور تمہارے ظلم سے آہ ختم نہیں ہوئی تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو دھاگہ کاٹ کر توڑ دیتی ہے تم نے بھی ایمانی رشتہ توڑ دیا اور کفر کی طرف پلٹ گئے...... آیا تم ہم پر ماتم کرتے ہو؟ جبکہ خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے اور ہمارے غم میں روتے ہو اللہ کی قسم یہ ہوگا کہ بہت رو گے اور تھوڑا ہنسو گے عیب اور ذلت کو تم نے اپنے لیے خرید لیا یہ ذلت کا داغ کسی پانی سے زائل نہ ہوگا۔ (جلاء العیون ص ۴۲۴)

ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گواہی:

اے اہل کوفہ تمہارا برا حال ہو تمہارے منہ برے ہوں تم نے کیوں میرے بھائی حسین کو بلایا پھر اس کی مدد نہ کی بلکہ اسے قتل کر دیا ان کے مال کو لوٹ لیا اور پردہ دار حرموں کو قید کیا تمہارے اوپر لعنت ہو تمہارے اوپر لعنت ہو تمہارے چہروں پر پھٹکار ہو۔

(جلاء العیون ص ۴۶۰)

حضرت زین العابدین کی گواہی:

سیدہ ام کلثوم کی اس تقریر سے شیعوں نے ہائے ہائے کر کے (مزید) رونا پیٹنا شروع کر دیا حسرت کی مٹی سر میں ڈالتے اور اپنا منہ نوچتے اور طمانچے منہ پر مارتے اور واویلا اور ہائے تباہی کہتے اتنا روتے تھے کہ کسی آنکھ نے اتنا بڑا ماتم نہ دیکھا تھا اس منظر پر مشتعل ہو کر حضرت زین العابدین نے لوگوں کو خاموش کرایا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اے لوگو میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم نے میرے باپ کو خط لکھے اس کو دھوکہ دیا بڑے عہد و پیمان کیے ان کی بیعت کی آخر کار ان سے جنگ کی (اور قتل کر دیا)۔

(جلاء العیون ۴۲۶)

حضرت فاطمہ بنت حسینؓ:

تم نے ہم کو ایسے قتل کیا اور مال و متاع لوٹ کر ہم کو قید کیا جیسے کل میرے دادا علی رضی اللہ عنہ کو تم نے شہید کیا ہمیشہ سے تمہاری تلواروں سے ہمارا خون ٹپک رہا ہے...... جلدی تم اپنے بدلہ کو پہنچو گے تم پر ہلاکت ہو منتظر رہو کہ خدا کے پے در پے عذاب اور لعنت تم پر برسے گی آسمانی عذاب تمہارا استیصال کریں گے دنیا میں اپنے کرتوتوں سے تم اپنی ہی تلواریں اپنے اوپر چلاؤ گے اور آخرت میں عذاب الیم میں گرفتار ہو گے۔ (جلاء العیون ص ۴۲۵)

اللہ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا، ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اے کوفیو تمہارے مرد ہم کو قتل کرتے ہیں اور عورتیں تمہاری ہم پر روتی ہیں خدا قیامت کے دن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ (جلاء العیون ص ۴۲۸ تحفہ امامیہ ص ۱۰۸)

آپ نے موقع کے گواہوں کے بیانات سنے قافلہ اہل بیت نے علی الاعلان کہا کہ شیعہ ہی قاتل غدار مکار اور لیٹرے ہیں پھر حیرت اور افسوس کی بات ہے انصاری صاحب انہیں خیر البریہ کہتے ہیں ان کے شیعان علی ہونے کا دعویٰ بالکل جھوٹا ہے علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ (گروہ یا تابعدار) تو اہل سنت ہیں جو تمام صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں اور کسی ایک سے بھی بغض نہیں رکھتے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل پیرا ہوتے ہیں اسی لیے شاہ عبدالعزیز نے فرمایا تھا شیعہ اولیٰ ما ایم اصلی شیعہ ہم ہیں انصاری صاحب نے شاہ صاحب کے اس فرمان کو بھی غلط انداز میں نقل کیا گیا ہے رہ ائمہ سے کوئی ایک امام دکھائیے جو ان شیعوں سے خوش ہو اور خوش گیا ہو۔

ان کا حب علی اور حضرت علی کے گروہ سے ہونے کا دعویٰ تو جھوٹا ہے جیسے عیسائی دعوی کرتے ہیں کہ وہ عیسیٰ کے سچے پیروکار ہیں کیا وہ سچے ہیں حالانکہ وہ پولوس یہودی کے پیروکار ہیں مگر دعویٰ حضرت عیسیٰ کی تابعداری کا کرتے ہیں بعینہ یہ ائمہ اثنی عشری شیعہ تو عبداللہ بن سبا یہودی کے پیروکار ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی کے گروہ سے ہیں کیا حضرت علی قرآن کو محرف سمجھتے تھے، کیا حضرت علی متعہ کرتے تھے کیا حضرت علی تقیہ کرتے تھے؟ کیا

حضرت علی رجعت کا عقیدہ رکھتے تھے؟ کیا حضرت علی نے صحابہ کو گالیاں دیں؟ یا ابوبکر وعمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کے ارادے سے شام کو روانہ ہوئے راستے میں غدار شیعہ کے ہاتھوں قتل کر دیے گئے حضرت زین العابدین نے یزید کی بیعت کی ان کے گھر رہے سیّدہ زینب ہمیشہ یزید کے گھر رہیں ان کا مزار آج بھی دمشق میں ہے یزید کی بیوی ان کی قریبی رشتہ دار تھی اور پھر اس حادثہ کے بعد امویوں اور فاطمیوں کے ایک دوسرے سے رشتے ہوئے۔ ہم تفصیل میں جانے کا ارادہ نہیں رکھتے مقصد صرف اس قدر ہے کہ حضرت حسین کے قاتل تو حب اہل بیت کا جھوٹا دعوی کر کے آج ان کا نام جپتے ہیں حقیقت میں یہی ان کے قاتل ہیں اور اپنے جرم اور قتل کو ڈال دیا بے چارے یزید پر جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے بھیڑیے کو کوسنا شروع کر دیا بعینہ معاملہ ہے۔ صحابہ کرام تابعین محدثین کے گروہ میں سے کوئی ایک فرد ایسا نہیں جو یہ جانتا ہو کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قتل یزید نے کیا یا کروایا یہ تو سب شیعہ کی اختراعات ہیں جو کوئی بھی تاریخ کو کھنگالے گا وہ دونوں قسم کی باتیں پائے گا سچ کے ساتھ جھوٹ کو بھی دیکھے گا تاریخ یزید کو عابد زاہد مجاہد اہل بیت کا غمخوار اور کوفیوں کو حضرت حسین کا قاتل کہے گی مگر ساتھ ہی ساتھ من گھڑت قصے یزید کو زانی، شرابی چور، فاسق، فاجر، قاتل حسین اور نہ جانے کیا کیا گھڑ لیے گئے ہیں تا کہ حقیقت پرائی ہو کر رہ جائے باوجود اس کے کہ مورخین نے ان واقعات کو من گھڑت قرار دیا ہے پھر بھی شیعی پروپیگنڈے سے جاہل قادری اور انصاری جیسے لوگ بہک جاتے ہیں اور شیعہ ہی بننے پر تل جاتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور انصاری صاحب:

انصاری صاحب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق مرتد، منافق اور نہ جانے کیا کیا بنا دیا ہے پھر ظلم یہ کیا ہے کہ اپنی ان خرافات کو جمہور اہلسنّت کا مذہب قرار دیا ہے۔ حالانکہ جمہور اہلسنّت کے نزدیک سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنے والا خود فاسق

فاجر منافق اور مرتد ہے اور یہ سب تبرائی رافضیوں کی باتیں ہیں۔ انصاری صاحب اگرچہ رافضی ہیں مگر ان کا دعویٰ بریلوی ہونے کا ہے اس لیے زیادہ مناسب ہے کہ ہم بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کا عقیدہ نقل کریں چنانچہ احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں عقیدہ:

جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آج کل اکثر سنی فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعقیدہ ہو گئے ہیں۔ اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں۔ لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے۔ یعنی انھوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور آل رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ سے لڑ کر ان کی خلافت لے لی اور ہزارہا صحابہ کو شہید کیا۔

بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں کہ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔

عمرو کا قول یہ ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں، ان کی توہین کرنا گمراہی ہے۔

ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ منہا) لالچی تھے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور ان کو سنت جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمائیے۔ بینوا توجروا.

الجواب:

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد۔ پھر فرما دیا: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا

وعدہ فرمایا۔" اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَ هُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ○ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○﴾ (الانبیاء: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

"وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمھارا وہ جس کا تم سے وعدہ تھا۔"

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے، اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور ان کے بعض مقامات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ ربّ عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا: ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ "اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔" بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے، اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ومن يكون يطعن فى معاوية
فذاك من كلاب الهاوية

"جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔"

ان چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے، زید و بکر جھوٹے ہیں اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ اہم ہے۔ تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس ﷺ کا جنازۂ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل محتمل نہ تھا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام بعد انتقال ایک

سال کھڑے رہے، سال بھر بعد دفن ہوئے۔ جنازۂ مبارکہ حجرۂ اُمّ المومنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی۔ دوسری آتی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازۂ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا۔ ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المومنین مولیٰ علی پر ہے۔ یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انھوں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا پچھلی خدمت بجا لائے ہوئے تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید بہ نگاہش ہنر

یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

«من اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى اللّٰه ومن اذى اللّٰه فيوشك اللّٰه ان ياخذه.»

''جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔'' (والعياذ باللّٰه تعالى۔ واللّٰه اعلم)

(احکام شریعت ص ۱۲۰ تا ۱۲۲)

''اعلیٰ حضرت'' بریلوی کی اس وضاحت کے بعد علمائے بریلویہ کا عقیدہ واضح ہوگیا اور معلوم ہوا کہ انصاری صاحب تقیہ باز تبرائی رافضی ہیں۔ اہلسنت میں سے کوئی بھی یہ عقیدہ

نہیں رکھتا۔ بلکہ اہلسنّت کے نزدیک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مغفور ہیں ان پر جنت واجب ہو چکی۔ دنیا بھر کے لوگوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت افضل واعلیٰ ہے تمام صحابہ عادل ہیں یہی لوگ راشدون ہیں اور یہی ''مومنون حقا'' کے مصداق ہیں اور انھیں کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

''رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ''

حضرت یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ:

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ قوم جاہلیت کی طرح اس کے پیچھے لگ جاؤ پھر بعد میں تمہیں پچھتانا پڑے۔ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں عوام الناس میں ایک گروہ نے بڑے منظم انداز سے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ نعوذ باللہ یزید فاسق فاجر، زانی، شرابی، کافر اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا مرتکب تھا یہ ڈھنڈورا پیٹنے والے وہی لوگ ہیں جن کی نظر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی نعوذ باللہ غاصب تھے اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ غاصب تھے اور نعوذ باللہ تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے اہل سنت صحابہ کرام کے بارے میں ان کے عظیم فضائل ومناقب کے پیش نظر ایسا سوچنا بھی گناہ عظیم تصور کرتے ہیں اصحاب پیغمبر کی منقبت پر قرآن وحدیث گواہ ہیں مگر یزید کی بدقسمتی کہ آپ صحابہ میں سے نہ تھے اگرچہ آپ جلیل القدر تابعی اور مجاہد قسطنطنیہ ہیں مگر ان کے مقابل حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا لوگ نہ تو حقیقت جانتے ہیں نہ معتد بہ علم رکھتے ہیں نہ تحقیق کرتے ہیں نہ گہری بصیرت رکھتے ہیں بس سنی سنائی باتوں کو لے اڑتے ہیں اور شیعی پروپیگنڈہ کے آلہ کار بن کے رہ جاتے اور یہ بالکل بھی نہیں سوچتے اگر واقعتہ یزید ایسے تھے تو پھر اصل مجرم تو حضرت امیر معاویہ اور دیگر وہ معتبر صحابہ ہیں جنھوں نے یزید کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ رافضیوں نے صحابہ کرام کو مرتد اور غاصب ثابت کرنے کے لیے یزید کی شخصیت کو چور دروازہ بنایا ہے۔ اس لیے یزید کی شخصیت کردار، سیرت جاننا بہت ضروری ہے کہ بعض لوگ نعوذ باللہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو صحابہ میں شمار نہیں کرتے اور بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ''حسین امام

معصوم علیہ السلام" بنا کر پیش کرتے ہیں اور انبیاء سے بھی افضل سمجھتے ہیں۔ بعینہٖ یزید کا معاملہ ہے بعض لوگ تو انہیں صحابی بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور بعض نعوذ باللہ کافر، فاسق، زانی، شرابی وغیرہ۔ یزید ایک جلیل القدر تابعی ہیں حضرت امیر معاویہ کے صاحبزادے اور تابعین میں سے واحد تابعی ہیں جنہیں یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے ہاتھ پر بہت سے صحابہ کرام نے بیعت کی جس طرح کوئی بھی تابعی رتبہ میں کسی چھوٹے سے چھوٹے صحابی کا مقابلہ نہیں کر سکتا اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے رتبہ میں زمین آسمان کا فرق ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کھیلے رسول مکرم کے مبارک کندھوں پر بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ہیں۔ یزید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتا مگر یہ تو سراسر ظلم اور ناانصافی ہے کہ ناکردہ گناہوں کا الزام لگا کر ایک مومن اور متقی کو فاسق، فاجر، زانی و شرابی اور نہ جانے کیا کیا بنا دیا جائے۔ یزید سے ہمیں براہِ راست کوئی دلچسپی نہیں ہمارا احساس تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حرمت و آبرو کے تعلق سے تڑپ اُٹھتا ہے اور ہزاروں صحابہ کرام جنہوں نے یزید کو امیر المومنین تسلیم کیا یزید کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی ان کی امارت میں مسلسل تین حج کیے اور ان کی امارت میں قسطنطنیہ کا جہاد کیا کیا وہ صحابہ کرام آج کے نام نہاد مسلمانوں سے بھی گئے گزرے تھے کہ ایک فاسق، فاجر، زانی، شرابی کی بیعت کر لی اسی کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور اس کی امارت میں حج کیا؟ یقیناً یزید ایسے نہ تھے دراصل یہ صرف سبائیوں کا پروپیگنڈا ہے کیونکہ اگر یزید کو ایسا تسلیم کر لیا جائے تو نہ صرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بلکہ بہت سے صحابہ کرام بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں اب یزید کے کچھ حالات ہم البدایہ والنہایہ سے پیش کرتے ہیں۔

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس امیر المومنین ابو خالد الاموی یزید ۲۵ھ یا ۲۶ یا ۲۷ھ کو پیدا ہوئے اور اس کے باپ کی زندگی میں اس کی بیعت خلافت ہوئی کہ اپنے باپ کے بعد ولی عہد ہوگا پھر اس کے باپ کی وفات کے بعد ۱۵ رجب ۶۰ھ کو اس عہد کو مضبوط کر دیا گیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ کو ہوئی مسلسل

متولی رہا اور اس کی ماں میسون بنت مخول بن انیف بن دلجہ بن نفاشہ بن عدی بن زہیر بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ ہے۔ (البدایہ والنہایہ مترجم ۸۔۱۱۵۳)

اور یزید پہلا شخص ہے جس نے یعقوب بن سفیان کے قول کے مطابق ۴۹ھ میں قسطنطنیہ شہر سے جنگ کی اور خلیفہ بن خیاط نے ۵۰ھ میں بیان کیا ہے پھر اس نے سرزمین روم سے اس غزوہ سے واپس آنے کے بعد اس سال لوگوں کو حج کروایا اور حدیث میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیصر کے شہر سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے (اسی طرح دوسری اور تیسری) اور وہ دوسری فوج تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام حرام کے پاس اپنے خواب میں دیکھا تھا اور حضرت ام حرام نے کہا اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان میں شامل کردے آپ ﷺ نے فرمایا تو اولین میں سے ہے یعنی اس سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل ہو چکی جب وہ قبرص سے جنگ کرنے گئے۔ پس معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۲۷ھ میں قبرص پر حملہ کیا اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں اور آپ نے وہیں قبرص میں وفات پائی پھر دوسری فوج کا امیر آپ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید بن معاویہ تھا اور حضرت ام حرام نے یزید کی اس فوج کو نہیں پایا اور یہ دلائل النبوۃ میں سے بڑی دلیل ہے اور اس مقام پر حافظ ابن عساکر نے اس حدیث کو بیان کیا ہے جسے محاضر نے عن الاعمش عن ابراہیم عن عبیدہ عن عبید اللہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری صدی کے لوگ بہترین ہیں پھر جو ان کے ساتھ ہوں گے (یعنی تابعی) پھر جو ان کے ساتھ ہوں گے (یعنی تبع تابعی) اور اسی طرح اسے عبداللہ بن شقیق نے حضرت ابوہریرہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اس کی مانند روایت کیا ہے پھر انھوں نے حماد بن سلمہ کے طریق سے اور ابو محمد سے بحوالہ زرارہ بن اوفیٰ بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ قرن ایک سو بیس سال ہوتی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ ایک قرن میں مبعوث ہوئے اور اس کے آخر میں (دوسرے قرن سے پہلے) یزید بن معاویہ نے وفات پائی ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے ۵۱ھ ۵۲ھ اور ۵۳ھ میں لوگوں کو حج کروایا۔ (البدایہ والنہایہ ۸۔۱۱۵۸ مترجم)

اور یزید بن معاویہ نے روم میں جنگ کی یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ابن عباس و ابن عمر ابن زبیر وایوب انصاری اس کے ساتھ تھے۔ (تاریخ طبری ۴۔۸۲ مترجم)

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہر سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ آپ کو عطیہ دیتے اور آپ کا اکرام کرتے تھے اور آپ اس فوج میں شامل تھے جس نے حضرت معاویہ کے بیٹے یزید کے ساتھ ۴۹ھ میں قسطنطنیہ سے جنگ کی تھی۔ (البدایہ والنہایہ ۸۔۱۰۱۲)

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا کہ ابو کریب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ رشد بن عمرو بن الحارث نے بحوالہ ابوبکیر بن الاشج ہم سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید سے کہا اگر تم حاکم بن جاؤ تو کیا کرو گے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ سے فائدہ پہنچائے گا آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ تو سہی اس نے کہا اے میرے باپ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلوں گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے مقدور بھر کوشش کی مگر میں نے اس کی طاقت نہ پائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کیسے چل سکتا ہے۔" (البدایہ والنہایہ ۸۔۱۱۵۸)

مجاہدین قسطنطنیہ کے لیے ناطق وحی نے جنت کی بشارت سنائی:

مجاہدین قسطنطنیہ کے لیے ناطق وحی کے ارشاد گرامی کا تذکرہ طاہر القادری صاحب نے بھی اپنی کتاب "عقیدہ توسل" میں کیا ہے۔

«قال عمير فحدثنا ام حرام انها سمعت النبى ﷺ يقول اوّل جيش من اُمتى يغزون البحر قد او جبوا قالت ام حرام قلت يا رسول الله ﷺ انا فيهم قال انت فيهم ثم قال النبى ﷺ اول جيش من امتى يغزون مدينة قيصر مغفورلهم فقلت انا فيهم يا رسول الله قال لا.»

(صحيح بخارى)

"عمیر کہتے ہیں ام حرام نے بیان کیا کہ اس نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا

فرماتے تھے میری امت کا سب سے پہلا گروہ جو سمندری جنگ کریں گے ان پر جنت واجب ہو چکی ہے ام حرام نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں ان میں سے ہوں فرمایا ہاں تو ان میں ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان میں ہوں فرمایا نہیں۔'' (تو پہلے شامل ہو چکی)

پہلی مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہلی بحری جنگ کیلئے روانہ ہوئے ام حرام اس میں شامل تھیں دوسری دفعہ ۴۹ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت یزید نے ایک لشکر کی قیادت فرمائی اور قسطنطنیہ یعنی بلاد روم پر حملہ کیا حتیٰ کہ سادات صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ قسطنطنیہ پہنچ گیا اب رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق پہلا بحری لشکر جنتی اور پہلے بلاد روم پر حملہ کرنے والے جنتی ہیں پہلے بحری لشکر کے قائد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور پہلی فوج بلاد روم پر حملہ کرنے والوں کے امیر حضرت یزید رحمہ اللہ تھے۔ ناطق وحی صادق المصدوق ﷺ کے فرمان کی روشنی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت یزید جنتی ثابت ہوئے مسند احمد میں ہے:

«ان يزيد بن معاوية كان اميراً على الجيش الذى غزا فيه ابو ايوب.»

(مسند احمد ۵۔ ٤١٦ طبع قديم)

''اس لشکر (قسطنطنیہ) کے امیر جس میں ابو ایوب انصاری بھی شامل تھے یزید بن معاویہ تھے۔''

پس رسول اللہ ﷺ نے دونوں لشکروں کے بارے میں جنت کی بشارت سنائی پہلا وہ

« اوّل جيش من امتى يغزون البحر قد اوجبوا.»

''میری امت کے اس پہلے گروہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی جس نے بحری

جنگ لڑی۔"

«اول جيش من امتى يغزون مدينة قيصر مغفور لهم.»

"میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو شہر قیصر (مملکت روم) پر حملہ کرے گا اس کی مغفرت مقدر ہو چکی۔"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات اس سال اسی لشکر میں بلاد روم میں قسطنطنیہ کی فصیل کے نزدیک ہوئی...... فوج میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اسی کو آپ نے وصیت جاری کرنے والا مقرر کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے اہالیان مکہ میں سے ایک شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن معاویہ اس فوج کا امیر تھا جس میں شامل ہو کر ابوایوب نے جنگ کی تھی وہ موت کے وقت آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا جب میں مر جاؤں تو لوگوں کو میرا اسلام کہنا اور انہیں بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مر جائے اور وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا...... اور وہ چلیں اور (جب میں مر جاؤں تو) مجھے سرزمین روم میں حتیٰ المقدور دور تک لے جائیں۔ راوی بیان کرتا ہے جب حضرت ابوایوب فوت ہو گئے تو اس نے لوگوں کو بتایا اور لوگوں نے بات مان لی اور وہ آپ کے جنازے (کو سرزمین روم میں جتنی دور لے جا سکتے تھے) کو لے گئے۔ (البدایہ والنہایہ مترجم ۸۔ ۲۲۸)

فتح الباری میں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

«فانه كان امير ذلك الجيش بالاتفاق.»

"پس وہ (یزید) بالاتفاق اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔"

بغض یا جہالت:

انصاری صاحب نے جس طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر لی ہے ایک مسلمان تو اس تصور سے بھی گھبراتا ہے، جو لوگ یزید رحمہ اللہ کے ہمارے اس تذکرے سے جلیں کڑھیں وہ ذرا

ٹھنڈے دل سے یہ بھی سوچیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی بشارت کی کوئی اہمیت نہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کوئی طوطا فال ہے؟ جسے نظر انداز کردیا جائے پھر مجاہدین قسطنطنیہ کے بارے جنت کی بشارت معتبر ترین احادیث کی کتب میں موجود ہے تقریباً صحاح ستہ کی ہر کتاب میں موجود ہے پھر یہ پیش گوئی پوری ہوئی لوگوں نے اسے دلائل نبوت میں نقل کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی طوطا فال یا کاہنوں اور نجومیوں کی پیشین گوئی نہیں قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىo﴾

اس سے بڑھ کر یزید کی منقبت کیا ہوسکتی صحابہ کرام اسے امیر المومنین کہتے ہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے انہیں جنت کا سرٹیفکیٹ ملتا ہے۔ اور جس لشکر کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ''مغفور لھم'' امیر یزید اس لشکر کے عام سپاہی نہیں بلکہ اس لشکر کے امیر ہیں۔ لشکر میں بکثرت صحابہ کرام موجود ہیں خود حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما موجود ہیں اور ابو ایوب انصاری کا جنازہ بحیثیت امیر حضرت یزید پڑھاتے ہیں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنی وصیت بھی یزید کو کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

«اول جیش من امتی یغزون البحر قد او جبوا.»

''میری امت کے اس پہلے گروہ نے اپنے لیے جنت واجب کرلی جس نے بحری جنگ لڑی۔''

اس کے مصداق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر ہے جنہوں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پہلا بحری بیڑا تیار کیا اور قیصر روم کے خلاف لڑنے گئے۔ دوسرے لشکر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اول جیش من امتی یغزون مدینہ قیصر مغفورلھم.»

''میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو شہر قیصر پر حملہ کرے گا اس کی مغفرت

مقدر ہو چکی۔"

اس کے مصداق حضرت یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اپنے باپ کے دورِ خلافت میں ایک لشکر تیار کر کے شہرِ قیصر یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔

یہ حدیث نہ صرف حدیث کی متعدد کتب میں موجود ہے بلکہ حدیث کی سب سے معتبر ترین کتاب صحیح بخاری میں دو تین جگہ پر مرقوم ہے حضرت یزید کے معاملہ میں جہالت اور تعصب دونوں نے اہم کردار ادا کیا ہے ہمارے علماء نے اس کو معمولی مسئلہ سمجھ کر نظر انداز کیا ہے اس لیے عامۃ الناس جہالت میں یزید کو برا بھلا کہتے ہیں دوسرا اہم کردار تعصب کا ہے متعصب لوگوں کو صحابہ کرام سے بھی بغض ہے وہ تو صحابہ کرام کو بھی نعوذ باللہ مرتد سمجھتے ہیں پھر ان لوگوں نے حضرت یزید کے بارے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر من گھڑت باتیں پھیلا رکھی ہیں دوسری طرف مقابلہ میں یزید کے بارے میں چپ سادھ رکھی ہے نتیجتاً یزید کے راستے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی مطعون کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ کا تمام گروہ جو معتبر صحابہ پر مشتمل ہے ان کی طعن و تشنیع کا نشانہ بنتا ہے اور بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتی ہے اب ضد اور تعصب کو چھوڑیے ہمارے لکھے گئے حوالہ جات چیک کیجیے اور پھر سوچیے کہ ناطق وحی کی بشارت صحیح ہے یا پھر ضعیف موضوع روایات اور کذب و افتراء پر مشتمل پروپیگنڈا صحیح ہے؟ پھر کیوں ان من گھڑت اور رافضی ٹکسال میں گھڑی گئی روایتوں سے متاثر ہو کر یزید کی شیطنت کا ڈھنڈورا پیٹیں اور یزید کو کافر فاسق، فاجر، شرابی، زانی اور جہنمی کہیں اور کبھی ڈھکے چھپے اور کبھی کھلم کھلا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر چھینٹے اڑائیں اور موقع ملے تو اپنے مفاد کی خاطر مولانا مودودی کی طرح حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بھی معاف نہ کریں۔

یزید کے بارے میں من گھڑت روائتیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کے پیش نظر مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں مگر بعض لوگوں کو یزید رحمہ اللہ کے بارے میں من گھڑت روایتوں سے ٹھوکر لگتی ہے اور تاریخ کے رطب ویابس اور شیعی پروپیگنڈے کے پیش نظر لوگ بچپن سے ہی سنتے آرہے ہیں کہ یزید ظالم تھا

فاسق تھا، فاجر، شرابی، زانی، کافر تھا اس لیے ان لوگوں کا پہلے سے ہی ایک ذہن بنا ہوتا ہے لہٰذا وہ حقائق کو جاننے اور پرکھنے کی بجائے حقائق سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے واضح فرمان کے مقابلے میں من گھڑت تاریخی واقعات اور موضوع روایات پیش کرتے ہیں بلکہ فرمان رسول کے پیش نظر یزید کو جنتی کہنے والوں کے خواہ مخواہ دشمن ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کی من گھڑت مستدل روایات علامہ ابن کثیر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اور ابن عساکر نے یزید بن معاویہ کی مذمت میں احادیث بیان کی ہیں جو سب کی سب موضوع ہیں اور ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔''

(البدایہ والنہایہ ۸۔۱۱۶۲ مترجم)

نیز محدثین کیا کہتے ہیں ذرا دیکھیے اور غور فرمایئے:

«ومن ذلك الاحاديث فى ذم معاويه وذم عمرو بن العاص وذم بنى اميه ومدح المنصور السفاح وكذا ذم يزيد والوليد ومروان بن الحكم.» (موضوعات كبير ص١٠٦)

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور دیگر بنو امیہ خصوصاً یزید رحمہ اللہ حضرت ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان بن الحکم کی برائی اور خلیفہ منصور اور خلیفہ سفاح کی تعریف کی روایات جھوٹی اور وضعی ہیں۔

ائمہ محدثین اور معتبر متقدمین میں کوئی ایک ایسی شخصیت نہیں جو یزید کے بارے میں ایسے خیال رکھتے ہوں جو رافضیوں کے وضع کردہ ہیں ہم یہاں چند مثالیں نقل کرتے ہیں صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک فرمان آپ پڑھ چکے اب ہم دوسرا نقل کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

واقعہ حرہ کے بعد اہل مدینہ نے گورنر مدینہ عثمان بن محمد پر دھاوا بول دیا اور خاندان بنی امیہ کو محاصرہ میں لے لیا اور یزید کی بیعت سے الگ ہونے کا اعلان کر دیا تو صحیح بخاری میں

ہے حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا:

«سمعت النبی ﷺ یقول ینصب لکل غادرٍ لواء یوم القیامة وانا قد بایعنا ھذا الرجل علی بیع اللّٰہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال وانی لا اعلم غدراً اعظم من ان یبایعَ رَجُل علٰی بیع اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ ثُمَّ یُنصَبُ لہ القتالُ وانی لا اَعْلَمُ اَحَدًا منکم خلعہٗ ولا تابع فی ھذا اِلَّا کانت الفصیلُ بینی وبینہٗ.» (صحیح بخاری کتاب الفتن ج۲)

''یعنی میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر بدعہدی (غدر) کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا (علامتی نشان) نصب کردیا جائے گا ہم نے اس شخص (یزید) سے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کی ہے میری نظر میں اس سے زیادہ بدعہدی کرنے والا اور کوئی نہیں کہ ایک شخص کی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کی جائے پھر آدمی اسی کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو یاد رکھو تم میں سے کسی کے متعلق بھی اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس نے یزید کی بیعت توڑی ہے یا وہ بدعہدی کرنے والوں کے پیچھے لگ گیا ہے تو میرے اور اس کے درمیان کوئی تعلق نہ رہے گا۔''

ابو القاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن زبیری نے ہم سے بیان ہے کہ ابن ابی حازم نے عن ہشام عن زید بن اسلم عن ابیہ ہم سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن مطیع کے پاس آئے تو وہ اس کے پاس تھا جب آپ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا ابو عبدالرحمٰن کو خوش آمدید ان کے لیے تکیہ رکھو آپ نے فرمایا میں آپ کو ایک حدیث سنانے آیا ہوں، جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہے جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے روز آئے گا اور اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہو کر مرا وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور اسی طرح مسلم نے اسے ہشام بن سعد کی حدیث سے عن زید عن ابیہ عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے زید

بن اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے اس کی متابعت کی ہے اور لیث نے اسے عن محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ۸ ص ۱۱۶۵، ص ص ۱۱۶۶ مترجم)

صحابی رسول حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

«یقولون انما یزید لیس بخیرِ اُمۃٌ محمد ﷺ وانا اقول ذلك ولكن لان یجمع الله اُمۃٌ محمد احب الی من أن تفترق.»

(تاریخ اسلام الذهبی ۲۔۲۶۷،۲۶۸)

''لوگ کہتے ہیں کہ یزید امت محمد میں سب سے بہتر نہیں ہے اور میں بھی یہی کہتا ہوں (اگرچہ اس سے بہت سے بہتر موجود ہیں) لیکن امت محمد کا جمع ہو جانا مجھے افتراق کی نسبت زیادہ پسند ہے۔''

اس سے بھی معلوم ہوا کہ یزید بہتر ہے اگرچہ امت محمدیہ میں اس وقت یزید سے بہت بہتر لوگ موجود تھے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ، اور وہ تمام صحابہ جو اس وقت موجود تھے سب یزید سے افضل اور بہتر تھے مگر یہ مسلمہ امر ہے کہ اس وقت موجود تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی سوائے چند ایک کے۔ بہرحال امت اس پر متفق اور مجتمع تھی ہم کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ اگر یزید فاسق، فاجر، شرابی، زانی، کافر ہوتے تو کم از کم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہرگز اس کی بیعت نہ فرماتے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام اس کی خلافت کی ہرگز بیعت پر متفق نہ ہوتے حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کے فرمان سے بھی بالکل واضح ہوگیا کہ ان لوگوں میں اگر کوئی بات تھی تو صرف یہ کہ یزید سے افضل کئی لوگ موجود ہیں اور ہرگز یہ نہ تھی جو شیعی آئیڈیالوجی کا مظہر ہے۔

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم:

صحابی رسول ہیں رشتے میں رسول اللہ ﷺ کے بھتیجے تھے انھوں نے دمشق میں مستقل

سکونت اختیار کر لی تھی ان کی وفات کا وقت آیا تو امیر یزید رحمہ اللہ کو بلا کر اپنا وصی کیا البدایہ والنہایہ کے الفاظ یہ ہیں "آپ صحابی ہیں آپ دمشق نقل مکانی کر آئے وہاں آپ کا گھر تھا اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ نے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ، امیر المومنین کو وصیت جاری کرنے کے لیے مقرر کیا۔" (البدایہ والنہایہ ۸۔۱۱۳۰ مترجم)

یہاں اس امر کو پیش نظر رکھیے کہ اپنی موت کے وقت ہر انسان اپنی جائیداد یا مال اور اولاد کا اس آدمی کو نگران مقرر کرتا ہے جو اس کی نظر میں امین، دیانتدار، متقی اور پرہیز گار ہوتا ہے۔ سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہاشمی تھے اور اس وقت بیسیوں ہاشمی دمشق میں موجود تھے مگر وہ اپنا وصی ایک نوجوان اموی کو مقرر کرتے ہیں اور وہ اموی جسے وہ امیر المومنین کہتے ہیں اور یہ واقعہ کربلا کے بعد کی بات ہے۔

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کی نظر میں یزید کا مقام:

(حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائی ہیں)

اور جب اہل مدینہ یزید کے پاس سے واپس آئے تو حضرت عبداللہ بن مطیع رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور انھوں نے چاہا کہ آپ بھی یزید کو معزول کر دیں مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی تو ابن مطیع نے کہا یزید شراب نوشی کرتا ہے اور تارک الصلوٰۃ ہے اور کتاب کے فیصلہ سے تجاوز کرتا ہے آپ نے انہیں کہا جو تم بیان کرتے ہو میں نے اس میں یہ باتیں نہیں دیکھیں میں اس کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میں نے اس کے پاس قیام کیا ہے میں نے اسے نماز کا پابند اور بھلائی کا جویاں پایاں ہے اور وہ سنت کا پابند ہو کر فقہ کے بارے میں دریافت کرتا ہے انھوں نے کہا اس نے آپ کے سامنے تصنع سے کام لیا ہے آپ نے فرمایا اسے مجھ سے کیا خوف ہے یا امید ہے؟ کہ وہ میرے لیے عاجزی کا اظہار کرے؟ کیا اس نے تمھیں شراب نوشی کے متعلق بتایا ہے تو بلاشبہ پھر تم بھی اس کے شریک کار ہو اور اگر اس نے تمھیں اس کے متعلق نہیں بتایا تو تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم

اس بات کے متعلق گواہی دو جس کے متعلق تمہیں علم نہیں انھوں نے کہا اگرچہ ہم نے اسے دیکھا نہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ حق بات ہے آپ نے انہیں فرمایا گواہوں کے بارے میں اللہ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ الامن شهد بالحق وهم يعلمون وہ علم کے ساتھ سچی شہادت دیں اور میں تمہارے کسی کام آنے کا نہیں انھوں نے کہا شاید آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ کے سوا کوئی اور ولی الامر (خلیفہ) ہو ہم آپ کو اپنا ولی الامر مقرر کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس بات کے تم مجھ سے خواہاں ہو اس پر میں تابع اور متبوع ہونے کی حالت میں جنگ کرنا جائز نہیں سمجھتا انھوں نے کہا آپ نے اپنے باپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے مل کر (بنو امیہ کے خلاف) جنگ کی ہے آپ نے فرمایا میرے باپ جیسا آدمی میرے پاس لاؤ جس قسم کی بات پر انھوں نے جنگ کی تھی میں بھی اس پر جنگ کروں گا۔ انھوں نے کہا اپنے دونوں بیٹوں ابو القاسم اور قاسم کو ہمارے ساتھ مل کر جنگ کرنے کا حکم دے دیں آپ نے فرمایا اگر میں ان دونوں کو حکم دیتا تو خود بھی جنگ کرتا انھوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ ایک مقام پر کھڑے ہوں ہم اس میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیں گے آپ نے فرمایا سبحان اللہ میں لوگوں کو اس بات کا حکم دوں گا جو میں خود نہیں کرتا اور نہ اس کو پسند کرتا ہوں پھر تو میں اللہ کے لیے اس کے بندوں کا خیر خواہ نہ ہوا انھوں نے کہا پھر ہم آپ کو مجبور کریں گے آپ نے فرمایا تب میں لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دوں گا اور خالق کی ناراضگی سے مخلوق راضی نہیں ہوتی پھر آپ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

(البدایہ والنہایہ ۸۔۱۱۶۵ مترجم)

غور فرمایئے یہ واقعہ شہادت حسین اور واقعہ حرہ کے بعد کی بات ہے ان لوگوں نے یزید پر شرابی اور زانی ہونے کا بلا ثبوت الزام لگایا مگر کسی نے یہ نہیں کہا کہ یزید نے حسین کو مظلوم قتل کیا اور نہ واقعہ حرہ کا ذمہ دار ہونے کا الزام عائد کیا دراصل یہ سب باتیں بعد میں گھڑی گئی ہیں۔ دیکھیے اوّل یہ لوگ یزید کی برائی بیان کرتے ہیں حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ الٹا ان کی خبر لیتے ہیں جب یہ طریقہ کارگر نہ ہوا تو پھر یہ لوگ لالچ دیتے ہیں کہ ہم آپ کو خلیفہ کی

حیثیت سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو اسے جائز ہی نہیں سمجھتا یعنی خلیفہ کی موجودگی میں خلافت کا مدعی بنوں، پھر وہ کہتے ہیں اور کچھ نہیں تو اپنے بیٹوں کو ہمارے ساتھ یزید کے خلاف لڑنے کی اجازت دیں آپ نے صاف انکار کر دیا غرض جب یہ کسی طرح کامیاب نہ ہوئے تو دھمکانے لگے کہ ہم آپ کو مجبور کر دیں گے آپ نے فرمایا اللہ کو ناراض کر کے میں مخلوق کو راضی کروں؟

زین العابدینؒ ابن حسینؓ کی نظر میں:

واقعہ حرہ کی شورش کی اطلاع امیر المومنین یزید کو زین العابدین رحمہ اللہ نے ہی پہنچائی تھی۔ اور جب مسلم بن عقبہ نے سیدنا زین العابدین کو کہا کہ امیر المومنین یزید رحمہ اللہ نے مجھے آپ سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی اور تحفہ تحائف سے بھی نوازا تو زین العابدین رحمہ اللہ نے یزید کے بارے میں فرمایا:

«وصلى الله امير المومنين احسن الجزاء.»

''یعنی اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اپنے رحم و کرم سے نوازے''

جب حرہ جیسا واقعہ ہوا اس وقت تو ایک اچھا موقع تھا کہ یزید کے خلاف نہ صرف زین العابدین بلکہ آل بنی عبدالمطلب سب یزید کے خلاف خروج کرتے مگر اس کے برعکس حضرت ابوجعفر باقر نے بیان کیا ہے کہ آل ابو طالب اور آل بنی عبدالمطلب میں سے کسی نے حرہ کے ایام میں خروج نہیں کیا۔ (البدایہ والنہایہ ۸۔۲۶۶ا مترجم)

معلوم ہوا کہ اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفی رستہ میں ہی شہید نہ کر دیتے تو آپ بھی شام جا کر یزید کی بیعت کرنے والے تھے، یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے موقف سے رجوع کر لینا سے بھی بالکل واضح ہوتا ہے۔ زین العابدین رحمہ اللہ کے یزید رحمہ اللہ سے مراسم تو اتنے گہرے ہیں کہ یزید رحمہ اللہ کے زین العابدین رحمہ اللہ رشتے میں بہنوئی لگتے ہیں یعنی ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر کے شوہر پھر زین العابدین رحمہ اللہ نے اپنی بھانجی زینب بنت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کا نکاح ولید بن عبدالملک سے کر دیا اور انہیں زین العابدین رحمہ اللہ نے اپنی بہن فاطمہ کا نکاح ان

کے شوہر حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد اموی خاندان میں کر دیا سیدنا زین العابدین کی دوسری بہن سکینہ کا نکاح یکے بعد دیگرے دو اموی شہزادوں سے کیا۔

(نسب قریش ص ۵۹ و جمهرة الانساب ابن حزم)

قابل غور امر یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد سربراہ خاندان سیدنا زین العابدین کوفیوں کو اپنا قاتل بتاتے ہیں اور حضرت یزید سے گہرے مراسم قائم کرتے ہیں۔ دونوں خاندانوں میں رشتے داریاں ہوتی ہیں، اس پر بھی جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے والوں کا پول کھل جاتا ہے پھر حکیم صاحب ہی زیر عتاب کیوں؟ جبکہ زین العابدین رحمہ اللہ اور محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ ایسی نابغہ عصر شخصیات بھی یزیدیت کے حامی ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر میں:

''یزید اپنے خاندان کے نیکوکاروں میں سے ہے۔''

(نساب الاشراف ۴۔۴ الامامة السياسة ۱۔۱۷۴)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی نظر میں:

«وقال ابن شوذب سمعت ابراهيم بن ابى عبد يقول سمعت عمر بن عبدالعزيزؒ يترحم علٰى يزيد بن معاويه.» (لسان الميزان ٦۔٢٩٤)

''ابن شوذب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابراہیم بن ابی عبد سے یہ بات سنی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یزید بن معاویہ پر رحمہ اللہ کہتے سنا۔ اورابوعبدالرحمٰن بن عبداللہ شوزب خراسانی ثقہ راویوں میں سے ہیں۔''

عبیداللہ بن عباس علمدار کی نظر میں:

عبیداللہ ابن عباس واقعہ کربلا میں زندہ بچ جانے والوں میں سے تھے انھوں نے اپنی بھتیجی نفیسہ بنت عبداللہ کا نکاح عبداللہ بن خالد بن یزید سے کر دیا اس خاتون سے دو یزیدی نواسے پیدا ہوئے ایک کا نام علی اور دوسرے کا نام عباس رکھا گیا۔

(جمهرة الانساب ابن حزم ص ۴۲)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی نظر میں:

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ حنبلی شاگرد رشید امام غزالی العواصم من القواصم میں لکھتے ہیں۔ ''اور یہ امام احمد بن حنبل ہیں ان کا دین اور پرہیزگاری میں بڑا بلند مقام ہے اور حدیث قبول کرنے میں بڑی تنقید کرتے ہیں انھوں نے اپنی کتاب ''الزہد'' میں یزید بن معاویہ سے حدیث نقل کی ہے یزید اپنے خطبہ میں کہا کرتے تھے۔'' جب تم میں سے کوئی آدمی بیمار ہوکر قریب المرگ ہو جائے اور پھر تندرست ہو جائے تو وہ غور کرے اس کا جو افضل ترین عمل ہو اس کو لازم پکڑ لے اور پھر اپنے کسی بدترین عمل کو دیکھے تو اسے چھوڑ دے'' اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یزید کا مقام امام احمد بن حنبل کی نگاہ میں بہت تھا یہاں تک کہ اس کو آپ نے ان زاہد صحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے شمار کیا ہے جن کے اقوال کی پیروی کی جاتی ہے جن کے وعظ سے لوگ گناہ چھوڑتے ہیں ہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ امام احمد نے یزید کو صحابہ کے بعد درج کیا ہے اور پھر اس کے بعد تابعین کا تذکرہ کیا ہے یہ بات کہاں اور ان مورخین کا قول کہاں جو یزید کی طرف شراب نوشی اور فسق و فجور منسوب کرتے ہیں کیا وہ شرم نہیں کرتے؟ اور جب اللہ تعالیٰ نے ان سے شرم و حیا چھین لیا ہے تو تم ہی نصیحت حاصل کرو اور فضلا امت میں سے علماء اور بزرگ لوگوں کی پیروی کرو اور بے دین لوگوں اور پاگل انسانوں کو چھوڑ دو جنہوں نے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کر رکھا ہے یہ لوگوں کے لیے بیان ہے اور متقی لوگوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے اور سب تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔''

(العواصم من القواصم ص ۲۷۱ مترجم)

امام غزالی رحمہ اللہ کی نظر میں:

امام غزالیؒ سے فتویٰ طلب کیا گیا: کیا یزید پر فسق کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟ کیا اس پر لعنت جائز ہے؟ کیا یزید فی الواقع حضرت حسین کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا یا اس کا مقصد صرف اپنی مدافعت تھا؟ اس کو رحمہ اللہ کہنا بہتر ہے یا اس سے سکوت افضل ہے؟

امام غزالی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

مسلمان پر لعنت کرنے کا کوئی جواز نہیں جو شخص کسی مسلمان پر لعنت کرتا ہے وہ خود ملعون ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان لعنت کرنے والا نہیں ہوتا علاوہ ازیں ہمیں تو ہماری شریعت اسلامیہ میں بہائم (جانوروں) تک پر لعنت کرنے سے روکا ہے تو پھر کسی مسلمان پر لعنت کرنا کس طرح جائز ہے؟ جبکہ ایک مسلمان کی حرمت، حرمت کعبہ سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں مذکور ہے (ابن ماجہ) یزید کا اسلام صحیح طور پر ثابت ہے جہاں تک کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا تعلق ہے سو اس بارے میں کوئی بھی صحیح ثبوت موجود نہیں کہ یزید نے انہیں قتل کیا یا ان کے قتل کا حکم دیا یا اس پر رضا مندی ظاہر کی جب یزید کے متعلق یہ باتیں پایہ ثبوت کو ہی نہیں پہنچتیں تو پھر اس سے بدگمانی کیوں؟ اور کس طرح جائز ہوگی؟ جبکہ مسلمان کے متعلق بدگمانی کرنا بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”تم خواہ مخواہ بدگمانی کرنے سے بچو کہ بعض دفعہ بدگمانی بھی گناہ کے دائرے میں آ جاتی ہے“ اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خون مال عزت و ابرو اور اس کے ساتھ بدگمانی کرنے کو حرام قرار دیا ہے جس شخص کا خیال ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا یا ان کے قتل کو پسند کیا پرلے درجے کا احمق ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایسا گمان کرنے والے کے دور میں کتنے ہی اکابر، وزرا سلاطین کو قتل کیا گیا لیکن وہ اس بات کا پتہ چلانے سے قاصر رہے کہ کن لوگوں نے ان کو قتل کیا اور کن لوگوں نے اس قتل کو پسند کیا یا پھر ناپسند کیا درآں حالیکہ ان کے قتل اس کے بالکل قرب میں اور اس کے زمانہ میں ہوئے اس نے ان کا خود مشاہدہ کیا پھر اس قتل کے متعلق (یقینی اور حتمی طور پر) کیا کہا جا سکتا ہے جو دور زمانے کے علاقے میں ہوا اور جس پر چار سو سال (امام غزالی کے دور تک) کی مدت بھی گزر چکی ہے علاوہ ازیں اس سانحہ پر تعصب اور گروہ بندی کی دبیز تہیں چڑھ گئی ہیں اور (من گھڑت) روایتوں کے انبار لگا دیے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے اصل حقیقت کا سراغ لگانا ناممکن ہے جب واقعہ یہ ہے کہ حقیقت کی نقاب کشائی ممکن ہی نہیں تو ہر مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا ضروری ہے پھر اہل

حق (اہل سنت) کا مذہب تو یہ ہے کہ کسی مسلمان کے متعلق یہ ثابت بھی ہو جائے کہ اس نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہے تب بھی وہ قاتل مسلمان کافر نہیں ہوگا اس لیے کہ جرم قتل کفر نہیں ایک معصیت (گناہ) ہے پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ مسلمان قاتل مرنے سے پہلے پہلے اکثر توبہ کر ہی لیتا ہے اور شریعت کا حکم تو ہے کہ اگر کوئی کافر بھی کفر سے توبہ کر لے تو اس پر بھی لعنت کی اجازت نہیں پھر یہ لعنت ایسے مسلمان کے لیے کیوں کر جائز ہوگی جس نے مرنے سے پہلے جرم قتل سے توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اور وہ توبہ کیے بغیر ہی مر گیا ہے جبکہ اللہ کا در توبہ ہر وقت کھلا ہے ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ﴾ (الشوری : ۲۵) بہر حال کسی لحاظ سے بھی ایسے مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں جو مر چکا ہے جو شخص کسی مرے ہوئے مسلمان پر لعنت کرے گا وہ خود فاسق اور اللہ کا نافرمان ہے اگر (بالفرض) لعنت کرنا جائز بھی ہو لیکن وہ لعنت کی بجائے سکوت اختیار کیے رکھے تو ایسا شخص بالا جماع گناہ گار نہ ہوگا بلکہ اگر کوئی شخص زندگی میں ابلیس شیطان پر ایک بار بھی لعنت نہیں بھیجتا تو قیامت کے روز اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے ابلیس پر لعنت کیوں نہیں کی؟ البتہ اگر کسی نے کسی مسلمان پر لعنت کی ہوگی تو قیامت کے روز اس سے ضرور پوچھا جا سکتا ہے کہ تو نے اس پر لعنت کیوں کی تھی؟ اور تجھے یہ کیونکر معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ملعون اور راندہ درگاہ ہے؟ جب کسی کے کفر اور ایمان کا مسئلہ امور غیب سے ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں البتہ شریعت کے ذریعے ہمیں یہ ضرور معلوم ہوا کہ جو شخص کفر کی حالت میں مرے وہ ملعون ہے جہاں تک یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا تعلق ہے تو نہ صرف یہ جائز بلکہ مستحب ہے بلکہ وہ از خود ہماری ان دعاؤں میں شامل ہے جو ہم تمام مسلمانوں کی مغفرت کے لیے کرتے ہیں۔

«اللهم اغفر للمومنين والمومنات.»

''یا اللہ تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے''

اس لیے کہ یزید بھی یقیناً مومن تھا۔ (وفیات الاعیان ۳۔ ۲۸۸ طبع بیروت)

علامہ ابن کثیرؒ کی نظر میں:

(۱)...... وقد اوراد ابن عساکر احادیث فی ذم یزید بن معاویة کلها موضوعةٌ لا یصح شرع منها۔

(البدایہ والنہایہ ۸۔ ۲۳۱ مترجم صفحہ ۱۱٦٤ جلد ۸)

(۲)...... کذاب رافضیوں نے جو کچھ اس (یزید) کے بارے میں بیان کیا ہے یہ اس کے خلاف ہے کہ وہ ان کی تکلیف سے خوش ہوا اور ان کے قتل سے اس کا دل ٹھنڈا ہوا۔ (البدایہ والنہایہ ۱۱٦٦ مترجم جلد ۸)

امام ابن تیمیہ کی نظر میں:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس معاملہ میں کوئی رخنہ باقی نہیں چھوڑا ''منہاج الکرامہ'' کے رد میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ''منہاج السنہ'' اہل سنت پر ایک عظیم احسان ہے رافضیت کے رد میں ایسی کوئی دوسری کتاب نہیں لکھی گئی اور شاید ایسی کتاب آئندہ لکھی بھی نہ جائے رافضیت کے رد پر انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے میں کہتا ہوں ہر اہل سنت کے پاس منہاج السنہ اور قاضی ابوبکر ابن العربی کی کتاب ''العواصم من القواصم'' کا ہونا ضروری ہے ''المنتقی من منہاج السنہ'' سے ہم ایک اقتباس نکل کرتے ہیں ''المنتقی'' اردو ترجمہ میں مختصر منہاج السنہ ہے امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں'' جو شخص اس ضمن میں وارد شدہ احادیث صحیحہ اور بزرگان سلف کے اقوال و آثار پر زحمت غور و فکر گوارا کرے گا اس پر یہ حقیقت واشگاف ہو جائے گی کہ اچھی بات وہی ہے جو نصوص نبویہ میں پائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب اہل کوفہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھ لکھ کر بلایا اور آپ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ و ابن عباس و ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اصحاب العلم ولدین نے آپ کو روکنا چاہا وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ آپ قتل سے بچ نہیں سکتے ان سے بعض نے کہا اے قتل کیے جانے والے میں تجھے اللہ کو سونپتا ہوں بعض نے کہا ''اگر یہ بات معیوب نہ ہوتی تو میں آپ کو عراق جانے سے روک دیتا'' حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے احباب و اعوان کی یہ سب مساعی آپ اور

مسلمانوں کی مصلحت و عافیت کے نقطہ خیال سے تھیں اس لیے کہ اللہ و رسول اصلاح کا حکم دیتے ہیں فساد کا نہیں البتہ رائے بعض اوقات صائب ہوتی ہے اور بعض اوقات مبنی بر خطاء۔ چنانچہ جن واقعات سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ دو چار ہوئے انھوں نے ثابت کر دیا کہ مانعین خروج کی رائے درست تھی اس لیے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج میں کوئی دینی و دنیوی مصلحت نہ تھی بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ظالم کوفیوں نے نبیرہ رسول رضی اللہ عنہ کو بحالت مظلومی شہید کر دیا اور آپ کے خروج وقتل سے امت میں وہ فساد رونما ہوا جو اس صورت میں ہرگز رونما نہ ہوتا اگر آپ مدینہ میں اقامت گزین رہتے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقصد جو کہ تحصیل خیر اور دفع شر تھا حاصل نہ ہوا بخلاف ازیں آپ کے خروج وقتل سے شر میں اضافہ ہوا اور وہ ایک عظیم شر کا پیش خیمہ بن گئی قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے امت میں فتن و شرور کا دروازہ کھل گیا اور اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ولاۃ و حکام کے ظلم و جور پر صبر اور ترک قتال کا حکم دیا تھا وہ بندوں کے لیے دنیا و عقبی دونوں میں فائدہ مند تھا نیز یہ کہ جس نے بھی دانستہ یا نادانستہ اس کی خلاف ورزی کی اس کے فعل سے بجائے صلاح کے فساد رونما ہوا یہی وجہ تھی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدح فرمائی ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا'' اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسے شخص کی مدح نہ فرمائی جو فتنہ بازی کے دور میں کسی سے لڑتا یا خروج کرتا ہو یا کسی کی بیعت توڑ دیتا اور جماعت مسلمین سے الگ ہو جاتا ہو صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا مغفور و مرحوم ہے یزید اس کا سپہ سالار تھا اور اس میں ابو ایوب انصاری جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے اس لشکر نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تھا بعد ازاں جنگ جمل و صفین واقعہ حرہ و شہادت حسین رضی اللہ عنہ نیز واقعہ مرج راہط عین الورد کے مقام پر توابین کا قتل اور فتنہ ابن الاشعث جیسے عظیم واقعات پیش آئے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ ان سب واقعات سے زیادہ الم انگیز تھا امام احمد بن حنبل نے اپنی

مسند میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے تین باتوں سے نجات پائی وہ فلاح ونجات سے ہمکنار ہوا وہ تین باتیں یہ ہیں ❶ میری موت ❷ خلیفہ مظلوم کا ناحق قتل ❸ خروج دجال۔ باقی رہا شیعہ مصنف کا یہ قول کہ ''اہل بیت خواتین کو قیدی بنایا اور انہیں بلا پلان اونٹوں پر سوار کیا گیا'' تو یہ صریح کذب ہے امت محمدی نے کبھی بھی کسی ہاشمی خاتون کو قیدی بنانے کی جسارت نہیں کی بنو امیہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے خطرہ لاحق تھا کہ وہ ان کے تاج وتخت پر قابض ہو جائیں گے اس لیے وہ آپ کے خلاف جنگ آزما ہوئے جب آپ نے (کوفیوں کے ہاتھوں) شہادت پائی تو معاملہ ختم ہوگیا اور آپ کے اہل بیت کو مدینہ رخصت کر دیا گیا تھا مگر شیعہ کی جہالت کا علاج کیا؟ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ قتل حسین جرم عظیم ہے اس کا ارتکاب کرنے والا اس پر رضا مندی کا اظہار کرنے والا دونوں عذاب کے مستحق ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قتل ان کے بہنوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے خالو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے بڑا جرم ہوگا۔

(المنتقی من منہاج السنہ النبویہ ص ۲۱۹ تا ص ۲۲۲)

ملا علی قاریؒ:

«ومن ذالك الاحاديث في ذم معاوية وذم عمرو بن العاص وذم بني امية ومدح المنصور والسفاح وكذا ذم يزيد والوليد ومروان بن الحكم.» (موضوعات كبير ص ١٠٦)

''اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عاص اور دیگر بنو امیہ خصوصاً امیر یزید اور ولید اور مروان بن حکم کی برائی اور خلیفہ منصور اور خلیفہ سفاح کی تعریف سے متعلق روایات بھی من گھڑت اور وضعی ہیں۔''

احمد رضا خان بریلوی:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ از روئے فرمان اللہ ورسول یزید بخشا جائے گا یا نہیں بینوا توجروا؟

جواب:

یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد ❶ وغیرہ اکابر سے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام (ابوحنیفہ) سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ (احکام شریعت ص ۷۰)

احمد رضا خاں کی علمی خیانت:

سائل کے سوال پر غور فرمایئے سائل نے از روئے فرمان اللہ و رسول، سوال کیا ہے مگر احمد رضا صاحب کو قرآن میں اللہ کا کوئی فرمان اس معاملہ میں نظر نہ آیا حیرت ہے، پھر حدیث مبارکہ میں مجاہدین قسطنطنیہ کے جنتی ہونے کا بیان ہے اور یزید رحمہ اللہ اس لشکر کے امیر ہیں مگر ''اعلیٰ حضرت'' نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ائمہ کے اقوال کی طرف نظر کی اپنے ''امام اعظم'' سے تو یزید کے متعلق کوئی بات نہ ملی لہٰذا فرمایا ہمارے امام نے سکوت فرمایا، پھر جھانکا ادھر ادھر کوئی معتبر شخصیت نظر نہ آئی جو یزید کے فسق وفجور کا قائل ہو یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کو قاتل سمجھتا ہو کچھ سمجھ نہ آیا تو تختہ مشق بنایا امام غزالی، اور امام احمد بن حنبل کو اور کذب بیانی سے کام لیکر ان پر صریح الزام لگایا حالانکہ امام غزالی کا مکمل فتوی ہم نقل کر چکے ہیں امام غزالی تو یزید کو رحمہ اللہ کہتے ہیں یزید رحمہ اللہ کو قتل حسین کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتے یزید کو کافر فاسق لعنتی کہنے والوں کو بے وقوف سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ لعنت خود کہنے والوں پر لوٹتی ہے پھر امام احمد بن حنبل پر الزام عائد کیا کہ وہ اسے کافر جانتے ہیں اور ہرگز بخشش نہ ہوگی حالانکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے صحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے یزید بن معاویہ کا تذکرہ کیا ہے

❶ یہ اشارہ ہے امام احمد رحمہ اللہ سے منسوب اس قول کی طرف جو ہم ''البدایہ'' اور صواعق محرقہ میں دیکھتے ہیں کہ آپ کے بیٹے نے آپ سے سوال کیا، کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے تو انھوں نے جواب دیا جس پر اللہ نے لعنت کی میں اس پر کیوں نہ کروں، اوّل تو یہ غلط طور پر امام احمد سے منسوب ہے کیونکہ امام احمد نے بذات خود کتاب الزہد میں یزید کا تذکرہ کبار تابعین میں کیا ہے اور نہایت اچھے الفاظ سے کیا ہے پھر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں زیادہ معتبر روایات کی رو سے امام احمد یزید پر لعنت کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

''کتاب زہد'' میں یزید کا نہایت عمدہ اور اچھے مقام اور الفاظ میں ذکر فرمایا ہے اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں بہرحال باوجود اس کے احمد رضا صاحب نے کہا کہ ہمارے امام نے سکوت فرمایا ہے اور ہم بھی سکوت کریں گے۔ داد دیجیے ایسے سکوت کی کافر اور مشرک بھی کہہ دیا یعنی پلید اور یقیناً کافر اور مشرک ہی پلید ہیں۔''انما المشرکون نجس'' پھر یہ کیسا سکوت ہے؟ ایک علمی خیانت اوپر سے عجیب وغریب سکوت، یہ سب شیعیت کے اثرات ہیں۔

انصاری بمقابلہ قادری:

عقیدت اندھی ہوتی ہے اور بے جا عقیدت بالکل اندھا کر دیتی ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ انصاری صاحب صرف جذبات سے کام نہ لیتے بلکہ ذمہ داری اور حقیقت پسند کا مظاہرہ کرتے ''علمی خیانتیں'' کو ہر لحاظ سے دیکھتے حوالوں کو جانچتے اور خود بھی کچھ تحقیق سے کام لیتے صرف اندھی عقیدت میں مبتلا نہ رہتے تو یہ رسوائی نہ ہوتی بلکہ ان پر واضح ہو جاتا کہ طاہر القادری صاحب دو رخے ہیں وہ ایک متنازعہ ترین شخصیت ہیں وہ بالکل پولوس یہودی کی طرح ہیں وہ سب کے لیے سب کچھ بنے ہوئے ہیں مفاد عیسائیوں سے نظر آئے تو کرسمس کا کیک کاٹنے چلے آتے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر ''خداوند یسوع'' کہتے کہتے ایسٹر بھی منا لیتے ہیں اور شیعہ کی طرف سے کوئی لالچ مل جائے تو مجلس عزا کی رونق دوبالا کرنے چلے آتے ہیں اب آگے ان کی مرضی کہ وہ ایمان ابو طالب ثابت کروائیں یا صدیق پر حملے کروائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد النبی کا عنوان دیں یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کو حضرت اسماعیل کی قربانی سے بڑی قربانی کہہ دینے کی ذمہ داری لگائیں فنکار تو بس فنکار ہے اس نے تو اپنا کام کرنا ہے۔ نواز شریف عنائتیں کرتے رہیں تو عورت کی حکمرانی حرام ہے اور قطعاً حرام ہے ہاتھ کھینچ لیں پیپلز پارٹی اپنی سرپرستی میں لے لے تو عورت کی حکمرانی جائز ہے بلکہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بھی الزام عائد کرنے میں حرج ہی کیا ہے؟ اسلام دشمنوں نے خریدا تو عورت کی دیت کے معاملہ میں اجماع امت کی مخالفت کر کے ''ثواب دارین'' حاصل کر لیا اور پھر ثواب ملے ڈالروں میں تو غنیمت کے مال میں حرج ہی کیا

ہے؟ پھر زاہد بنے بنے بندہ تھک بھی تو جاتا ہے آخر بننا کوئی آسان کام ہے؟ ٹھیک ہے کہ دل کے پاس رہے پاسبان دل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا چھوڑ کر شوبز کی کلیاں سونگھنے میں حرج ہی کیا ہے لوگ تو انہیں ملتے اور ان کے ساتھ وقت گزارنے کو ترستے ہیں اب اگر وہ خود کسی پر عنایت کریں وقت بھی دیں اپنے گھر بلائیں تو دوسروں کو جلنے کڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ رہ گئے خواب تو خوابوں پر کوئی پابندی ہے؟ مرزا قادیانی بھی تو خواب دیکھتا ہے خواب میں بادشاہ بن جائے یا گنے بیچے محمدی بیگم کا شوہر بننے کے خواب دیکھے یا سونے کے انڈے دینے والی مرغی کے خواب آئیں پھر اگر ٹیچی ٹیچی کا نزول ہو تو مرزے کا قصور ہی کیا اب وہ تو ٹیچی ٹیچی کو کہنے تو نہیں گیا بلکہ وہ تو صرف جعل ساز تھا جھوٹا، گنہگار دور خا مکار اب یہ الگ بات ہے کہ اللہ کا فیصلہ ہے:

﴿هل انبئكم على من تنزل الشيطين تنزل على كل افاك اثيم﴾

بے چارے انصاری صاحب اندھی عقیدت میں مبتلا خواہ مخواہ دفاع کرنے بیٹھ گئے اور اس خارزار میں قدم رکھ لیا اور وہ کیا جانیں کہ منافق، جعل ساز، دورخے ہوتے ہیں اب ہم ایک سائیڈ پر ہو جاتے ہیں اور انصاری بمقابلہ قادری شروع ہو جاتا ہے وہ کچھ اس طرح کہ اگر انصاری صاحب اپنی کتاب ''سیرت حجۃ الاسلام'' اور ''بغض صدیق'' لکھنے سے پہلے اپنے ''حجۃ الاسلام'' کی درج ذیل کتب دیکھ لیتے مثلاً ﴿۱﴾...... القول الوثیق فی مناقب صدیق ﴿۲﴾...... پیکر عشق رسول سیدنا صدیق اکبر ﴿۳﴾...... فضائل و مراتب سیدنا فاروق اعظم ﴿۴﴾...... القول الصواب فی مناقب عمر بن الخطاب ﴿۵﴾...... روض الجنان فی مناقب عثمان ﴿٦﴾...... النجابہ فی مناقب الصحابہ والقرابہ، تو انصاری صاحب خواہ مخواہ کتاب لکھنے کی جسارت نہ کرتے اور اگر کرتے بھی تو کم از کم ''بغض صدیق'' سے بچ جاتے اور دیگر اصحاب پیغمبر کی انصاری صاحب اس طرح خبر نہ لیتے جو رافضیوں کا شیوہ ہے اب اپنی کتاب لے کر بیٹھ جائیں اور قادری صاحب کی درج ذیل کتب سے تقابل کر دیکھیں پھر یقیناً آپ یہی

کہیں گے ؏

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ مذہب اپنا چھوڑ کر
میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہوگیا

پھر سوچیے کہ منافقت کیا ہے دورخا ہونا کیسا ہے؟ دین اسلام میں ان کا مقام اور انجام کیا ہے ممکن ہے آپ متاثرین دجال قادری کی فہرست سے نکل جائیں ہاں البتہ یہ الگ بات ہے کہ آپ بھی تقیہ کے بھیس میں موقع سے فائدہ اُٹھا رہے ہوں اور اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر ''منہاج السنہ'' العواصم من القواصم اور امام العصر حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی کتب الشیعہ واہل بیت، الشیعہ والسنہ، کافی وشافی ثابت ہوں گی۔

بائبل اور محمد ﷺ

از قلم حکیم محمد عمران ثاقب

جلد منظر عام پر آرہی ہے

افاك اثیم (جلد 2)

از قلم حکیم محمد عمران ثاقب

جلد منظر عام پر آرہی ہے

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾

فارقلیط صلی اللہ علیہ وسلم

پادری وکلف اے سنگھ کے رسالہ فارقلیط کے جواب میں

از قلم حکیم محمد عمران ثاقب

ہر اچھے بکسٹال پر دستیاب ہے

قرآن، بائبل اور عیسیٰ علیہ السلام

عیسائیت اور عیسیٰ علیہ السلام، پولوس ازم اور عیسیٰ علیہ السلام، اسلام اور عیسیٰ علیہ السلام

از قلم حکیم محمد عمران ثاقب

ہر اچھے بکسٹال پر دستیاب ہے

طاہر القادری خادم دین متین

یا

افاک اثیم........؟